اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَر ساری کثرت پاتے یہ ہیں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم مالک و مختار ہیں

از افادات
ابوالحقائق
غلام مرتضیٰ ساقی مجددی

مرتب
صاحبزادہ عطاء المصطفیٰ جمیل ساقی

مکتبہ فیضانِ عطار
جامع جامع مسجد عمر روڈ کاموں کی

انا اعطیناک الکوثر
ساری کثرت پاتے یہ ہیں

حضور ﷺ مالک ومختار ہیں

ازافادات:

ابوالحقائق علامہ غلام مرتضیٰ ساقی مجددی دامت برکاتہم العالیہ

مرتب:

صاحبزادہ عطاء المصطفیٰ جمیل ساقی

ناشر: مکتبہ فیضانِ عطار

جامع مسجد عمر روڈ کاموں نکے ضلع گوجرانوالہ

0300 7443224

نام کتاب.......... حضور ﷺ مالک ومختار ہیں

افادات:............ ابوالحقائق علامہ غلام مرتضیٰ ساقی مجددی

ناشر:........... مکتبہ فیضان عطار

جامع مسجد عمر روڈ کاموں کے ضلع گوجرانوالہ

سن اشاعت:...... فروری ۲۰۰۷ء

تعداد:................ ۱۱۰۰

ہدیہ:............ 100

ملنے کے پتے:

- مکتبہ رضائے مصطفیٰ چوک دارالسلام گوجرانوالہ
- مکتبہ قادریہ سرکلر روڈ نزد گھنٹہ گھر گوجرانوالہ
- مکتبہ جمال کرم مرکز الاویس لاہور
- مکتبہ المدینۃ المنورہ مرکز الاویس لاہور
- مسلم کتابوی دربار مارکیٹ لاہور
- مکتبہ قادریہ رضویہ گنج بخش روڈ لاہور
- سنی پبلی کیشنز گوجرانوالہ

0322-5568147

انتساب

شیخ المحدثین ...... سندالمحققین

حضرۃ العلام، سیدی واستاذی علامہ

حافظ ابوالخیر غلام نبی نقشبندی مجددی کیلانی زید مجدہٗ

سابق شیخ الحدیث جامعہ رضویہ

گلستان محدث اعظم علیہ الرحمۃ فیصل آباد

کے مبارک نام

ع...... گر قبول افتد زہے عز و شرف

نیاز مند:

ابوالحقائق غلام مرتضٰی ساقی مجددی

0300-7422469

پیش لفظ

یہ حقیقت ہے کہ امام الانبیاء' محبوب خدا' شہ ہر دوسرا حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء اللہ رب العزت جل جلالہٗ کی عطا سے اس کے خزانوں کے مالک' مختار اور ماذون ہیں' کونین میں آپ کی نعمت بٹ رہی ہے' جسے جو ملا ان سے ملا' جو ان سے پھرا وہ ذلیل وخوار ہوا

زیر نظر کتاب محقق دوراں' مناظر اسلام' استاذ محترم' فضیلۃ الشیخ حضرت علامہ ابوالحقائق مولانا غلام مرتضیٰ ساقی مجددی مدظلہ کے افادات ومقالات کا مجموعہ ہے......

اس کا پہلا حصہ ''دینے والا ہے سچا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم'' آپ کے بیان فرمودہ خطاب سے مستفاد ہے جبکہ دوسرا حصہ ''اللہ کے خزانوں کے مالک ہیں نبی سرور صلی اللہ علیہ وسلم'' آپ کے فیضان توجہ سے مرتب ہے...... جسے احباب ذوق کی نظر کرتے ہوئے دلی مسرت ہو رہی ہے۔

دعوتِ عام ہے کہ احباب گرامی اگر مجموعہ میں کوئی حسن وخوبی پائیں تو دعائے خیر سے نوازیں اور اگر کوئی فروگذاشت دکھائی دے تو دامن عفو میں جگہ دے کر مطلع فرمائیں تاکہ اس کی اصلاح کی جاسکے......

والسلام!

خیر اندیش:

عطاء المصطفیٰ جمیل ساقی

0345-6240972

فہرست

دینے والا ہے سچا ہمارا نبی

فہرست

اللہ کے خزانوں کے مالک نبی سرور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں

رب ہے معطی یہ ہیں قاسم
رزق اس کا ہے کھلاتے یہ ہیں

دینے والا ہے سچا ہمارا نبی ﷺ

از

افادات

ابوالحقائق علامہ
غلام مرتضیٰ ساقی مجددی
دامت برکاتہم العالیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

نحمدہٗ و نصلی و نسلم علی رسوله الکریم و علیٰ آلهٖ و اصحابهٖ اجمعین

دینے والا ہے سچا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

ہمارے آقا، تاجدار انبیاء، شہ ہر دوسرا، دو عالم کے داتا، حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم، خدائے ذوالمنن جل جلالہٗ کے حبیب اور تمام مخلوق میں سب سے زیادہ اس کے قریب ہیں...... محبت کا تقاضہ یہ ہے کہ محبّ اپنے محبوب سے کوئی چیز روک نہ رکھے، اسے کسی شئے سے محروم نہ کرے..... اس کی ہر ضرورت پوری کرے...... اس کی کل حاجت روا کرے...... کسی مقام، کسی موقع اور کسی لمحہ بھی اسے کوئی تنگی، کوئی مشکل اور کوئی کمی نہ آنے دے..... آخر خدا سے بڑھ کر محبت کے تقاضوں کو کون پورا کرتا ہے؟..... الفت کے لوازمات کو اس سے زیادہ کون ادا کرتا ہے؟...... پیار کی چاہتوں کو اس سے بہتر کون بروئے کار لاتا ہے؟...... کیونکہ اس سے بڑا جواد، فیاض اور کرم فرما کوئی نہیں ...... یہی وجہ ہے کہ اس نے اپنے محبوب کی محبت کے تمام تقاضے پورے کرتے ہوئے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر اس قدر عنائتیں اور نوازشیں فرمائیں اور احسان، انعام، کرم، فضل، بخشش اور رحمت کے دروازے کھول دیئے ہیں کہ کائنات بھر میں کوئی ان کا اندازہ، احاطہ، احصاء اور شمار نہیں کر سکتا۔

صرف یہی نہیں کہ اس نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بے شمار، ان گنت، بے حساب اور لاتعداد نعمتیں عطا فرمادیں...... اور پھر وہ رُک گیا...... نہیں...... بلکہ قرآن مجید میں اس نے محبوب کو دیئے گئے خزانوں کے جگہ جگہ ڈھنڈورے پیٹے ہیں..... موقع بموقع

دھومیں مچائی ہیں.....گاہے گاہے واشگاف الفاظ میں اعلانات کردیئے ہیں، تاکہ محبوب کے دیوانے.....مستانے..... پروانے.....آپ کا نام لینے والے.....سب کچھ محبوب کو سمجھنے والے.....ان کے غلام، نیاز مند، جانثار، امتی، کلمہ گو اور عشاق اس حقیقت کو بگوش محبت سن لیں اور بچشم عقیدت پڑھ لیں.....اور ذہن نشین کرلیں کہ خدائے لم یزل نے ہمیں جو محبوب اور مطلوب عطا فرمایا ہے وہ بے اختیار، تہی دامن اور خالی ہاتھ نہیں بلکہ منبع برکات و فیوض اور عالم ماکان و مایکون ہے.....اللہ کے خزانوں کا مالک و مختار بن کر آیا ہے.....ہم تنگ دستوں، فاقہ مستوں اور بے سروسامان لوگوں کو اگر ضرورت اور حاجت ہو تو پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں..... بارگاہ رسالت سے رابطہ استوار کرلو.....در نبوت پر دست سوال دراز کرلو.....محبوب خدا سے مانگ لو.....ان کی خدمت میں حرف تمنا پیش کرو.....عرض مدعا کرو تو سہی.....وہ لجپال اور بندہ پرور ہیں، ہم پر حریص اور رؤف و رحیم ہیں لہذا ضرور کرم فرمائیں گے۔ بقول اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ:

لطف ان کا عام ہو ہی جائے گا
شاد ہر ناکام ہو ہی جائے گا
سائلو! دامن سخی کا تھام لو
کچھ نہ کچھ انعام ہو ہی جائیگا
مفلسو! ان کی گلی میں جا پڑو
باغِ خلد اکرام ہو ہی جائیگا

بلکہ قرآن مجید میں ایک مقام پر تو کھلے بندوں گہنگاروں کو در محبوب پر جانے کی یوں ترغیب دی ہے.....ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ولو انهم اذ ظلمو اانفسهم جاؤوک-الآیۃ (النساء،٦٤)

یعنی اگر یہ لوگ اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھیں تو (اے محبوب!) تیرے پاس آجائیں۔اس آیت میں مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ محبوب کے دروازہ پر پہنچ جائیں، بارگاہ رسالت میں حاضر ہو جائیں اور ادھر محبوب کو حکم فرمایا:

واما السائل فلا تنھر۔(الضحیٰ،١٠)

یعنی محبوب! مانگنے والے کو جھڑکنا نہیں.

مطلب یہ ہے کہ محبوب ہم نے اپنی مخلوق اور تیری امت کو تیرے در کا راستہ دکھا دیا ہے......تجھ سے مانگنے کا طریقہ سکھا دیا ہے.....تیری بارگاہ میں آکر کاسۂ گدائی دراز کرنے کا سلیقہ بتا دیا ہے....اور:

ووجدک عائلا فاغنیٰ. (الضحیٰ،٨)

یعنی خدا نے تجھے محتاج پایا تو غنی کر دیا....

کے مطابق میں نے تجھے غنی، سخی اور بندہ پرور بنا دیا ہے..... جب تیرے غلام..... تیرے امتی..... اور تیرے نیاز مند تیری بارگاہ میں آکر اپنا مدعا پیش کریں.....جو بھی آکر طلب کریں......تو نے انہیں جھڑکنا نہیں.....ان سے کچھ روکنا نہیں .....انہیں اس پر ٹوکنا نہیں.....ان پر ناراضگی کا اظہار نہیں فرمانا...... بلکہ وہ جو مانگیں انہیں عطا فرما دینا، کیونکہ تیرے خدا نے تجھ پر اپنے خزانوں کے منہ کھول دیئے ہیں۔

؎ مجرم بلائے آئے ہیں جاء ووک ہے گواہ

پھر ادھر کب یہ شان کریموں کے در کی ہے

سارا جگ سوالی ہے:

چنانچہ میرے محبوب نے اپنے غلاموں.... اپنے دیوانوں اور گداگروں کو گاہے گاہے بتانا شروع کر دیا کہ مجھے خدا نے ان گنت خزانوں کا مالک بنا دیا ہے...... بلکہ خزانوں کی چابیاں ہی میرے ہاتھ میں تھما دی ہیں.... مجھے سرخ و سفید خزانوں کی ملکیت دے دی ہے..... مجھے خزانچی اور تقسیم کرنے والا بنا دیا ہے۔

تو پھر کیا تھا ان ارشادات نبویہ کو سنتے ہی شمع رسالت کے پروانے مسرت سے جھوم اٹھے..... وجد کرنے لگے.... سر دھننے لگے.... اپنی قسمت پر ناز کرنے لگے..... حضور کی نسبت پر فخر کرنے لگے..... جس نے سنا وہ دست سوال دراز کئے.... جھولیاں کھولے.... کاسۂ گدائی اٹھائے.... کشکول بھیک پھیلائے ......در رسول کی جانب اٹھ کھڑا ہوا..... دیکھتے ہی دیکھتے در محبوب پر گداگروں، منگتوں اور سوالیوں کی بھیڑ لگ گئی...... ایک اژدھام کثیر اور گروہ کبیر آموجود ہوا...... ہر کوئی اپنی حاجت طلب کرنے لگا...... اپنی ضرورت بتانے لگا...... اپنی مشکل سنانے لگا...... لیکن محبوب نے کسی کو خالی نہ لوٹایا.... بعض کو ان کے کہنے پر نوازا اور بعض کو خود مانگنے کا ڈھب سکھا کر مالا مال کر دیا.... جب اس محبوب حجازی نے بندی نوازی اور کرم فرمائی کا حق ادا کرتے ہوئے کائنات کو نوازا اور خوب نوازا..... پھر تو مانگنے والوں میں جہاں انسان دکھائی دے رہے تھے...... وہاں حیوانات کی قطاریں بھی نظر آنے لگیں اور ہر کوئی کہہ رہا تھا:

؎ دیکھا جو ان کو بانٹتے میں نے بھی بڑھ کے شوق سے
دست عطا کے سامنے دست طلب بڑھا دیا

اور جب اس کریم نے ان کی اوقات سے بڑھ کر نوازا تو ہر کسی کی زبان پر یہ نعرہ تھا:

؎ کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہیئے
دینے والا ہے سچا ہمارا نبی ﷺ

اور کوئی یہ کہہ رہا تھا:

ع......بھر بھر کے دیا اور اتنا دیا دامن میں ہمارے سمایا نہیں

اور کوئی یوں نعرہ زن تھا:

؎ منگتے خالی ہاتھ نہ لوٹے کتنی ملی خیرات نہ پوچھو
ان کا کرم پھر ان کا کرم ہے ان کے کرم کی بات نہ پوچھو

اب آیئے ان تمام باتوں کو قرآن وحدیث کے دلائل وبراہین کی روشنی میں دیکھتے ہیں..... تاکہ تشکیک، ریب اور شبہ وگمان کے زنگ سے آلودہ دلوں اور دماغوں کیلئے بھی کچھ تسکین واطمینان کا ساماں مہیا ہو سکے.....بشرطیکہ وہ بھی اس جانب پیشقدمی کریں.....

کیا رسول اللہ ﷺ سے مانگنا شرک ہے؟

سطور بالا میں نصوص صریحہ سے واضح ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خزانوں کا مالک ومختار بنا دیا گیا ہے لہذا جب آپ خزانوں کے مالک ہیں تو آپ سے مانگنا درست ہے شرک کیسے ہو سکتا ہے؟......چشم عبرت وا کیجئے!

حکم خداوندی: ارشاد باری تعالیٰ ہے

واما السآئل فلا تنهر ۔ (الضحیٰ، ۱۰)

یعنی اے محبوب! مانگنے والے کو نہ جھڑکنا۔

اس کا واضح مطلب ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگنا درست ہے، اگر شرک ہوتا تو حکم یہ ہوتا کہ مانگنے والے کو جھڑکو اور منع کرو۔

O...... بلکہ دوسرے مقام پر غلاموں کو فرمایا:

ما ا تاکم الرسول فخذوہ (الحشر ۷)

یعنی اے مسلمانو! رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں جو بھی عطا کریں، دامنِ محبت اور کشکولِ عقیدت پھیلا کر اسے حاصل کرلو!...... کیونکہ میں نے رسول کو دینے والا بنا کر بھیجا ہے۔

احادیث نبوی اور اعمال صحابہ:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں

هل تدرون من اجود جوداً قالو ا الله ورسوله اعلم قال الله تعالیٰ اجود جوداً ا ثم انا اجود بنی آدم ۔ (شعب الایمان ص ، مشکوٰۃ ص ۳۷)

کیا تم جانتے ہو سب سے زیادہ کرم اور فضل کرنے والا کون ہے؟...... صحابہ کرام نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتا ہے...... آپ نے فرمایا ''سب سے زیادہ کرم و فضل والا اللہ تعالیٰ ہے اور پھر اولادِ آدم میں زیادہ جود و سخا والا میں ہوں......

O...... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں:

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اجود الناس و كان اجود ما يكون فی رمضان حين يلقاه جبرئيل و كان يلقاه فی كل ليلة من رمضان فيدا رسه القرآن فلرسول الله صلى الله عليه وسلم اجود بالخير من الريح المرسلة ۔

(بخاری ۱/۳،۴، ۲۵۵، ۱/ ۴۵۷، ۵۰۲، ۲/ ۴۴۸، ۸۹۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں سے زیادہ فضل اور کرم والے تھے اور آپ رمضان میں بہت زیادہ سخاوت وعطا فرماتے' جب جبریل علیہ السلام آپ سے ملاقات کرتے ...... پس آپ ان سے قرآن کا دور کرتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضرور بھیجی گئی تیز ہوا سے بھی زیادہ لوگوں کی تمام حاجات کے مطابق عطا وسخا فرماتے تھے

O...... حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک اعرابی آیا، آپ نے اس کی عزت افزائی کی اور فرمایا: ہمارے پاس آؤ' وہ آیا آپ نے اس سے فرمایا: تم اپنی حاجت بیان کرو؟ اس نے کہا: مجھے سواری کے لئے ایک اونٹنی چاہیئے اور بکریاں چاہییں' جن کا ہم دودھ دوہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم بنو اسرائیل کی بڑھیا کی طرح ہونے سے بھی عاجز ہو؟ آپ نے فرمایا: جب حضرت موسیٰ علیہ السلام بنو اسرائیل کو لے کر مصر سے روانہ ہوئے تو وہ راستہ بھول گئے حضرت موسیٰ نے پوچھا: اس کی کیا وجہ ہے؟ ان کے علماء نے کہا کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام کی وفات قریب ہوئی تو انہوں نے ہم سے یہ پختہ وعدہ لیا تھا اور اس پر قسم لی تھی کہ ہم مصر سے اس وقت تک روانہ نہیں ہوں گے جب تک ان کی نعش کو ساتھ نہیں لے جائیں گے حضرت موسیٰ نے پوچھا ان کی قبر کی جگہ کس کو معلوم ہے؟ انہوں نے کہا: بنو اسرائیل کی ایک بڑھیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کو بلوایا پس وہ آئی، حضرت موسیٰ نے فرمایا: مجھے یوسف کی قبر بتاؤ، اس نے کہا اس وقت تک اس کا پتہ نہیں بتاؤں گی حتی کہ آپ میری ایک درخواست منظور نہ کریں آپ نے پوچھا تمہاری کیا درخواست ہے؟ اس نے کہا: میں جنت میں آپ کے ساتھ رہوں! حضرت موسیٰ کو یہ ماننا ناگوار ہوا، تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی کی کہ آپ اس کی درخواست منظور کر

لیں!(چنانچہ حضرت موسیٰ نے اس کی بات مان لی) تو وہ آپ کو دریائے نیل کی اس جگہ پر لے گئی جہاں کا پانی متغیر ہو چکا تھا، اس نے کہا: یہاں سے پانی نکالو، انہوں نے وہاں سے پانی نکالا۔ اس نے کہا: یہاں کھدائی کرو، کھدائی کے بعد وہاں سے حضرت یوسف علیہ السلام کی نعش برآمد کی جب انہوں نے حضرت یوسف کی نعش اوپر اٹھائی تو ان کو گمشدہ راستہ روز روشن کی طرح مل گیا۔

(مسند ابو یعلی ج ۱۳، ص ۲۳۶، ۲۳۷۔ مجمع الزوائد ج ۱۰ص ۱۷۰، ۱۷۱۔ امام ہیثمی نے کہا کہ ابو یعلی کی روایت کے راوی صحیح ہیں، المستدرک ج ۲ ص ۵۷۱، ۵۷۲۔ ۲/۴۰۴ حاکم نے اسے صحیح کہا ہے، صحیح ابن حبان ج ۲ ص ۵۰۰، ۵۰۱۔ الدر المنثور ج ۶ ص ۳۰۲، ۳۰۳، المطالب العالیہ لابن حجر برقم ۳۴۶۲)

اس سے واضح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اعرابی کو جنت مانگنے کی ترغیب دلائی کہ اونٹنی اور بکریاں معمولی چیزیں ہیں تو مجھ سے جنت مانگ!...... جیسے بڑھیا نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جنت طلب کی تھی۔ جس سے معلوم ہوا کہ آپ کو جنت کے متعلق بھی اختیار ہے۔ ورنہ آپ اسے جنت طلب کرنے کی ترغیب کیوں دیتے؟

○...... حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب کسی کام کے متعلق سوال کیا جاتا، اگر آپ کا ارادہ اسے کرنے کا ہوتا تو فرماتے ہاں! اگر آپ کا ارادہ نہ کرنے کا ہوتا تو آپ خاموش رہتے، اور آپ کسی کام کے متعلق ''نہ'' نہیں فرماتے تھے۔ آپ کے پاس ایک اعرابی آیا اور اس نے کچھ سوال کیا، آپ خاموش رہے، اس نے پھر سوال کیا آپ خاموش رہے، پھر اس نے تیسری بار سوال کیا تو

آپ نے اسے فرمایا: اے اعرابی مانگ کیا چاہتا ہے؟ ہمیں اس پر رشک آیا اور ہم نے گمان کیا کہ اب وہ جنت کا سوال کرے گا اس نے کہا میں آپ سے ایک سواری کا سوال کرتا ہوں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ تمہیں مل جائے گی، پھر فرمایا: مانگ لو!......سوال کرو: اس نے کہا: میں اس کے پالان کا سوال کرتا ہوں، آپ نے فرمایا: یہ تمہیں مل جائے گا پھر فرمایا مانگ لو!......اس نے کہا: میں آپ سے سفرخرچ کا سوال کرتا ہوں آپ نے فرمایا: یہ تمہیں مل جائے گی۔ حضرت علی نے کہا: ہمیں اس پر بہت تعجب ہوا، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس اعرابی نے جن چیزوں کا سوال کیا وہ اس کو دے دو، پھر وہ چیزیں دے دی گئیں، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس اعرابی کے سوال میں اور بنی اسرائیل کی بڑھیا کے سوال میں کتنا فرق ہے، پھر آپ نے فرمایا: جب موسیٰ علیہ السلام کو سمندر پار جانے کا حکم ہوا تو آپ کے پاس سواری کیلئے جانور لائے گئے، وہ جانور سمندر کے کنارے تک پہنچے پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے منہ پھیر دیئے اور وہ خود بخود پلٹ آئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اے رب! یہ کیا ماجرا ہے؟ حکم ہوا کہ تم یوسف کی قبر کے پاس ہو، اس کی نعش کو اپنے ساتھ لے جاؤ وہ قبر ہموار ہو چکی تھی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پتا نہیں تھا کہ وہ قبر کہاں ہے؟ پھر حضرت موسیٰ نے لوگوں سے سوال کیا کہ تم میں سے کسی کو پتہ ہے، وہ قبر کہاں ہے؟ لوگوں نے کہا: اگر کوئی جاننے والا ہے تو وہ بنی اسرائیل کی ایک بڑھیا۔ ہے اس کو معلوم ہے کہ وہ قبر کہاں ہے؟ حضرت موسیٰ نے اس بڑھیا کو بلوایا، جب وہ پہنچ گئی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: کیا تم کو حضرت یوسف کی قبر کا علم ہے؟ اس نے کہا: ہاں! حضرت موسیٰ نے کہا ہمیں بتاؤ اس نے کہا نہیں! اللہ کی قسم! جب تک تم میرا سوال پورا نہیں کرو گے! حضرت موسیٰ نے کہا: بتاؤ

تمہارا کیا سوال ہے؟ اس بڑھیا نے کہا، میں یہ سوال کرتی ہوں کہ جنت کے جس درجہ میں آپ رہو گے' اس درجہ میں میں رہوں! حضرت موسیٰ نے کہا، صرف جنت کا سوال کرو، اس نے کہا: نہیں! اللہ کی قسم! میں اس وقت تک راضی نہیں ہوں گی جب تک کہ میں آپ کے ساتھ جنت میں آپ کے درجے میں نہ رہوں! حضرت موسیٰ اس کو ٹالتے رہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ اے موسیٰ!...... تم اس کو وہ درجہ دے دو، اس سے تم کو کوئی کمی نہیں ہوگی! حضرت موسیٰ نے اس کو جنت کا وہ درجہ دے دیا، اس نے قبر بتائی اور وہ حضرت یوسف کی نعش لے کر سمندر کے پار گئے۔ (المعجم الاوسط جلد ص ۳۷۶، ۳۷۷۔ مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۱۷۱۔ کنز العمال ج ۱۱ ص ۵۱۶۔ مکارم الاخلاق ج ۲ ص ۶۲۶۔ حلیۃ الاولیاء ج ۶ ص ۲۷)

ان حدیثوں کے اہم اور نمایاں فوائد میں سے یہ ہے کہ:

۱۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اختیار دیا ہے کہ جس شخص کو جو چاہیں عطا کر دیں، کیونکہ آپ نے فرمایا کہ تم میں اور بنی اسرائیل کی بڑھیا میں کتنا فرق ہے! اس نے جنت مانگی اور تم یہ طلب نہیں کر رہے۔

۲۔ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ اختیار دیا تھا کہ وہ بنی اسرائیل کی اس بڑھیا کو جنت میں اپنا درجہ عطا فرما دیں اور اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کی طرف جنت عطا کرنے کی نسبت فرمائی۔ جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ انبیاء کرام کو جنت عطا کرنے کا اختیار ہوتا ہے...... اگر دیگر انبیاء کرام کو یہ اختیار حاصل تھا تو امام الانبیاء کی عظمت کا کیا کہنا!......

۴۔ اور یہ کہ صحابہ کرام کا یہ اعتقاد تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جنت تک عطا کرنے کا اختیار ہے اسی طرح بنی اسرائیل کی اس معمر خاتون کا یہ اعتقاد تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نہ صرف جنت بلکہ جنت میں اپنا درجہ بھی عطا فرما سکتے ہیں اور یہ کہ دنیا اور آخرت کی نعمتیں خواہ جنت ہو، ان کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرنا شرک نہیں ہے۔

٥...... حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بحرین کا مال لایا گیا۔ آپ نے فرمایا اسے مسجد میں رکھو اور یہ بہت زیادہ مال تھا جو آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کیلئے نکلے اور اس کی طرف کوئی توجہ نہ کی۔ پس جب نماز ادا فرمالی آپ آئے اور اس کے پاس بیٹھ گئے۔ چنانچہ جو کوئی بھی آپ کو نظر پڑا آپ نے اسے مال عطا فرمایا۔ اچانک حضرت عباس رضی اللہ عنہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ!...... مجھے عطا فرمائیں' کیونکہ میں نے اپنی طرف سے اور عقیل کے فدیہ کے طور پر (بدر کے روز) مال دیا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا لے لو!...... تو انہوں نے لپیں بھر کر اپنے کپڑے میں ڈال لیں۔ پھر اسے اُٹھانے لگے لیکن اُٹھا نہ سکے تو عرض کیا: یارسول اللہ!...... کسی کو حکم فرمائیں کہ وہ مجھے اُٹھوا دے' فرمایا نہیں' عرض کیا آپ خود اُٹھوا دیں' فرمایا نہیں۔ تو انہوں نے اس سے کچھ کم کیا، پھر اُٹھانے لگے تو کہا: یارسول اللہ! کسی کو فرما دیں کہ وہ مجھے اُٹھوا دے' فرمایا نہیں' کہا آپ خود اُٹھوا دیں' فرمایا نہیں' انہوں نے اس سے مزید کم کیا پھر اپنے کندھے پر ڈالا اور چل بسے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے حرص پر تعجب کرتے ہوئے اس وقت تک دیکھتے رہے جب تک وہ نظروں سے اوجھل نہ ہو گئے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

وہاں سے اس وقت نہ اُٹھے جب تک وہاں ایک درہم بھی پڑا تھا۔(جب سب کچھ
لوگوں کو عطا فرمادیا تب تشریف لے گئے)۔(بخاری ۱/ ۶۰، ۴۴۸)

O...... حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں۔

کنت ابیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاتیتہ بوضوء وحاجتہ فقال لی سل فقلت اسئلک مرافقتک فی الجنۃ قال او غیر ذالک قلت ھو ذاک قال فاعنی علی نفسک بکثرۃ السجود۔

(مسلم ج ا ص ۱۹۳، نسائی ج ا ص ۱۳۴، ابوداؤد ج ا ص ۲۲۸، طبرانی کبیر ج ۵ ص ۵۷، ۵۸، مسند احمد ج ۴ ص ۵۹، مشکوٰۃ ص ۸۴)

''میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رات کو حاضر رہتا' ایک شب حضور کیلئے آبِ وضو وغیرہ ضروریات حاضر لایا' پس آپ نے ارشاد فرمایا: مانگ کیا مانگتا ہے؟...... میں نے عرض کی میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ جنت میں اپنی رفاقت عطا فرمائیں!...... فرمایا کچھ اور؟ میں نے عرض کی میری مراد تو صرف یہی ہے آپ نے فرمایا تو میری کثرت سجود سے اپنے نفس پر مدد کر''۔

اس حدیث مقدسہ میں بھی اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابی رضی اللہ عنہ کو مانگنے کا حکم دیا کہ جو جی چاہے مانگو چاہے دنیا کا سوال کرو یا آخرت کا۔ گویا اللہ نے دنیا و آخرت کی ہر چیز اپنے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمادی ہے اور صحابی کا بھی عقیدہ تھا کہ نبی ہر ایک چیز دے سکتے ہیں چاہے اس جہان کی مانگیں یا اگلے جہان کی' صحابی نے کوئی دنیا کی چیز نہیں مانگی بلکہ جنت میں آقا علیہ السلام کی رفاقت مانگی تو آقا علیہ السلام نے یہ نہیں فرمایا کہ یہ تو اللہ کے اختیار میں ہے' میں کیسے دے سکتا ہوں، نہیں!

بلکہ فرمایا اس کے علاوہ اور بھی کچھ مانگنا چاہتے ہو تو مانگ لو آج میرا دریائے رحمت جوش میں ہے تو صحابی نے کہا بس مجھے یہی کافی ہے۔ اسلئے .... کہ

تجھ کو تجھی سے مانگ کر مانگ لی ساری کائنات
مجھ سا کوئی منگتا نہیں تجھ سا کوئی داتا نہیں

محدثین کا فیصلہ

حضرت ملا علی قاری کا فیصلہ:

اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

و یوخذ من اطلاقه علیه الصلوٰۃ و السلام الامر بالسوال ان الله تعالیٰ مکنه من اعطاء کل ما اراد من خرائن الحق ...... و ذکر ابن سبع فی خصائصه وغیره ان الله تعالیٰ اقطعه ارض الجنة یعطی منها ما شآء لمن شآء ۔ (مرقاۃ المفاتیح، شرح مشکوٰۃ المصابیح ۱/ ۵۵)

یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مطلق حکم دینے سے کہ ''مانگ'' اور اس میں کوئی قید نہیں لگائی ...... اس سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ قدرت عطا فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں سے جو چاہیں عطا فرما دیں ...... اور امام ابن سبع اور دیگر علماء نے ذکر کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات سے ہے کہ جنت کی زمین اللہ تعالیٰ نے آپ کی جاگیر بنا دی ہے۔ لہذا آپ اس میں جسے چاہیں، جتنی چاہیں بخش دیں۔

حضرت شیخ محقق کا فیصلہ:

آپ لکھتے ہیں: فقال لی سل۔ پس گفت آں حضرت مرابطلب ہرچہ می خواہی ز خیر دنیا و آخرت ...... و از اطلاق سوال کہ فرمودسل بخواہ و تخصیص نکرد بمطلوبے خاص معلوم مے شود کہ کار ہمہ بدست ہمت و کرامت اوست صلی اللہ علیہ وسلم ہرچہ خواہد ہر کہ اخواہد باذن پروردگار خود بدھد ...... بیت۔

فان من جودک الدنیا و ضرتھا . ومن علومک علم اللوح والقلم .

اگر خیریت دنیا و عقبیٰ آرزو داری
بدر گاہش بیا و ہرچہ مے خواہی تمنا کن

(اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ۱/۳۹۶)

یعنی حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: مانگ لے' مطلب یہ تھا کہ دنیا و آخرت کی جو بھلائی چاہتا ہے مانگ لے' آپ کے مانگنے کے مطلق حکم دینے اور کسی چیز کو مخصوص نہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام امور آپ کے ہاتھ میں ہیں' آپ جو چاہیں' جس کیلئے چاہیں' اللہ کے حکم سے عطا فرما سکتے ہیں۔(شعر کا ترجمہ)

یا رسول اللہ دنیا و آخرت آپ کے جود وسخا کا کچھ حصہ ہے اور لوح وقلم کا علم آپ کے علوم کا جزو ہے۔

(شعر کا ترجمہ) اے مسلمان! اگر تو دنیا و آخرت کی خیریت کی طلب رکھتا ہے' تو حضور

کی بارگاہ میں حاضر ہو جا اور جو جی میں آئے مانگ لے!

امام الوہابیہ کا فیصلہ:

نواب صدیق حسن بھوپالوی نے اسی حدیث کے تحت لکھا ہے یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی صحابی حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ کو مطلق فرمانا کہ مانگ اور کسی چیز کی قید نہ لگانا' اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تمام امور آپ کے دستِ مبارک میں ہیں۔ آپ جو چاہیں' جسے چاہیں اللہ کے حکم سے عطا فرما سکتے ہیں۔

(مسک الختام شرح بلوغ المرام ص)

شیخ الدیوبندیہ کا فیصلہ:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام امور میں اختیار ہے۔ آپ جسے چاہیں اور جو چاہیں عطا فرما سکتے ہیں' اس بات کی تائید کرتے ہوئے دیوبندی دھرم کے شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانی نے درج بالا حدیث مبارک کی شرح میں یہی مضمون قلمبند کیا ہے۔

(فتح الملھم شرح صحیح مسلم ۲/۹۶)

معلوم ہوا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا و آخرت کے مالک و مختار ہیں۔

O...... حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اذا سألت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعطانی واذا سکت ابتدائنی۔ (ترمذی ج ۲ ص ۲۱۴، مشکوۃ ص ۵۶۴)

''یعنی جب بھی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگتا آپ عطا فرماتے اور جب میں خاموش ہو جاتا تو آپ مجھ سے کلام کا آغاز فرماتے۔

O...... سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کو سردی لگی، وہ دربار رسالت میں حاضر ہو گئے اور عرض گزار ہوئے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے سردی لگ رہی ہے سرکار علیہ السلام کی زبان حق ترجمان سے یہ دعا نکلی۔ **اللھم اکفه الحر والبرد.** (مجمع الزوائد ج۹ ص ۱۶۵، سیرت حلبیہ ج۲ ص ۱۶۰، خصائص کبریٰ ج۱ ص۲۵۲، دلائل النبوۃ ج۲ ص۴۶۳)

یااللہ! میرے علی سے سردی اور گرمی دور کر دے۔

اس دعا کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نہ مجھے سردی لگتی نہ گرمی، بلکہ جب سرد موسم آتا تو آپ باریک کپڑے پہن لیتے اور جب گرم موسم آتا تو آپ موٹے کپڑے پہن لیتے۔

O...... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دس صحابہ کرام میں جنت تقسیم فرمائی......

حضرت ابوبکر، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی، حضرت مولیٰ علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت سعید بن زید اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح (رضی اللہ عنہم)

(ابوداؤد ۲/۲۸۳، ترمذی ۲/۲۱۷، ابن ماجہ ۱۳، مشکوٰۃ ص ۵۶۶)

O...... ایسے ہی ایک باغ میں تشریف فرما ہو کر آپ نے حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم کو جنت کی بشارت عطا فرمائی۔

(بخاری ۱/ ۵۱۹، ۵۲۲، مشکوٰۃ ص)

O...... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جعرانہ کے مقام پر تھے، آپ کے پاس ایک اعرابی لایا گیا، اس نے کہا آپ نے جو مجھ سے وعدہ کیا تھا آپ اسے پورا نہیں کریں گے؟...... فرمایا میں تجھے جنت کی بشارت دیتا ہوں، قبول کرو، کہنے لگا: آپ اکثر مجھے یہی بات

کہتے ہیں۔ چنانچہ آپ حضرت ابوموسیٰ اشعری اور حضرت بلال کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: رد البشریٰ فاقبلا قالا قبلنا (بخاری ۲/۶۲۰، ۶۲۶)

اس نے جنت کی بشارت کو رد کر دیا ہے' تم دونوں اسے قبول کرلو' دونوں نے عرض کیا ہم قبول کرتے ہیں۔

O...... حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں:

میرے والد فوت ہو گئے اور ان پر قرض تھا، میں نے قرض والوں سے بات کی کہ وہ کھجوریں لے لیں اور قرض معاف کر دیں تو انہوں نے انکار کر دیا' پس میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو میں نے عرض کی یارسول اللہ! آپ جانتے ہیں کہ میرا والد جنگ احد میں شہید ہو گیا ہے اور اس نے بہت زیادہ قرض چھوڑا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ آپ کو قرض خواہ دیکھیں (اور وہ مطالبہ میں کمی کریں) فرمایا: جاؤ ہر قسم کی کھجوروں کا ایک ایک ڈھیر لگا دو' میں نے یہ کام کر دیا' پھر میں نے حضور کو بلایا' جب قرض خواہوں نے حضور کو دیکھا تو وہ مجھ پر بھڑک پڑے پھر جب حضور نے ان لوگوں کا یہ عمل دیکھا' تو ان میں سے بڑے ڈھیر کے آس پاس تین چکر لگائے' پھر اس کے پاس بیٹھ گئے' پھر فرمایا اپنے قرض خواہوں کو ہمارے سامنے بلاؤ' پھر آپ ناپ تول کراتے رہے' ان سب کیلئے' حتیٰ کہ اللہ نے میرے باپ کا سارا قرضہ ادا کر دیا' میں اس پر راضی تھا کہ اللہ میرے والد کا قرض ادا کر دے خواہ میں میں اپنی بہنوں کو ایک کھجور بھی نہ دوں' مگر اللہ نے سارے ڈھیر سلامت رکھے اور میں اس ڈھیر کو دیکھتا تھا جس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے گویا اس میں سے ایک کھجور بھی کم نہ ہوئی تھی۔

(بخاری ج ۱ ص ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ج ۲ ص ۵۸۰، مشکوٰۃ ص ۵۳۶، ۵۳۷)

ایک روایت میں ہے:

O...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

انا فرطکم علی الحوض من مر علی شرب و من شرب لم یظما ابدا (بخاری ۲/۹۷۴)

میں حوضِ کوثر پر تمہارے لئے انتظام کروں گا' جو بھی میرے پاس سے گزرے گا وہ وہاں سے پانی پیئے گا اور جو پی لے گا وہ پیاسہ نہیں ہوگا۔

یعنی آپ حوضِ کوثر پر اپنی اُمت کو سیراب فرمائیں گے اور روزِ حشر ان کیلئے اہتمام و انتظام فرمائیں گے......گویا:

اپنے ہر اُمتی کو کرے گا عطا
آبِ کوثر کا پیالہ ہمارا نبی

O...... یہ حوض حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرما دیا گیا ہے' جیسا کہ متعدد روایات میں آپ نے اسے ''حوضی'' کے الفاظ سے یاد فرمایا ہے یعنی میرا حوض۔

ملاحظہ ہو (بخاری ۱/ص ۱۷۹، ۵۰۸، ۲/۹۷۵)

جس سے واضح ہے کہ آپ حوضِ کوثر کے بھی مالک و مختار ہیں۔

O...... حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

النحر الذی فی الجنت من الخیر الذی اعطاہ اللہ ایاہ .

(بخاری ۲/۹۷۴)

یہ خیر کی جنتی نہر ہے جو اللہ تعالیٰ نے صرف آپ کو ہی عطا فرمائی ہے۔

O...... اور جبرئیل امین فرماتے ہیں:

هذا الکوثر الذی اعطاک ربک (بخاری ۹۷۴/۲)

یہ خیر کثیر ایک نہر ہے، جو اللہ نے آپ کو عطا فرمائی ہے۔

معلوم ہوا کہ حوضِ کوثر بھی آپ کے قبضہ واختیار میں ہے۔ آپ اپنی اُمت کو اس کا پانی عطا فرمائیں گے اور ان کی پیاس مٹائیں گے۔ بقول اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ:

ٹھنڈا ٹھنڈا میٹھا میٹھا

پیتے ہم ہیں پلاتے یہ ہیں

O...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

میں نے عرض کی یا رسول اللہ میں آپ سے بہت سی حدیثیں سنتا ہوں مگر بھول جاتا ہوں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ابسط رداءک فبسطته فغرف بیدیه فیه قال ضمه فضممته فما نسیت شیئا بعد۔ (بخاری ج ۱ ص ۲۲، ۵۱۵، خصائص کبریٰ ۱/۷۳)

اپنی چادر پھیلاؤ میں نے پھیلا دی تو آپ نے اپنے ہاتھوں سے اسمیں کچھ ڈال دیا اور فرمایا اسے سینے سے لگالو میں نے ایسا ہی کیا پس اس کے بعد میں کبھی کچھ نہیں بھولا۔

O...... ایک روایت میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ تم لوگ کہتے ہو کہ بے شک ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بہت حدیثیں بیان کرتا ہے اور تم کہتے ہو کہ کیا وجہ ہے؟ کہ مہاجر اور انصار صحابہ کرام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت ابو ہریرہ کی طرح (زیادہ) احادیث بیان نہیں کرتے (تو اس کی وجہ یہ ہے) کہ بے شک میرے مہاجر بھائی ان کو بازاروں میں خرید وفروخت (کاروبار) مشغول رکھتا اور میں فاقہ کے باوجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لازم پکڑتا، یعنی ہمیشہ آپ کی بارگاہ میں حاضر تھا۔ پس میں موجود ہوتا جب

وہ غائب ہوتے اور میں یاد کرتا جب وہ بھلا دیئے جاتے اور میرے انصار بھائیوں کو ان کے کھیتی باڑی کا عمل مصروف رکھتا...... اور میں (مسجد نبوی کے) اصحاب صفہ میں سے ایک نادار (ملفس) آدمی تھا' میں محفوظ کر لیتا جب وہ بھول جاتے اور تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں فرمایا جو آپ نے بیان فرمائی کہ جو آدمی اپنے کپڑے کو بچھائے حتیٰ کہ میں اپنی یہ گفتگو پوری کروں پھر وہ اسے اپنے سینے سے لگائے تو جو میں کہوں گا وہ اسے یاد ہوگا۔ چنانچہ میں نے اپنا کپڑا بچھایا اور جب آپ نے اپنی بات کو مکمل فرمایا تو میں نے اسے اکٹھا کر کے اپنے سینے سے لگا لیا تو میں آپ کی گفتگو سے کچھ نہیں بھولا۔ (بخاری ۱/۲۷۴، ۲۷۵، ۱/۳۱۶، ۲/۱۰۹۳)

گویا آپ کو اس قدر اختیار ہے کہ اشارے سے حافظے کی گٹھریاں عطا فرما دیتے ہیں۔

O...... سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ہم جب خندق کھود رہے تھے تو اچانک ہمارے سامنے ایک چٹان آگئی' جو بڑی سخت تھی' تو خندق کھودنے والے صحابہ کرام نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی خندق کھودتے وقت یہ ایک سخت چٹان آگئی ہے' تو آپ نے فرمایا میں آتا ہوں' اس کے بعد سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے اور تشریف لائے' حالانکہ سید العلمین صلی اللہ علیہ وسلم کے پیٹ پر بھوک کی وجہ سے پتھر بندھا ہوا تھا اور تین دن سے ہم نے کوئی چکھنے کی چیز نہ چکھی تھی اور باوجود اس حالت کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے گینتی پکڑی اور اس چٹان پر ماری تو وہ چٹان ریت کی طرح بہ گئی' پھر میں اپنے گھر اپنی بیوی کے پاس آیا اور میں نے پوچھا کیا گھر میں کوئی چیز کھانے کی ہے؟...... کیونکہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے شکم مبارک پر پتھر بندھا دیکھا ہے جو کہ بھوک کی وجہ سے ہے یہ سن کر بیوی صاحبہ

نے ایک تھیلا نکالا' جس میں ایک صاع جو تھے اور ہمارے ہاں ایک گھریلو بکری تھی میں
نے اس بکری کو ذبح کیا اور میری بیوی نے جو پیس کر آٹا بنایا' پھر ہم نے بکری کا گوشت بنا
کر ہنڈیا میں ڈالا اور میں دربارِ رسالت میں حاضر ہو گیا اور کان مبارک میں آہستہ سے
عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے بکری ذبح کی ہے اور ایک صاع جو پیس کر آٹا
بنایا ہے۔ لہذا حضور تشریف لائیں اور آپ کے ساتھ چند احباب آجائیں، یہ سن کہ والی
امت نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرما دیا اے خندق والو!...... جابر نے دعوت
پکائی ہے سب چلو' اور اس اعلان کے بعد مجھے فرمایا اے جابر!...... جب تک میں نہ آؤں
نہ تو ہنڈیا کو اتارنا اور نہ ہی روٹیاں پکانا شروع کرنا۔ اور جب آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام
تشریف لائے تو میری بیوی نے وہ آٹا گندھا ہوا حاضر کر دیا۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ
وسلم نے اس میں لعاب دہن مبارک ڈالا اور برکت کی دعا فرمائی' پھر حضور صلی اللہ علیہ
وسلم ہنڈیا کے پاس تشریف لائے اس میں بھی لعاب دہن مبارک ڈالا اور برکت کی دعا
کی' پھر میری بیوی سے فرمایا ایک اور روٹیاں پکانے والی ساتھ بلا لو جو کہ تیرے ساتھ مل
کر روٹیاں پکائے اور ہنڈیا کو چولہے پر وہیں رہنے دیں اور وہیں سے سالن نکال نکال
کر کھلاتے جاؤ' سب کو کھلایا اور کھانے والے ایک ہزار تھے۔

فاقسم باللہ لاکلوا حتی ترکوا ھوانحر فواوان برمتنا لتغط کما ھی وان عجیننا لیخبز کما ھو۔ (مسلم ج ۲ ص ۱۷۸، بخاری ج ۲ ص ۵۸۹، واللفظ لہ، مشکوۃ ص ۵۳۲، سنن بیہقی ج ۷ ص ۲۷۴، سیرت ابن ہشام ج ۲ ص ۲۱۷، البدایہ والنہایہ ج ۴ ص ۹۷، الخصائص الکبری ج ۱ ص ۲۲۷، ریاض الصالحین ص ۲۰۲)

میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ سب کھا کر چلے گئے اور ہماری ہنڈیا اسی طرح جوش

ماررہی تھی اور آٹا ابھی پک رہا تھا اور وہ اتنا ہی تھا جتنا کہ پکانے سے پہلے تھا۔

O...... ایک روایت میں ہے کہ شبعوا و بقی منه یقیه قال هذا کلی واهدی فان الناس اصابتهم مجاعة. (بخاری ۲/ ۵۸۸، واللفظ لہ، ریاض الصالحین ص ۲۰۱)

وہ سب سیر ہو گئے اور کھانا بچ گیا۔ آپ نے فرمایا اے خاتون !/ اسے کھاؤ اور لوگوں کو بھیج دو کیونکہ انہیں فاقہ پہنچا ہے۔

گویا سرکار دو عالم نے اپنا ''لنگر'' سارے محلے والوں کو عطا فرمایا......

O...... سیدنا قتادہ رضی اللہ عنہ جنگ میں تیر اندازی فرما رہے تھے اچانک دیکھا کہ پیچھے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ گر ہیں یہ دیکھ کر حضرت قتادہ نے پہلو بدل لیا اور کوشش کر رہے تھے کہ کوئی تیر پیچھے آقا کی طرف نہ جانے پائے آخر کار ایک ناگہانی تیر آیا اور حضرت قتادہ کی آنکھ میں لگا' آنکھ نکل گئی' ڈیلا لٹک گیا' جب جنگ ختم ہوئی اور حضرت قتادہ کے ساتھیوں نے مشورہ دیا کہ آنکھ تو نکل چکی ہے اور یہ پٹھے کے ساتھ لٹک رہی ہے اس سے تکلیف ہوتی ہوگی لہذا اے قتادہ !......لاؤ اس پٹھے کو تلوار سے کاٹ دیں تا کہ درد کم ہو' یہ سن کر حضرت قتادہ نے فرمایا نہیں' میں نہیں کٹواؤں گا اور آنکھ پکڑے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر صبر کرو تو تیرے لیے جنت ہے اور اگر چاہے تو تیرے لیے دعا کر دوں؟...... یہ سن کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیشک جنت بہت بڑی نعمت اور بہت بڑی عطا ہے مگر مجھے گھر میں بیوی سے محبت ہے تو مجھے اندیشہ ہے کہ وہ مجھ کو اس حال میں پسند نہیں کرے گی' لہذا آپ اسکو لوٹا بھی دیجئے اور جنت کیلئے دعا فرما دیں' یہ سنکر شاہ کونین ﷺ نے اپنے ہاتھ مبارک سے آنکھ کا ڈیلا اس کی جگہ میں رکھ کر دربار الٰہی میں عرض کی:

اللھم قتادہ کما وقی وجہ نبیک بوجھہ۔

اے اللہ!.....قتادہ کو حسن و جمال عطا کردے کیونکہ یہ اپنا چہرہ تیرے نبی کے چہرے پہ قربان کرتا رہا‘ جب ہاتھ مبارک اٹھا‘ تو وہ آنکھ جس کو آقا نے ہاتھ مبارک لگایا تھا وہ دونوں آنکھوں میں سے خوبصورت ہوگئی اور اس آنکھ کی نظر بھی تیز ہوگئی اور فرماتے ہیں

وکانت لا ترمد اذا رمدت الاخری۔

دوسری آنکھ کبھی دکھتی اور عارضہ لاحق ہوجاتا لیکن یہ کبھی دکھی تک بھی نہ تھی۔

(مجمع الزوائد ج ۶ ص ۱۱۶، سیرت حلبیہ ج ۲ ص ۴۴، زرقانی علی المواہب ج ۱ ص ۱۸۶، دلائل النبوۃ ج ۲ ص ۴۸۴، الخصائص الکبری ج ۱ ص ۲۰۵، مدارج النبوۃ ج ۱ ص ۱۹۸، کتاب الشفاء ج ۱ ص ۲۱۲، حجۃ اللہ علی العلمین ص ۴۲۴)

○..... حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں بعض بدنہاد‘ نافرجام اور شرانگیز عناصر نے حالات کو فتنہ و فساد کی بھٹی میں جھونک دیا.....اور پوری کوشش کی کہ وہ اور بصحت نہ ہوں ..... چنانچہ انہوں نے بعض غلط سلط اور بے بنیاد امور کی وجہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مطعون کیا اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ آپ کو قتل کرنے کے درپے ہوگئے۔ چنانچہ ان بدبختوں نے حضرت عثمان کا محاصرہ کیا اور آپ کو کمرہ میں بند کردیا.....اور آپ کے گھر میں پانی کی ایک بوند بھی لے جانے پر پابندی لگادی۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بھوک اور پیاس کی شدت میں تھے‘ چنانچہ اسی دوران حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ ملاقات کیلئے حاضر ہوئے‘ حضرت عثمان اس وقت روزے کی حالت میں تھے‘ آپ نے فرمایا: اے عبداللہ!.....آج میں زیارتِ نبوی سے مشرف ہوا ہوں‘ آپ یہاں تشریف لائے اور فرمایا:.....عثمان

ظالموں نے تیرا پانی بند کر کے تجھے پیاس کی شدت میں مبتلا کر رکھا ہے؟...... میں نے عرض کیا: جی آقا!...... تو آپ نے فوراً دریچی میں سے ایک ڈول میری طرف بلند کیا۔ اس میں نہایت شیریں اور ٹھنڈا پانی تھا' میں نے اسے پیا اور سیراب ہو گیا' بعدازاں آپ نے فرمایا: عثمان! تم چاہو تو میں تمہاری مدد کر دوں اور اگر چاہو تو روزہ ہمارے ہاں افطار کرنا' تو میں نے دوسری بات کو اختیار کر لیا ہے۔ چنانچہ اسی روز آپ کو شہید کیا گیا۔ (سنن سعید بن منصور، ص، البدایہ والنہایہ ۱۸۲/۷، الحاوی للفتاویٰ ۲/۲۶۲، رسائل ابن ابی الدنیا' کتاب المنامات ۴/ ۶۶، الروض الریاحین ص ۔ اس کے راوی ثقہ ہیں ۔ میزان الاعتدال ۳/ ۳۴۴، ۳۴۵، تہذیب التہذیب ۲۶۴/۸) اسے اشرف علی تھانوی نے جمال الاولیاء ص ۶۰ پر بھی بیان کیا۔

○...... سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حدیبیہ کے مقام پر لشکر کو پیاس لگی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پانی کا ایک برتن تھا سرکار نے اس سے وضو فرمایا' تو لشکر والے سرکار کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!...... پانی نہیں ہے' جس سے ہم لوگ وضو کریں اور پیئں' بس یہی پانی ہے جو وضو کے برتن میں ہے یہ سن کر رحمت عالمیاں صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ مبارک اس برتن میں رکھ دیا تو پانی نے جوش مارنا شروع کر دیا،

فجعل الماء یفور من بین اصابعه کا مثال العیون قال فشربنا وتوضأنا قلت لجابر کم کنتم یومئذ قال لو کنا مائة الف لکفانا کنا خمس عشرة مائة ۔ (بخاری ج ۲ ص ۵۹۸، واللفظ لہ، مسلم جلد ۲، ص ۱۸۸، مشکوۃ ص ۵۳۲، سنن نسائی ج ۱ ص ۶۱، سنن البیہقی ج ۱ ص ۴۳، تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۱۸۵،

البدایہ والنہایہ ج ۴ ص ۱۰۷، خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۴۰)

پس آپ کی انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہو گئے تمام صحابہ نے پانی پیا اور وضو کیا میں نے حضرت جابر سے پوچھا کہ کتنے لوگوں نے پانی پیا اور وضو کیا؟ فرمایا اگر ہم لاکھ بھی ہوتے تو وہ پانی ہمیں کافی ہوتا مگر اس وقت ہم پندرہ سو تھے جنہوں نے پانی اور وضو کیا۔

O...... سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم لوگ ایک سفر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے' راستہ میں ساتھیوں نے پیاس کی شکایت کی تو سرکار ٹھہر گئے پھر مولا علی رضی اللہ عنہ اور ایک دوسرے صحابی سے فرمایا تم جاؤ اور فلاں جگہ تمہیں ایک عورت ملے گی اس نے اونٹ پر دو پانی کے مشکیزے رکھے ہوئے ہیں اس عورت کو لے آؤ' دونوں حضرات وہاں پہنچے' تو وہ عورت اونٹ پر پانی رکھے جا رہی تھی، دونوں حضرات نے اس عورت کو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چل !......اس نے کہا کون رسول اللہ؟......کیا وہ جو باپ دادے کے دین سے نکل گیا ہے؟......فرمایا ہاں !......جس کو ایسا کہہ رہی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں تو وہ اس عورت کو لے کر دربار رسالت میں پہنچ گئے اور سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے وہ دونوں مشکیزے اتار لئے گئے اور ایک برتن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی لیا اور کلی کر کے پھر پانی مشکیزوں میں ڈال دیا' پھر فرمایا ان مشکیزوں کے منہ کھول دو اور فرمایا سب لوگ پانی لے لیں' سب نے برتن بھر لئے' پانی پیا' وہ عورت کھڑی دیکھ رہی تھی کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟......اور مشکیزوں سے پانی کم نہیں ہو رہا بلکہ پہلے سے مشکیزے زیادہ بھرے نظر آ رہے ہیں' پھر حکم فرمایا کہ اس عورت کیلئے کچھ کھانے کی چیزیں اکٹھی کرو اور کپڑا اچھا کر

اس میں کھانا وغیرہ جمع کیا گیا حتیٰ کہ وہ کپڑا بھر گیا اور وہ سارا کچھ اس عورت کو دے کر فرمایا : ہم نے تیرے پانی سے کچھ نہیں لیا بلکہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے پانی پلایا ہے وہ عورت جب اپنے اہل خانہ کے پاس پہنچی تو انہوں نے پوچھا تو دیر کر کے کیوں آئی ہے اس نے سارا ماجرا سنا دیا اور کہا میں جس کے پاس سے آئی ہوں یا تو وہ بہت بڑا جادوگر ہے یا وہ اللہ کا سچا رسول ہے یہ سن کہ وہ لوگ سارے کے سارے حاضر ہو کر اسلام قبول کر کے مسلمان ہو گئے ۔ (ماخوذ از بخاری ج ا ص ۴۹، مشکوۃ ص ۵۳۳، مسلم جلد ص، خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۴۳)

O...... حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت بنا ہوا بردہ لے کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی، جس میں حاشیہ بھی تھا، کیا تم جانتے ہو کہ بردہ کیا چیز ہے؟ لوگوں نے کہا چادر ہے، فرمایا ہاں! اس عورت نے کہا میں نے اسے اپنے ہاتھ سے بنا ہے میں یہ آپ کو پہنانے لائی ہوں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی ضرورت بھی تھی، آپ نے اسے لے لیا، پھر آپ ہمارے پاس تشریف لائے اور وہ چادر آپ کا تہبند تھی، فلاں شخص نے اس کی تحسین کی اور کہا چادر بہت اچھی ہے اس شخص نے کہا،

اکسنیھا ما احسنھا فقال القوم ما احسنت لبسھا النبی صلی اللہ علیہ وسلم محتاجا الیھا ثم سالتہ وعلمت انہ لا یرد قال انی واللہ ماسالتہ لا لسبہ وانما سالتہ لتکون کفنی قال سھل فکانت کفنہ۔

(بخاری ا/۱۷۰، ۲/۸۶۰)

یہ چادر کتنی اچھی ہے آپ یہ مجھے عنایت فرما دیں، لوگوں نے اسے کہا کہ تو نے اچھا نہیں کیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے اسے پہنا اور تو نے آپ سے چادر کا سوال کیا، حالانکہ تو جانتا ہے کہ آپ سائل کو واپس نہیں لوٹاتے

اس نے کہا اللہ کی قسم! میں نے پہننے کے لئے چادر آپ سے نہیں مانگی میں نے تو صرف اس لئے مانگی ہے کہ وہ میرا کفن ہو جائے سہل نے کہا پھر وہ چادر اس کا کفن بنی۔

O...... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میرے پاس جنوں کا وفد آیا اور انہوں نے مجھ سے اپنی خوراک کا سوال کیا:

فقال لکم کل عظم ذکر اسم اللہ علیہ یقع فی ایدیکم او فرما یکون لحما و کل بعرۃ علف لدوابکم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلا تستنجو بھما فانھما طعام اخوانکم۔

(مسلم ۱/۱۸۴، واللفظ لہٗ بخاری ۱/۵۴۴)

آپ نے فرمایا: تمہارے لئے ہر وہ ہڈی رزق ہے جس پر اللہ کا نام لیا گیا اور وافر مقدار میں تمہارے ہاتھوں پر گرے، جو گوشت کی حالت میں، اور ہر خشت گوبر تمہاری سواریوں کیلئے ہے۔ پھر رسول اللہ نے فرمایا: ان دونوں چیزوں سے استنجاء نہ کیا کرو کیونکہ یہ تمہارے بھائیوں کی خوراک ہے۔

O...... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اونٹنی خریدی اور پھر کمال کرم فرماتے ہوئے وہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو عطا فرما دی اور فرمایا:

الثمن والجمل لک (بخاری ۱/۴۰۱، ۴۱۶، ۲۸۲)

قیمت اور اونٹ دونوں تمہارے ہیں۔

۱۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو طلحہ نے ام سلیم سے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز میں کمزوری محسوس کی ہے، میرے خیال میں آپ کو

بھوک لگی ہے' تو کیا تیرے پاس کوئی شے ہے؟......تو انہوں نے کہا ہاں!......پھر انہوں نے جو کی روٹیاں نکالیں اور اپنی اوڑھنی لی اور اس میں ان کو لپیٹا اور میرے کپڑے کے نیچے چھپا دیا اور کچھ مجھ پر دے دیا پھر مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں بھیجا تو میں اسے لے کر گیا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں بیٹھا ہوا پایا اور آپ کے ساتھ صحابہ موجود تھے پس میں وہاں کھڑا ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھے ابوطلحہ نے بھیجا ہے؟......تو میں نے عرض کی جی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!......تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سب ساتھیوں کو فرمایا اٹھو!......تو آپ چلے اور میں سب سے آگے تھا' یہاں تک کہ ابوطلحہ کے پاس آیا اور انہیں بتایا' تو ابوطلحہ نے کہا!......ام سلیم بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں کو ساتھ لے کر آ گئے ہیں اور ہمارے پاس ان کے کھانے کیلئے کچھ نہیں ہے تو ام سلیم نے کہا۔ اللّٰہ و رسولہ اعلم

اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں، یعنی جو بلانا جانتا ہے وہ بلا کر کھلانا بھی جانتا ہے تم کیوں فکر کر رہے ہو؟ پھر ابوطلحہ چلے اور آگے بڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوطلحہ کے ساتھ تشریف لائے تو ارشاد فرمایا:

ھلمی ما عندک یا ام سلیم فاتت بذالک الخبز فامربه رسول الله صلی الله علیه وسلم ففت وعصرت علیه ام سلیم عکة لها فادمته ثم قال فیه رسول الله صلی الله علیه وسلم ماشاء الله ان یقول ثم قال ائذن لعشرة فاذن لهم فاکلوا حتی شبعوا ثم خرجوا ثم قال ائذن لعشرة فاذن لهم فاکلو احتی شبعوا ثم خرجوا ثم قال ائذن لعشرة حتی اکل القوم کلهم و شبعوا والقوم سبعون رجلا او ثمانون ثم اکل رسول

الله صلی الله علیه وسلم واهل البیت وافضلو اما بلغ جیر انهم۔(بخاری ج ا ص ۵۰۵، مسلم ج ۲ ص ۱۷۹، ترمذی ج ا ص ۲۰۳، سنن الکبری ج ۷ ص ۲۷۳، مجمع الزوائد ج ۸ ص ۳۰۷، دارمی ج ا ص ۲۷، مشکوۃ ص ۵۳۷، البدایہ والنھایہ ج ۶ ص ۱۰۸، دلائل النبوۃ ج ۲ ص ۴۱۵، شرح السنہ ج ۱۳ ص ۳۰۱، ریاض الصالحین ص ۲۰۳ واللفظ لہٗ)

یعنی اے ام سلیم جو تمہارے پاس کھانا ہے وہ لے آؤ انہوں نے روٹی پیش کی آپ نے روٹی کے ٹکڑے کرنے کا حکم دیا پھر ام سلیم نے ایک برتن سے گھی نچوڑ کر روٹی پر لگایا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر کچھ پڑھا جو اللہ کو منظور تھا پھر اس کے بعد فرمایا دس آدمیوں کو بلاؤ پس ان کو اجازت دی گئی تو انہوں نے کھایا اور سیر ہو کر چلے گئے پھر دس آدمیوں کو بلایا تو انہوں نے بھی کھایا اور سیر ہو کر چلے گئے یہاں تک کہ تمام آدمیوں نے کھالیا اور سیر ہو کر چلے گئے اور وہ ستر یا اسی آدمی تھے۔اس کے بعد آپ نے اور سبھی گھر والوں نے کھایا اور اس کے بعد بھی کھانا بچ گیا جو پڑوسیوں میں تقسیم کیا گیا۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا لنگر شریف:

مذکورہ بالا حدیث پاک سے پتہ چلا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم جس چیز کو بڑھا دیں اسے ختم نہیں کیا جا سکتا جیسے معمولی سا کھانا اسی سے زائد آدمیوں نے بھی سیر ہو کر کھالیا لیکن پھر بھی وہ ختم نہ ہوا تو انہوں نے آقا کے تبرک و لنگر کو محلہ میں تقسیم فرما دیا اور اہل محلہ نے اسے تناول کیا...... اور اگر کوئی ان سے پوچھتا کہ کیا کھا رہے ہو تو وہ زبان حال سے بانگ دھل کہہ دیتے ہم سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا لنگر کھا رہے ہیں۔خدا کی شان ہے!...... کہ گھر ابوطلحہ کا ہے اور لنگر مصطفیٰ کا تقسیم ہو رہا ہے اور حقیقت

یہ ہے کہ ؎ آپ کا صدقہ کھاتا ہے...... عالم سارا مکی مدنی (صلی اللہ علیہ وسلم)

رستاقی م

فوائد: اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔

۱۔ کھانے کو سامنے رکھ کر دعا کرنا جائز ہے۔

۲۔ اس پر کلام پڑھنا جائز ہے۔

۳۔ اسکا کھانا جائز و درست ہے۔

۴۔ اس تبرک کو تقسیم کرنا بھی جائز و درست ہے۔

۵۔ کھانے کیلئے لوگوں کو جمع کرنا بھی جائز ہے۔

۶۔ بزرگوں کی اشیاء تبرک ہو جاتی ہیں۔

۷۔ مل جل کر کھانا سنت ہے۔

۸۔ کھلانے والا بعد میں کھائے۔

۹۔ بزرگوں کو دعوت دینا درست ہے۔

۱۰۔ کسی کو دینا اور عطا کرنا شرک و بدعت نہیں بلکہ یہ سنت نبوی و عمل صحابہ ہے۔

O...... حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں۔

سالت رسول الله صلى الله عنيه وسلم فاعطانى ثم سالته فاعطا نى، ثم سالته فاعطانى۔

(بخاری ۲/۹۵۳، ترمذی ص...، نسائی ص....، مسلم ص... ریاض الصالحین ص ۲۰۴)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگا تو آپ نے عطا فرما دیا پھر میں

نے مانگا تو پھر آپ نے عطا فرما دیا پھر میں نے مانگا تو پھر آپ نے عطا فرما دیا۔

O...... سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا غزوہ تبوک کے دن لوگوں کو بھوک لگی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:......

یارسول الله ادعهم بفضل ازوادهم ثم ادع الله تعالىٰ لهم عليها با لبركة فقال نعم فدعا بنطع فبسط ثم دعا بفضل ازوادهم فجعل الرجل يجيئ بكف ذرة و يجيئ الا خر بكف تمر ويجئ الاخر بكسرة حتى اجتمع على النطع شئ يسير فدعا رسول الله صلى الله عليه وسلم بالبركة ثم قال خذوا فى او عيتكم فا خذوا فى اوعيتهم حتى ما تر كو فى العسكروعاء الا ملأ وه قال فاكلوا حتى شبعوا وفضلت فضلة فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اشهدان لااله الا الله وانى رسول الله لا يلقى الله بهما عبد غير شاك فيحجب عن الجنة ۔(مسلم، ج ا، ص ۴۳، مشکوٰۃ ص ۵۳۸، البدایہ والنھایہ ج ۶ ص ۱۱۸، خصائص الکبریٰ ج ا ص ۲۷۳ تا ۲۷۴)

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ حکم دیں تا کہ لشکر والے اپنا بچا ہوا کھانے کا سامان لائیں اور آپ برکت کی دعا فرما دیں' فرمایا بالکل ٹھیک ہے' چنانچہ چمڑے کا دستر خوان بچھا دیا گیا اور حکم دیا گیا کہ جس کے پاس کوئی کھانے کی چیز ہے وہ لے آئے اس اعلان پر دیکھا گیا کہ کوئی مکئی کی مٹھی لا رہا ہے تو کوئی کھجوروں کی مٹھی اور کوئی روٹی کا ٹکڑا اٹھائے آ رہا ہے حتی کہ دستر خوان پر کچھ تھوڑا سا کھانے کا سامان اکٹھا ہوا اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے برکت کی دعا فرمائی پھر فرمایا پہلے اپنے اپنے توشہ دان بھر لو' چنانچہ سب نے توشہ دان بھر لیے حتی کہ پورے لشکر میں ایک بھی ایسا لشکری نہ رہ گیا جس

نے توشہ دان نہ بھرا ہو' پھر فرمایا اب کھاؤ' تو سب نے پیٹ بھر کر کھایا اور پھر بھی کھانا بچ گیا' یہ دیکھ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں' جو بندہ ان دونوں گواہیوں کولیکر دربار الٰہی میں حاضر ہو بشرطیکہ ان دونوں شہادتوں میں شک کرنے والا نہ ہوتو ایسا بندہ جنت سے روکا نہ جائے گا۔

O...... حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں ایک بے شرم اور بدزبان عورت تھی۔ ایک دفعہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزری، آپ اسوقت ثرید کھا رہے تھے اس نے بھی اس میں سے مانگا آپ نے اسکو اس میں سے کچھ دے دیا جو آپکے آگے رکھا تھا۔ اس نے کہا میں یہ نہیں چاہتی بلکہ وہ جو آپ کے منہ میں ہے آپ نے وہی جو آپ کے دہن میں تھا، نکال کر اسے دے دیا کیونکہ

ولم یکن یسئال شیئا فیمنعه۔ (زرقانی علی المواہب ج ۴ ص ۹۷، الشفاء ج ا ص ۴۱۲، حجۃ اللہ علی العلمین ص ۴۳۶)

آپ سائل کے سوال کو رد نہیں فرماتے تھے۔

وہ کھا گئی جب وہ لقمہ اس کے پیٹ میں گیا تو اس پر ایسی حیا طاری ہوئی کہ وہ حیاء میں تمام عورتوں سے بڑھ گئی۔

O...... حضرت ابی بن کعب سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مسجد شریف میں منبر شریف تیار ہونے سے قبل کھجور کے ایک ستون سے تکیہ لگا کر وعظ فرمایا کرتے تھے پھر جب منبر شریف تیار ہوا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے منبر پر جلوہ افروز ہوکر خطبہ ارشاد فرمایا۔ ستون نے دیکھا تو با آواز بلند رونا شروع کر دیا اتنا رویا قریب تھا کہ وہ پھٹ جاتا یہ دیکھ کر سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر سے نیچے تشریف لائے اور اسے

گلے سے لگالیا۔

فجعلت تان انین الصبی الذی یسکت حتی استقرت۔

یعنی جب گلے سے لگایا تو اس نے بچوں کی طرح ہچکیاں لینا شروع کردیں پھر وہ آہستہ آہستہ خاموش ہوا۔

پھر فرمایا اے خشک تنے تو کیوں روتا ہے؟ ستون نے عرض کی آقا! آپ نے اب مجھ سے تکیہ لگانا چھوڑ دیا ہے اور منبر کو مشرف فرمانا شروع کردیا ہے آپکی یہ جدائی مجھے رلائی ہے' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ستون کو ارشاد فرمایا۔

اسکن ان شئت اردک الی الحائط الذی کنت فیه تنبت لک عدذتک و یکمل خلقک و یعدرلک خوض وثمرة وان اغرسک فی الجنة فیا کل اولیاء الله من ثمرک۔

چپ ہو جا اگر تو چاہتا ہے تو میں تمہیں پھر سے لگا دوں جہاں تو پہلے تھا تیری شاخیں نکل آئیں' تیری خلقت کی تکمیل ہو جائے' تجھے پھل لگ جائے اور تو کجھور کا سر سبز وشاداب درخت بن جائے اور اگر تو چاہتا ہے تو تجھے جنت میں لگا دوں تا کہ اللہ تعالیٰ کے ولی تیرا پھل کھائیں' ستون نے عرض کی۔ حضور! مجھے جنت میں لگا دیجئے تا کہ اللہ کے نیک بندے میرا پھل کھائیں اور میں ہمیشہ قائم رہوں۔

فقال النبی صلی الله علیه وسلم قد فعلت۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اچھا میں نے ایسا ہی کردیا۔

(ماخوذ از بخاری ج ۱ ص ۵۰۶، مشکوۃ ص ۵۳۶، مواہب اللدنیہ ج ۱ ص ۳۶۶، البدایہ والنہایہ ج ۶ ص ۲۷۰، مسند احمد ج ۴ ص ۱۲۸، اسد الغابہ ج ۱ ص ۴۲، طبقات ابن سعد ج ۱

ص ۱۱، خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۷۶، حجۃ اللہ علی العلمین ص ۴۴۹)

O...... حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کلید بردارِ در کعبہ بیان فرماتے ہیں کہ ہجرت سے پہلے میری ملاقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوئی اور مجھے سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعوت اسلام دی میں نے کہا اے محمد (ﷺ) تعجب ہے تو امید رکھتا ہے کہ میں تیری اتباع کروں، حالانکہ تو نے اپنی قوم کے دین کی مخالفت کی ہے اور تو نے نیا دین بنا ڈالا ہے پھر ایک دن یوں ہوا کہ محمد (ﷺ) خانہ کعبہ کے اندر داخل ہونے کے لیے آئے جبکہ ہم کعبہ کو پیر اور جمعرات کے دن کھولا کرتے تھے' تو جب لوگ داخل ہونے لگے تو محمد (ﷺ) بھی اندر جانے لگے' میں نے آپ پر سختی کی اور غلط باتیں بھی کہیں' اندر نہ جانے دیا' مگر آپ نے بردباری سے کام لیا' مجھے کچھ نہ کہا' بلکہ کہا اے عثمان!...... عنقریب تو دیکھے گا کہ خانہ کعبہ کی چابی میرے ہاتھ میں ہوگی اور میں جس کو چاہوں گا عطا فرما دوں گا، میں نے سن کر کہا کہ اس وقت قریش سارے مر گئے ہونگے' اور پھر جب مکہ فتح ہوا تو آپ نے ارشاد فرمایا: اے عثمان لا چابی مجھے دے' تو مجھے لاچار و مجبوراً چابی دینی پڑی' میں نے چابی حاضر کر دی' سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے چابی پکڑ کر پھر مجھے دی اور فرمایا:

خذ ھا خالدۃ تالدۃ لا ینزعھا منکم الا ظالم۔

یہ چابی لے ہمیشہ کیلئے تجھے اور تیری اولاد کے لیے میں نے دی اور ظالم تم سے اس کو چھین لے گا۔ اور فرمایا اے عثمان وہ وقت یاد کر جب تو نے مجھے اندر نہیں جانے دیا تھا اور میں نے کہا تھا کہ ایک دن یہ چابی میرے ہاتھ آئے گی' تو میں جسے چاہوں گا عطا فرما دوں گا' یہ سن کر میں نے عرض کیا ہاں یاد ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے سچے

رسول ہیں۔ (خصائص کبریٰ ج ا ص ۲۶۷)

O...... سیدنا عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ جنگ بدر میں میری تلوار ٹوٹ گئی تو سید العلمین صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک لکڑی پکڑا دی جب میں نے اپنے ہاتھ میں لکڑی پکڑی تو وہ سفید رنگ کی لمبی تلوار بن گئی جسکے ساتھ میں لڑتا رہا حتی کہ اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کو شکست دی اور وہ تلوار حضرت عکاشہ کے ہاتھ میں موت تک رہی۔
(البدایہ والنہایہ ج ۲ ص ۲۹۰، الخصائص الکبری ج ا ص ۲۰۵، حجۃ اللہ علی العلمین ص ۴۳۱)

O...... یومِ بدر حضرت سلمہ بن اسلم بن حریش رضی اللہ عنہ کی تلوار بھی ٹوٹ گئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے ہاتھ مبارک کی چھڑی عطا فرمادی تو وہ بہترین تلوار بن گئی۔ (البدایہ والنہایہ ج ۳ ص ۲۹۱، حجۃ اللہ علی العلمین ص ۴۳۲)

O...... حضرت عثمان بن حنیف سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ایک نابینا صحابی حاضر ہوئے انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ مجھے صحت و عافیت عنایت فرمائے حضور ﷺ نے فرمایا اگر تو چاہے تو موخر کردوں یہ تیرے لیے بہتر ہے اور اگر تو چاہے تو تیرے لئے دعا کردیتا ہوں انہوں نے عرض کیا حضور ﷺ دعا فرمادیجیے حضرت عثمان فرماتے ہیں" حضور ﷺ نے اسے حکم دیا کہ اچھے طریقے سے وضو کرو اور دو رکعت نماز پڑھنے کے بعد بارگاہ رب العزت میں دعا مانگو"

اللھم انی اسئالک واتوجہ الیک بمحمد نبی الرحمۃ یا محمد انی قد توجھت بک الی ربی فی حاجۃ ھذہ لتقضی لی۔

اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں تیرے پیارے نبی محمد کے وسیلہ سے جو نبی رحمت ہیں یا محمد! میں اپنی حاجت میں آپ کے وسیلے

سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہو رہا ہوں تا کہ وہ پوری کر دی جائے۔ (ترمذی ج ۲ ص ۱۹۸، ابن ماجہ ص ۹۹، مستدرک، ج ۱، ص ۳۱۳، طبرانی کبیر ج ۹ ص ۱۳، ابن خزیمہ ج ۲ ص ۲۲۵، طبرانی، ج ۱ ص ۱۰۴، مسند احمد ج ۴ ص ۱۳۸، ترغیب وترہیب ج ۱ ص ۴۷۳، تاریخ الکبیر ج ۶ ص ۲۰۹، جامع الصغیر، ج ۱، ص ۵۹، کنز العمال ج ۱ ص ۹۳، مجمع الزوائد ج ۶ ص ۲۷۹، سنن الکبری ج ۶ ص ۱۶۶، ابن سنی فی عمل الیوم واللیلہ ص ۲۰۹، الشفاء ج ۱ ص ۱۶۵، دعوات الکبیر ج ۱ ص ۱۵۱)

یارسول اللہ ﷺ! میری حاجت پوری کریں!

اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاجت مشکل کے وقت نداء بھی ہے اور آپ سے استعانت والتجاء بھی ...... محبوب سے مانگنے اور آپ کو نداء کرنے کو شرک قرار دینے والوں کیلئے اس میں کوئی کم صدمہ نہ تھا' لیکن ان کے بیمار دلوں پر مزید زخم کاری لگاتے ہوئے امام جزری علیہ الرحمۃ نے اس روایت کا جو جملہ نقل کیا ہے' وہ بھی لائق ملاحظہ ہے ......اس میں مجہول کی بجائے معروف کا صیغہ ہے۔ **یا محمد انی اتوجہ بک الی ابی فی حاجتی ھذا لتقضی لی** ۔(حصن حصین، ص

اے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم! ...... میں آپ کے وسیلے سے اپنے پروردگار کی طرف متوجہ ہوتا ہوں' اپنی اس حاجت میں' تا کہ آپ میری حاجت روائی فرمائیں۔ آپ میری ضرورت پوری کریں...... اس روایت سے دوٹوک فیصلہ ہو چکا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے غلاموں کی حاجت پوری فرما کر انہیں ان کی ضروریات عطا فرما سکتے ہیں۔

ملا علی قاری کی تائید:

شارح حصن حصین حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ اس موقف کی تائید کرتے

ہوئے لکھتے ہیں:

وفی نسخۃٍ بصیغۃ الفاعل ای لتقضی الحاجۃ لی المعنی تکون سبباً محصول حاجتی ووصول مرادی فالا سناد مجازی

(الحرز الثمین شرح حصن حصین ص ۹۷)

اور ایک نسخہ میں فاعل کے صیغہ کے ساتھ بھی آیا ہے۔ یعنی یا رسول اللہ! آپ میری حاجت کو پورا فرمائیں ......اور مطلب یہ ہے کہ آپ میری حاجت کے حصول اور میری مراد کے وصول میں سبب بنیں (بطور وسیلہ و واسطہ آپ میری حاجت پوری کرا دیں) اس میں نسبت مجازی ہوگی۔

ایک اصول کی نشاندہی: یہاں ایک مسلمہ اصول کی طرف اشارہ بھی کیئے دیتے ہیں کہ جب تک حقیقت متعذر نہ ہو تب تک مجاز مراد نہیں لیا جائے گا ...... لہذا ''لتقضی'' کو اپنے اصل پر رکھا جائے اور اسے معروف ہی پڑھا جائے گا۔ کیونکہ یہاں اسے حقیقت سے پھیرنے پر کوئی شرعی عذر نہیں ہے۔

اس بحث کا خلاصہ یہی ہے کہ اس نابینا صحابی رضی اللہ عنہ نے اپنی حاجت روائی کیلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارا تھا......اور آپ سے درخواست کی تھی کہ میری ضرورت کو پورا فرما دیں......یہیں سے ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ کا ایمان تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجاز و مختار ہیں' حاجت روا اور مشکل کشا ہیں...... اپنے غلاموں کی ضروریات کو پورا فرماتے ہیں اور مانگنے والوں کو عطا فرماتے ہیں۔ کیونکہ:

خالق کل نے آپ کو مالک کل بنا دیا
دونوں جہاں ہیں آپ کے قبضہ و اختیار میں

کیا وصال کے بعد مانگنا شرک ہے؟

عام طور پر یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ ظاہری زندگی میں مانگنا جائز تھا۔ وصال کے بعد مانگنا شرک ناجائز ہے...... جبکہ یہ فتویٰ بھی سراسر منگھڑت اور خود ساختہ ہے، جس پر قرآن وحدیث کی کوئی دلیل نہیں ہے...... جبکہ

۱۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین ظاہری زندگی میں قدم قدم پر حضور سے سوال کرتے رہتے تھے اگر وصال کے بعد مانگنا شرک ہوتا تو آپ بڑی سختی سے انہیں منع فرمادیتے کیونکہ نبی کی بعثت کا مقصد شرک کو ختم کرنا ہوتا ہے جب آپنے اسے منع نہیں فرمایا تو آج اسے شرک کہنا اللہ ورسول سے آگے بڑھنا ہے۔

۲۔ اگر یہ کام شرک ہے تو یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ زندگی میں جائز ہو اور بعد از وصال شرک ہوجائے کیونکہ شرک ہر حال میں شرک ہے جیسے کسی کی عبادت کرنا کسی کی زندگی میں یا بعد از وفات دونوں صورتوں میں شرک ہے۔

حالانکہ صحابہ کرام نے آپ سے وصال کے بعد بھی مانگا ہے...... جیسا کہ

O...... حضور ﷺ کے وصال باکمال کے بعد حضرت بلال بن حارث مزنی رسول اللہ ﷺ کے مزار پر پہنچے اور عرض کیا یارسول اللہ!...... اپنی امت کیلئے بارش کی دعا کیجئے کیونکہ وہ ہلاک ہورہے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص کے خواب میں تشریف لائے اور فرمایا:...... عمر کے پاس جاؤ ان کو سلام کہو اور یہ خبر دو کہ تم پر یقیناً بارش ہوگی۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱۲ ص ۳۲، البدایہ والنہایہ ج ۷ ص ۹۱، الکامل فی التاریخ ج ۲، ص ۳۸۹، فتح الباری، ج ۲ ص ۴۹۵) اسے ابن کثیر اور ابن حجر نے صحیح قرار دیا ہے۔

O...... نابینا صحابی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا سکھانے کے بعد ارشاد فرمایا:

وان کانت لک حاجة فافعل مثل ذلک (فتاویٰ ابن تیمیہ ۱/۱۰۴)

اگر کسی وقت کوئی حاجت درپیش ہو تو ایسے ہی کرنا۔

اس حدیث میں عام اجازت ہے کہ جب بھی ضرورت ہو یونہی' مجھے پکار لینا...... معلوم ہوا کہ آپ کو وصال کے بعد پکارنا بھی جائز ہے۔

O...... حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک شخص اپنے کسی کام سے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس جاتا تھا اور حضرت عثمان اس کی طرف متوجہ نہیں ہوتے تھے اور نہ اس کے کام کی طرف دھیان دیتے تھے ایک دن اس شخص کی حضرت عثمان بن حنیف سے ملاقات ہوئی اس نے حضرت عثمان بن حنیف سے اس بات کی شکایت کی تو انہوں نے اس سے کہا: تم وضو خانہ جا کر وضو کرو، پھر مسجد میں جاؤ اور وہاں دو رکعت نماز پڑھو پھر یہ کہو اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیرے نبی، نبی رحمت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں!...... اے محمد!...... میں آپ کے واسطے سے آپ کے رب کی طرف متوجہ ہوا ہوں تا کہ وہ میری حاجت روائی کرے اور اپنی حاجت کا ذکر کرنا پھر میرے پاس آنا حتیٰ کہ میں تمہارے ساتھ جاؤں وہ شخص گیا اور اس نے حضرت عثمان بن حنیف کے بتائے ہوئے طریقہ پر عمل کیا پھر وہ حضرت عثمان بن عفان کے پاس گیا' دربان نے اس کے لیے دروازہ کھولا اور ان کو حضرت عثمان بن عفان کے پاس لے گیا' حضرت عثمان نے اس کو اپنے ساتھ مسند پر بٹھایا اور پوچھا تمہارا کیا کام ہے؟ اس نے اپنا کام ذکر کیا' حضرت عثمان نے اس کا کام کر دیا اور فرمایا تم نے اس سے پہلے اب تک اپنے کام کا ذکر نہیں کیا

تھا اور فرمایا جب بھی تمہیں کوئی کام ہو تو ہمارے پاس آجانا' پھر وہ شخص حضرت عثمان کے پاس سے چلا گیا اور جب اس کی حضرت عثمان بن حنیف سے ملاقات ہوئی تو اس نے کہا اللہ تعالیٰ آپ کو جزاء خیر دے حضرت عثمان میری طرف متوجہ نہیں ہوتے تھے اور میرے معاملہ میں غور نہیں کرتے تھے حتیٰ کہ آپ نے ان سے میری سفارش کی حضرت عثمان بن حنیف نے کہا بخدا! میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کوئی بات نہیں کی لیکن ایک مرتبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں موجود تھا آپ کے پاس ایک نابینا شخص آیا اور اس نے اپنی نابینائی کی آپ سے شکایت کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم اس پر صبر کرو گے؟ اس نے کہا یا رسول اللہ!...... مجھے راستہ دکھانے والا کوئی نہیں ہے اور مجھے بڑی مشکل ہوتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا تم وضو خانے جاؤ اور وضو کرو پھر دو رکعت نماز پڑھو پھر ان کلمات سے دعا کرو حضرت عثمان بن حنیف نے کہا ابھی ہم الگ نہیں ہوئے تھے اور نہ ابھی زیادہ باتیں ہوئی تھیں کہ وہ نابینا شخص آیا درآں حالیکہ اس میں بالکل نابینائی نہیں تھی۔ (مجمع الزوائد ج ۲ ص ۲۷۹، الترغیب والترہیب ج ۱ ص ۴۷۴، جذب القلوب ص ۲۳۵، المعجم الصغیر ۱/۱۸۳، دلائل النبوۃ ۶/۱۶۷، تحفۃ الذاکرین ص ۱۳۷، ہدیۃ المہدی ۱/۴۸، یا حرف محبت اور باعث رحمت ص ۴۳، نشر الطیب ص ۳۰۱)

اس دعا میں حضرت عثمان بن حنیف نے اس شخص کو وصال کے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارنے کی تعلیم دی ہے۔

پوری اُمت کیلئے:

یاد رہے یہ عمل فقط صحابہ کرام کیلئے ہی مخصوص نہ تھا' اُمت کے جلیل القدر محدثین

نے اس عمل کو اپنی کتب کی زینت بنا کر اس پر عمل کی ترغیب دی ہے......اور خصوصاً محدث جلیل امام ابن جزری علیہ الرحمۃ نے مستقل باب باندھ کر اس وظیفہ کو مشکل کشائی، پریشانی اور حاجت طلب کرنے کیلئے پڑھنے کی ترکیب اور ترغیب دی ہے۔ فرماتے ہیں:

من کانت لہ ضرورۃ فلیتوضاء فیحسن وضوءہ و یصلی رکعتین ثم یدعو (حصن حصین ص)

جسے کوئی ضرورت و حاجت پیش ہو وہ اچھے طریقہ سے وضو کرے اور دو رکعت پڑھے پھر یہ دعا مانگے۔

O...... اسی بات کی تائید کرتے ہوئے دیوبندی بزرگ شبیر احمد بن عبداللطیف نے لکھا ہے: یہ دعا جس میں ندا بھی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارکہ سے لے کر قیامت تک کے مسلمانوں کو تعلیم کی گئی ہے۔ اب اگر کوئی مسلمان اپنی حاجت برآری کیلئے یہ پیغمبری نسخہ استعمال کرے تو کیا (نعوذ باللہ) وہ مشرک کہلائے گا...... یاد رکھو یہ پیغمبری نسخہ استعمال کرنے والا زید، عمر، بکر ہو سکتا ہے۔ لیکن نسخہ سکھانے والے کی شان یہ ہے کہ

ع...... بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

مریض کے استعمال نسخہ پر اعتراض کرنے والو! تمہارا اعتراض مریض پر نہیں بلکہ اس ڈاکٹر اور طبیب پر ہے جس نے مریض کو یہ نسخہ سکھایا ہے، فافہم

(یا حرف محبت اور باعث رحمت ہے ص ۴)

O...... حضرت دامس رضی اللہ عنہ کو رومیوں نے قید کر لیا تھا سالار لشکر حضرت مسروق رضی اللہ عنہ نے انہیں میدان جنگ میں تلوار کے جوہر دکھاتے دیکھا تو چاہا کہ گھوڑے سے اتر کر انہیں سلام کہیں، حضرت دامس نے انہیں روک دیا اور پھر رومیوں کا حملہ پسپا

کرنے کے بعد سالارِ لشکر کے پاس آ گئے' حضرت مسروق نے پوچھا! دامس آپ کہا ں تھے؟......تو حضرت دامس نے کہا سردار! رومیوں نے غلبہ کر کے میرے اور میرے ساتھیوں کے گھوڑے قتل کر دیئے' جب ہم گھوڑوں سے گرے' تو انہوں نے ہمیں گرفتار کر لیا اور ہمیں بیڑیاں پہنا دیں' یہاں تک کہ ہم لوگ زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے' رات ہوئی اور اندھیرے نے ہمیں خود میں چھپا لیا' تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا: اے دامس!...... کچھ پرواہ نہ کر' اے دامس!......جان لے اللہ کے ہاں تیرا بڑا مرتبہ ہے۔ دامس نے یہ بتا کر کہا پھر میرے آقا نے اپنے مبارک ہاتھوں سے پکڑ کر میری بیڑیوں کو کھینچا تو وہ کھل کر نیچے گر پڑیں۔ پھر آپ نے میرے ہاتھوں کی زنجیروں کو پکڑ کر کھینچا' تو وہ بھی کھل کر نیچے گر پڑیں۔ پھر آپ نے میرے گلے کے طوق کو پکڑ کر کھینچا تو وہ بھی نیچے گر گیا' اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ساتھیوں کو بیڑیوں، زنجیروں اور طوقوں سے آزاد فرما کر ارشاد فرمایا:

ابشر وانصر الله فانا محمد رسول لله۔

اللہ کی مدد سے خوش ہو جاؤ میں اللہ کا رسول محمد ہوں۔

حضرت دامس فرماتے ہیں کہ پھر ہم نے آزاد ہوتے ہی تلواریں سونت لیں اور وہاں پر موجود رومیوں کو قتل کر دیا اور رومیوں کے مقابلہ میں اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری مدد فرمائی۔ (فتوح الشام ص ۵۸۴)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں آزادی عطا فرما دی۔

○...... حضرت ابو بکر اقطع کہتے ہیں کہ میں مدینہ میں آیا اور مجھے پانچ دن گذر گئے کہ غذا نہیں چکھی تھی چھٹے روز قبر شریف پر جا کر عرض کی۔

یارسول اللہ انا ضیفک

یارسول اللہ میں آپ کا مہمان ہوں

اس کے بعد میں نے خواب دیکھا کہ حضور ﷺ تشریف لائے' حضرت ابوبکر دائیں طرف اور حضرت عمر بائیں جانب' حضرت علی آگے تھے' مجھ سے کہتے ہیں کہ اٹھو پیغمبر خدا تشریف لے آئے' میں آگے بڑھا اور آپ کے دونوں ابروؤں کے درمیان میں نے بوسہ دیا' آپ نے مجھ کو ایک روٹی دی' میں نے کھالی' جب بیدار ہوا تو روٹی کا ایک ٹکڑا میرے ہاتھ میں بچا ہوا تھا۔ (جذب القلوب ص ۲۴۰)

O...... محدث وفقیہ علامہ محمد بن موسیٰ مراکشی فرماتے ہیں:

میں نے سید ابومحمد عبدالسلام بن عبدالرحمٰن حسن قابسی کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں تین دن مدینہ منورہ میں رہا اور کچھ نہیں کھایا' اس کے بعد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر شریف کے پاس حاضر ہوا' وہاں دو رکعتیں ادا کیں' پھر میں نے عرض کیا اے جد مکرم! میں بھوکا ہوں' آپ کی بارگاہ میں میری درخواست ہے کہ مجھے شوربے میں بھیگی ہوئی روٹی کھلائیں' پھر مجھ پر نیند غالب آ گئی اور میں سو گیا' ابھی سویا ہوا ہی تھا کہ ایک شخص نے مجھے جگا دیا' میں نے دیکھا کہ اس کے پاس لکڑی کا ایک پیالہ ہے جس میں ثرید (شوربے میں بھیگی ہوئی روٹی) گھی اور گوشت وغیرہ تھا۔ اس نے مجھے کہا کھاؤ' میں نے اس سے پوچھا یہ کہاں سے لائے ہو؟ اس نے بتایا کہ میرے چھوٹے چھوٹے بچے تین دن سے اس کھانے کی آرزو کر رہے تھے...... آج میں نے کچھ کام کیا تھا جس کے نتیجے میں یہ کھانا تیار ہوا ہے' پھر میں سو گیا تو خواب میں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی...... آپ نے فرمایا "تمہارے ایک بھائی۔ نے اس کھانے کی آرزو کی ہے؟

اسے بھی اس میں سے کھلاؤ''۔ (مصباح الظلام ص ۹۶، مترجم)

O...... میں نے شیخ ابوعبداللہ محمد بن ابی الزمان رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے محراب کے پیچھے تھا' سید مکثر قاسمی اسی محراب کے پیچھے سوئے ہوئے تھے وہ بیدار ہوئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلام عرض کیا' اس کے بعد مسکراتے ہوئے ہماری طرف تشریف لائے۔ روضۂ مقدسہ کے خادم شمس الدین صواب نے ان سے پوچھا کہ آپ کیوں مسکرا رہے ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ میں فاقے میں مبتلا تھا' میں گھر سے نکلا اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر کے پاس آیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد طلب کی' میں نے عرض کیا کہ میں بھوکا ہوا' اس کے بعد میں سو گیا' مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی تو آپ نے مجھے دودھ کا پیالہ عطا فرمایا...... میں نے وہ پی لیا یہاں تک کہ میں سیر ہو گیا اور وہ یہ ہے انہوں نے اپنے منہ سے دودھ نکال کر اپنے ہاتھ پر ڈالا جو ہم نے اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھا۔ (مصباح الظلام ص ۹۷)

O...... میں نے عبداللہ بن حسن دمیاطی رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ مجھے شیخ صالح عبدالقادر تنیسی نے دمیاط کی سرحد کے پاس بیان کیا کہ میں فقر کے طریقے پر چل رہا تھا...... اسی حال میں مدینہ منورہ میں داخل ہوا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام عرض کیا اور بھوک کی شکایت پیش کی...... میں نے گندم کی روٹی' گوشت اور کھجور کی خواہش کا اظہار کیا۔ روضہ مقدسہ کی زیارت کے بعد میں آگے بڑھ گیا' نماز پڑھی اور سو گیا۔ اچانک میں نے محسوس کیا کہ کوئی شخص مجھے نیند سے بیدار کر رہا ہے۔ میں اُٹھا اور اس کے ساتھ چل دیا...... وہ صورت و سیرت کے اعتبار سے حسین و جمیل

جوان تھا' اس نے مجھے ثرید (شوربے میں بھیگی ہوئی روٹی) کا پیالہ پیش کیا' اس پر بکری کا گوشت تھا۔ صیحانی وغیرہ کھجوروں کی کئی تہیں تھیں ...... بہت سی روٹیاں تھیں جن میں جو کی روٹیاں بھی تھیں ...... میں نے یہ سب کچھ کھایا تو اس شخص نے مجھے تھیلے میں گوشت' روٹی اور کھجوریں ڈال کر دیں۔ اس نے بتایا کہ میں چاشت کی نماز کے بعد سویا ہوا تھا' مجھے خواب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ آپ نے مجھے یہ سب کچھ کرنے کا حکم دیا جو میں نے کیا ہے۔ آپ نے تمہاری طرف میری راہنمائی فرمائی اور روضہ مبارکہ میں تمہاری جگہ بھی بتائی اور تمہارے بارے میں بتایا کہ تم نے ان چیزوں کی درخواست کی ہے۔ (مصباح الظلام ص ۹۸)

O ...... میں نے اپنے دوست علی بن ابراہیم بن سوار بوصیری کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ میں نے عبدالسلام بن ابی القاسم الصقلی کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ مجھے ایک معتبر آدمی نے بیان کیا جس کا نام وہ بھول گئے تھے۔ اس شخص نے بیان کیا کہ میں مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں تھا اور میرے پاس کھانے کی کوئی چیز نہیں تھی' میں کمزور ہو گیا' میں حجرہ مبارکہ پر حاضر ہوا (جس میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی آرام گاہ ہے) اور عرض کیا "اے اولین و آخرین کے سردار! میں مصر کا باشندہ ہوں مجھے آپ کے پڑوس میں پانچ مہینے ہو گئے ہیں اور میں کمزور ہو گیا ہوں"۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں اللہ تعالیٰ سے اور آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ کسی شخص کو میرے لئے مقرر فرمائیں کہ وہ مجھے پیٹ بھر کر کھانا کھلا دے یا یہاں سے نکلنے کا انتظام کر دے ...... پھر میں نے حجرہ مقدسہ کے پاس چند دعائیں مانگیں اور منبر کے پاس بیٹھ گیا۔ اچانک ایک شخص حجرہ مبارکہ کے پاس آیا اور کچھ دیر کھڑا ہو کر گفتگو کرتا رہا وہ کہہ رہا تھا اے جد کریم!

اے جد کریم! پھر وہ آیا اور میرا ہاتھ پکڑ کر کہنے لگا: اُٹھو میں اُٹھ کر اس کے ساتھ چل دیا' وہ باب جبرائیل (علیہ السلام) سے نکلا اور جنت البقیع کی طرف روانہ ہو گیا اس سے بھی گزر کر آگے بڑھ گیا وہاں ایک خیمہ لگا ہوا تھا۔ ایک لونڈی اور ایک غلام بھی موجود تھا۔ اس شخص نے ان دونوں کو حکم دیا کہ اُٹھو اور اپنے مہمان کیلئے کھانا تیار کرو' غلام اُٹھا اس نے لکڑیاں جمع کیں اور آگ جلائی' لونڈی نے اُٹھ کر آٹا گوندھا اور بھوبھل پر روٹی پکائی۔ اس شخص نے مجھے گفتگو میں مصروف رکھا یہاں تک کہ لونڈی بھوبھل پر پکی ہوئی روٹی لے آئی۔ اسے اس نے دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔ لونڈی گھی کا برتن لے آئی' گھی روٹی پر ڈالا...... صیحانی کھجوریں بھی لے آئی...... ان کو ملا کر عمدہ کھانا تیار کر دیا۔ اس شخص نے کہا!...... کھاؤ میں نے تھوڑا سا کھانا کھایا اور ہاتھ روک لیا۔ اس نے کہا اور کھاؤ' میں نے تھوڑا سا کھانا کھایا اور ہاتھ روک لیا۔ اس نے کہا اور کھاؤ پھر میں نے کچھ کھایا پھر اس نے کہا اور کھاؤ' میں نے کہا: جناب میں نے کئی مہینوں سے گندم کی پکی ہوئی چیز نہیں کھائی۔ اب مزید نہیں کھاؤں گا۔ اس نے آدھا حصہ جو الگ تھا اور جو کچھ مجھ سے بچا تھا وہ سب ایک تھیلی میں ڈالا' دو صاع کھجوریں تھیلی میں ڈالیں اور مجھ سے پوچھا کہ تمہارا نام کیا ہے؟ میں نے بتایا کہ میرا نام فلاں ہے' راوی کو اس شخص کے نام میں شک ہے۔ اس شخص نے مجھے کہا کہ میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ آئندہ میرے جد امجد کی بارگاہ میں شکایت نہ کرنا۔ کیونکہ آپ کو یہ بات گراں گزرتی ہے۔ اس وقت کے بعد جب بھی آپ بھوک محسوس کریں گے آپ کا رزق آپ کے پاس پہنچ جائے گا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کسی شخص کو بھیج دے جو تمہارے یہاں سے روانہ ہونے کا ذریعہ بن جائے اور غلام کو کہا کہ اس شخص کو میرے جد امجد صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرۂ مبارکہ کے پاس چھوڑ

آؤ...... میں اس غلام کے ساتھ بقیع شریف کی طرف چل دیا...... میں نے اسے کہا تم
واپس جاؤ اب میں پہنچ جاؤں گا۔اس نے کہا: جناب اللہ وحدہٗ لاشریک ہے میں آپ کو
حجرۂ مبارکہ تک پہنچائے بغیر واپس نہیں جاسکتا' ورنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے آقا
کو اس کی اطلاع دے دیں گے۔وہ غلام مجھے حجرۂ شریف تک پہنچا کر واپس چلا گیا۔
میں وہ کھانا جو اس شخص نے دیا تھا چار دن تک کھاتا رہا۔ پھر مجھے بھوک محسوس ہوئی تو وہی
غلام میرے لئے کھانا لے آیا۔اسی طرح وقت گزرتا رہا...... جب مجھے بھوک محسوس ہوتی
وہ غلام کھانا دے جاتا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ایک جماعت کو میرے لئے سبب بنا
دیا۔میں ان کے ساتھ ینبع کی طرف روانہ ہو گیا اور یہ سب کچھ سیدنا و مولانا محمد مصطفےٰ صلی
اللہ علیہ وسلم کی برکت سے تھا۔(مصباح الظلام ص ۱۰۰)

○...... اسی قسم کے دو واقعات اس اُمت کے سلف صالحین اور علماء کی ایک جماعت کو
بھی پیش آچکے ہیں۔ان میں ائمہ محدثین بھی موجود تھے' صوفیہ بھی تھے اور محققین' عارفین
باللہ تعالیٰ بھی تھے۔

امام القراء امام ابوبکر بن المقریٔ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں امام طبرانی
اور ابوالشیخ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حرم میں حاضر تھے۔ ہماری یہ حالت تھی کہ
بھوک کا شکار تھے اور افطاری کے وقت بھی کھانے کو کچھ نہیں ملا تھا۔عشاء کے وقت میں
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس پر حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! بھوک نے
بہت ستا رکھا ہے اور واپس آ گیا۔ مجھے ابوالقاسم طبرانی نے کہا کہ بیٹھ جاؤ' اب یا تو رزق
مل جائے گا یا پھر موت آجائے گی۔ابوبکر کہتے ہیں کہ میں اور ابوالشیخ سو گئے۔طبرانی بیٹھے
ہوئے تھے اور کسی چیز کا مطالعہ کر رہے تھے۔ اتنے میں دروازے پر ایک علوی نے

(حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے) آکر دستک دی ...... ہم نے دروازہ کھولا تو اس کے ساتھ دو غلام تھے۔ ہر ایک کے پاس ایک تھیلا تھا جس میں بہت کچھ بھرا ہوا تھا۔ ہم نے بیٹھ کر کھانا کھایا اور ہمارا گمان تھا کہ جو کچھ باقی بچے گا...... غلام ساتھ لے جائے گا لیکن وہ سب کچھ ہمارے پاس چھوڑ کر چلا گیا۔ جب ہم کھانے سے فارغ ہوئے تو علوی نے کہا: کیا آپ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں شکایت کی تھی؟ مجھے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی تو آپ نے مجھے حکم دیا میں کوئی چیز تمہیں پہنچاؤں۔

(سیر اعلام النبلاء ۱۶/ ۴۰۰، طبقات الشافعیہ الکبریٰ ۲/ ۲۵۱، مصباح الظلام ص ۱۰۰)

○...... ابن الجلاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ طیبہ میں اس حال میں داخل ہوا کہ فاقے کا شکار تھا' میں نے روضۂ اقدس پر حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں آپ کا مہمان ہوں۔

اس کے بعد مجھے اونگھ آگئی' مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی اور آپ نے مجھے ایک روٹی عطا فرمائی ...... ابھی آدھی روٹی کھائی تھی کہ میری آنکھ کھل گئی' دیکھا کہ باقی آدھی روٹی میرے ہاتھ میں ہے۔

(مصباح الظلام ص ۱۰۱، الوفاء، لابن جوزی، ص ۲۰۸)

○...... ابوالخیر الاقطع فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر میں داخل ہوا تو فاقے میں مبتلا تھا' پانچ دن وہاں رہا اس دوران کوئی چیز نہیں کھائی پھر میں روضۂ اقدس پر حاضر ہوا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی خدمت میں سلام عرض کیا اور یوں عرض گزار ہوا یا رسول اللہ! میں آپ کا مہمان ہوں اس کے بعد میں ایک طرف ہٹ کر منبر کے پیچھے سو گیا۔ خواب میں

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کے دائیں جانب، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بائیں جانب اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ آپ کے سامنے تھے۔ انہوں نے مجھے بلایا اور فرمایا ''اُٹھو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں''۔ میں اُٹھ کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ آپ نے مجھے ایک روٹی عطا فرمائی...... آدھی کھائی تھی کہ میری آنکھ کھل گئی۔ دیکھا کہ باقی آدھی روٹی میرے ہاتھ میں ہے۔

(ایضاً: ص ۱۰۱، طبقات الصوفیہ لابی عبدالرحمٰن سلمی ص ۳۷۰)

O...... ابن ابی زرعہ صوفی رحمۃ اللہ علیہ یہ ابوعبداللہ محمد بن احمد بن محمد تھے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے والد کے ساتھ مکہ معظمہ کا سفر کیا۔ ہمارے ساتھ عبدالرحمٰن ابن خفیف بھی تھے، ہمیں شدید فاقہ لاحق ہوگیا۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر میں داخل ہوئے اور رات خالی پیٹ ہی گزاری...... میں ابھی بالغ نہیں ہوا تھا۔ میں بار بار اپنے والد کے پاس آتا اور کہتا کہ مجھے بھوک لگی ہوئی ہے۔ میرے والد روضۂ اقدس پر حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! میں آج رات آپ کا مہمان ہوں اور مراقبہ میں سر جھکا کر بیٹھ گئے۔ کچھ دیر کے بعد انہوں نے سر اُٹھایا تو کبھی وہ رو دیتے اور کبھی ہنس دیتے۔ ان سے وجہ پوچھی گئی تو انہوں نے بتایا کہ مجھے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دیدار سے نوازا اور مجھے کچھ درہم عنایت فرمائے ہیں۔ انہوں نے ہاتھ کھولا تو وہ درہم موجود تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان میں ایسی برکت عطا فرمائی کہ ہم لوٹ کر شیراز آگئے اور ان میں سے خرچ کرتے رہے۔ (ایضاً: ص ۱۰۲)

O...... احمد بن محمد صوفی کہتے ہیں کہ میں تین ماہ بادیہ پیمائی کرتا رہا۔ میرے جسم کی

کھال پھٹ گئی' اس کے بعد میں مدینہ منورہ میں داخل ہوا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا' حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی خدمت میں سلام عرض کیا...... پھر سو گیا...... خواب میں مجھے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جمال جاں افروز سے سرفراز فرمایا اور ارشاد فرمایا ''احمد! آ گئے ہو؟'' عرض کیا ''جی ہاں اور حضور میں بھوکا ہوں اور آپ کا مہمان ہوں''۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اپنے دونوں ہاتھ کھولو''۔ میں نے دونوں ہاتھ گدایانہ انداز میں آپ کے سامنے پھیلا دیئے تو آپ نے میرے دونوں ہاتھ درہموں سے بھر دیئے' میں بیدار ہوا تو دونوں ہاتھ درہموں سے بھرے ہوئے تھے...... میں اُٹھا اور اپنے لئے روٹی خریدی اور فالودہ خریدا اور کھا کر اسی وقت جنگل کا رُخ کیا۔ (ایضاً: ص ۱۰۲)

O...... میں نے ابواسحاق ابراہیم بن سعید رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر میں تھا اور میرے ساتھ تین فقراء بھی تھے' ہم سب فاقے کی لپیٹ میں آ گئے۔ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کی یارسول اللہ! ہمارے پاس کچھ نہیں ہے...... ہمارے لئے کسی بھی چیز کے تین سیر کافی ہیں کچھ دیر کے بعد مجھے ایک شخص ملا اس نے مجھے تین سیر عمدہ کھجوریں دے دیں۔ (ایضاً: ص ۱۰۳)

O...... انہوں نے روایت کی انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں غزوۂ تبوک میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ مسلمانوں نے عرض کیا یارسول اللہ! ہمارے چار پائے اور اونٹ پیاسے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''کیا کچھ پانی موجود ہے؟'' ایک شخص مشکیزے میں تھوڑا سا پانی لے آیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بڑا چوڑا پیالہ لاؤ۔ اس میں پانی ڈالا گیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ

وسلم نے اپنا دست اقدس پانی میں رکھ دیا۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''میں نے دیکھا کہ آپ کی مبارک انگلیوں کے درمیان سے چشمے ابل رہے تھے۔ ہم نے اپنے اونٹوں اور چارپایوں کو پانی پلایا اور اپنے مشکیزوں میں بھی بھرلیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''تمہارے لئے پانی کافی ہوگیا؟'' عرض کیا ''جی ہاں! اے اللہ کے نبی! کافی ہوگیا۔ آپ نے اپنا دست اقدس اُٹھالیا...... اس کے ساتھ ہی پانی کی آمد بھی ختم ہوگئی۔ (ایضاً: ص ۱۰۶)

O...... امام مسلم نے اپنی صحیح میں حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کردہ طویل حدیث بیان کی ہے۔ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کو فرمایا ''اپنے لوٹے کو سنبھال کر رکھنا (اس کا ایک عظیم واقعہ ہوگا) حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ صحابہ کرام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک اس وقت پہنچے جب سورج خوب بلند ہوگیا اور ہر چیز گرم ہوگئی۔ صحابۂ کرام عرض کررہے تھے یا رسول اللہ! ہم پیاس کی وجہ سے ہلاکت کے قریب پہنچ گئے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''آج تمہاری ہلاکت نہیں ہے' ہمارا پیالہ کھولو' آپ نے لوٹا منگوایا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانی ڈال رہے تھے اور ابوقتادہ صحابۂ کرام کو پانی پلا رہے تھے' جلد ہی صحابہ کرام نے لوٹے میں پانی دیکھ لیا (کہ تھوڑا سا ہے) تو وہ ایک دم اُمڈ پڑے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''خوش اخلاقی کا مظاہرہ کرو' تم سب سیراب ہو جاؤ گے''۔ چنانچہ صحابہ کرام پُرسکون ہوگئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانی ڈال رہے تھے اور (حضرت ابوقتادہ کہتے ہیں کہ) میں انہیں پلا رہا تھا۔ یہاں تک کہ میرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کوئی نہیں بچا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیالے میں پانی

ڈالا اور مجھے فرمایا ''پیو'' میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! پہلے آپ پئیں پھر میں پیوں گ
۔نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''قوم کو پلانے والا خود سب سے بعد میں پیتا ہے''۔
فرماتے ہیں ''میں نے پیا اور اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوش
فرمایا''۔حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

فاتی الناس الماء جامین رواءً (الحدیث)

لوگ آرام سے آئے اور سیراب ہوئے۔(صحیح مسلم ۱/۲۴۰)

نوٹ: امام نووی شارح مسلم فرماتے ہیں کہ حضرت ابوقتادہ کی اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کئی ظاہر معجزے ہیں۔

۱۔ آپ نے لوٹے کے بارے میں فرمایا کہ اس کا عظیم واقعہ ہوگا (سیکون لھانباء) اور اسی طرح ہی ہوا۔

۲۔ تھوڑے پانی کا زیادہ کر دینا۔

۳۔ یہ فرمانا کہ تم سب سیراب ہو جاؤ گے اور ایسے ہی ہوا۔

۴۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ ابوبکر اور عمر نے یہ کہا اور دوسرے لوگوں نے یہ کہا۔(حالانکہ یہ گفتگو آپ کے سامنے نہیں ہوئی تھی)

۵۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ تم دوسرے ٹائم اور رات کو چلو گے اور پانی پر پہنچ جاؤ گے اور اسی طرح ہوا، صحابہ کرام میں سے کسی کو یہ معلوم نہیں تھا۔(نووی بر مسلم ۱/۲۷۲)

اس واقعہ سے آپ کے علم غیب تصرف اور عطا کی واضح دلیلیں موجود ہیں۔

O...... حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو عرض کیا گیا کہ ''ساعۃ العسرۃ'' کے بارے میں کچھ بتائیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم سخت گرمی میں تبوک کی طرف نکلے۔ پھر ایک جگہ اُترتے وہاں، ہمیں شدید پیاس لاحق ہوئی ...... یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ ہماری سواریاں ختم ہو جائیں گی۔ حالت یہ تھی کہ ایک شخص دوسرے کو تلاش کرنے جاتا تھا تو پلٹ کر نہیں آتا تھا' کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کی سواری ہی ختم ہو جائے۔ اسی طرح ایک شخص اپنے اونٹ کو ذبح کرتا تھا تو اس کی لید کو نچوڑ کر پی لیتا تھا اور جو پانی بچتا تھا...... اسے اپنے جگر پر مل لیتا تھا (تاکہ ٹھنڈک حاصل ہو) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کو دعا میں خیر کا عادی بنا دیا ہے۔ آپ ہمارے لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دُعا کریں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''کیا تم اس بات کو محبوب سمجھتے ہو؟'' انہوں نے عرض کیا ''جی ہاں''۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ اُٹھائے' ابھی واپس نہیں کئے تھے کہ بادل آیا...... سایہ فگن ہوا اور برسنے لگا...... صحابہ کرام نے اپنے تمام برتن بھر لئے پھر ہم نے دیکھا تو بادل لشکر سے متجاوز نہیں تھا؟ (صرف لشکر کے اوپر تھا)۔ (ایضاً: ص ۱۰۹)

حافظ منذری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو امام بیہقی نے ''دلائل النبوت'' میں اسی طرح روایت کیا ہے۔

ان کے شیخ ابن بشران ثقہ ہیں، دعلج ثقہ ہیں اور ابن خزیمہ محدثین کے امام ہیں' یونس سے امام مسلم نے اپنی ''صحیح'' میں استدلال کیا ہے۔ ابن وہب' عمرو بن الحارث' سعید بن ابی ہلال اور نافع بن جبیران سب حضرات سے امام بخاری اور مسلم نے استدلال کیا ہے' البتہ عتبہ میں گفتگو ہے۔

O...... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق غار

میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے...... انہیں سخت پیاس لگی ...... انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں صورتِ حال عرض کی تو آپ نے فرمایا ''جاؤ غار کے سامنے کے حصے سے پانی پی لو''۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں غار کے اگلے حصے میں گیا تو میں نے شہد سے زیادہ میٹھا' دودھ سے زیادہ سفید اور کستوری سے زیادہ خوشبودار پانی پیا۔ پھر میں لوٹ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا ''کیا پانی پی لیا؟'' عرض کیا ''جی ہاں یارسول اللہ! پی لیا''۔ فرمایا ''کیا تمہیں خوشخبری نہ دوں؟'' عرض کیا ''جی ہاں' یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں''۔

فرمایا ''بے شک اللہ تعالیٰ نے جنت کی نہروں پر مقرر ایک فرشتے کو حکم دیا تھا کہ جنت الفردوس کی نہر سے غار کے اگلے حصے میں ایک کنکشن دے دو تاکہ ابوبکر پانی پی لیں''۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ''حضور! کیا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں میرا یہ مقام ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ہاں' بلکہ اس سے بھی افضل' آپ نے فرمایا قسم ہے اس ذات اقدس کی جس نے ہمیں حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا ہے تم سے دشمنی رکھنے والا جنت میں نہیں جائے گا' اگرچہ اس نے بظاہر ستر نبیوں ایسا عمل کیا ہو۔

(ایضاً: ص ۱۱۰، درمنثور ۲/۲۴۲، روح البیان ۳/۴۳۵، سیرت حلبیہ ص ، الریاض النضر ص ۹۵)

معلوم ہوا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا عقیدہ تھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عطا کرنے کی طاقت ہے' تبھی تو سوال کیا ہے۔

O...... حضرت سیدنا حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو سخت پیاس لگی تو وہ رونے لگے۔ نبی

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک انہیں عطا فرمائی' جسے انہوں نے چوسا تو پُر سکون ہو گئے۔ (ایضاً: ص ۱۱۰، طبرانی کبیر ۳/ ۵۰، مجمع الزوائد ۹/ ۱۸۱)

O...... حضرت عمرو بن شعیب کہتے ہیں کہ ابو طالب نے کہا کہ میں اپنے بھتیجے یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ذوالمجاز میں تھا' مجھے سخت پیاس لگی تو میں نے شکایت کی اور کہا بھتیجے! مجھے پیاس لگی ہوئی ہے' میں نے انہیں یہ بات کہہ تو دی تھی لیکن میں سمجھتا تھا کہ ان کے پاس کوئی چیز نہیں ہے' ہاں پریشان ہوں گے۔ انہوں نے اپنا پہلو بدلا پھر نیچے اترے اور کہنے لگے چچا! تمہیں پیاس لگی ہے؟ میں نے کہا ہاں' انہوں نے اپنی ایڑی زمین پر ماری تو وہاں سے پانی پھوٹ پڑا' فرمانے لگے چچا! پیو۔

(ایضاً: ص ۱۱۱، تاریخ بغداد ۳/ ۳۱۲)

O...... امام محمد بن موسیٰ مزالی' مراکشی فرماتے ہیں: ...... میں نے یاسین بن ابو محمد رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں فقراء کی ایک جماعت کے ساتھ شام سے نکلا...... جب ہم ''شعب النعم'' پہنچے تو ہمیں شدید پیاس لاحق ہو گئی۔ ہمارے اور مدینہ منورہ کے درمیان کئی مرحلوں کا فاصلہ تھا' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد مانگی' نماز پڑھی اور سو گیا۔ خواب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ آپ نے فرمایا ''ہم تمہیں اور تمہاری جماعت کو خوش آمدید کہتے ہیں...... آپ نے مجھے سینے سے لگایا اور مجھے بوسہ دیا''۔ میں نے آپ کے دست اقدس اور پائے انور کو بوسہ دیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے اپنے ساتھیوں پر پیاس کا خوف ہے' فرمایا تم خوف نہ کرو اور غم نہ پالو ہم تمہارے لئے پانی فراہم کریں گے اور تمہارے لئے دعوت کا انتظام کریں گے۔ میں نے دیکھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آستین چڑھائے ہوئے ہیں' ہمارے پاس

برتنوں میں جو تھوڑا پانی تھا وہ ہم نے تقسیم کر دیا۔ اسی رات ہمارے پاس سیلاب آ گیا (اور پانی کی کوئی کمی نہ رہ گئی)

جب ہم مدینہ منورہ حاضر ہوئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک خادم نے ہمارا استقبال کیا اور مجھے کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں سلام عرض کروں میں تمہارے ساتھ کچھ دیر مل بیٹھنا چاہتا ہوں تاکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے جو حکم دیا ہے اسے پورا کر دوں۔

میں نے حبیب خدا، سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام عرض کیا، پھر اس خادم کے پاس حاضر ہوا، اس نے اپنے غلام کو کہا کہ دستر خوان لاؤ...... وہ دستر خوان لایا جس پر ہر قسم کی نعمتیں تھیں...... اس نے میری طرف متوجہ ہو کر کہا "یہ حکم تھا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اور مجھے کہا کہ یہ یاسین اور اُن کے ساتھیوں کی دعوت ہے"۔

(مصباح الظلام ص ۱۱۱)

اللہ کے خزانوں کے مالک ہیں نبی سرور ﷺ

خالق کل نے اپنے حبیب، لبیب، نجیب و قریب کو کائنات کے تمام خزانے، تمام دولتیں اور تمام نعمتیں عطا فرما کر مالک کل بنا دیا ہے...... اب دونوں جہاں کے خزانے آپ کے قبضہ و اختیار میں ہیں، جسے جو مناسب سمجھتے ہیں عطا فرما دیتے ہیں۔

فاضل بریلوی نے کیا خوب فرمایا:

قادر کل کے نائب اکبر کن کا رنگ دکھاتے یہ ہیں
ان کے ہاتھ میں ہر کنجی ہے مالک کل کہلاتے یہ ہیں

رب ہے معطی یہ ہیں قاسم: رزق اسکا ہے کھلاتے یہ ہیں
انا اعطینک الکوثر: ساری کثرت پاتے یہ ہیں
ان کے بخشش ان کا صدقہ: دیتا وہ ہے دلاتے یہ ہیں
ان کا حکم دنیا میں نافذ' قبضہ کل پہ رکھاتے یہ ہیں

قرآن وحدیث میں جابجا اس کا تذکرہ وچرچا ملتا ہے۔ چند مقامات ملاحظہ ہوں۔

آیات قرآنی:

ا۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

انا اعطیناک الکوثر۔(الکوثر،۱)

بیشک ہم نے آپ کو خیر کثیر عطا فرمادی ہے۔

۲۔مزید فرمایا:

ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ۔(الضحیٰ،۵)

اورعنقریب آپ کارب آپ کواتنادے گا کہ آپ راضی ہوجائیں گے

۳۔مزید فرمایا:

ما اتاکم الرسول فخذوہ (الحشر۷)

رسول (مکرم) تمہیں جو بھی دیں پس تم اسے لے لو۔

۴۔مزید فرمایا:

ووجدک عآئلا فاغنی۔(الضحیٰ،۸)

اورہم نے آپ کومحتاج پایا توغنی فرمادیا

۵۔ مزید فرمایا:

یسئلونک عن الانفال قل الانفال للہ والرسول۔(الانفال:۱)

(اے محبوب!) یہ آپ سے اموال غنیمت کے متعلق پوچھتے ہیں، تو آپ فرمائیں غنیمتوں کے مالوں کے مالک اللہ اور رسول ہیں۔

۵۔ مزید فرمایا:

وما نقمو ا الا ان اغنا ھم اللہ ورسولہ من فضلہ۔(التوبہ،۷۴)

اورانہیں یہی برا لگا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے ان (ایمان والوں) کو غنی کر دیا ہے۔

۶۔ مزید فرمایا:

واما السائل فلا تنھر۔(الضحیٰ،۱۰)

اورسائل کو جھڑکی نہ دو

۷۔ مزید فرمایا:

انعم اللہ علیہ وانعمت علیہ (الاحزاب،۳۷)

اللہ نے اسے نعمت دی اور آپ نے بھی اسے نعمت دی۔

۸۔ مزید فرمایا:

ولو انھم رضو ا ما اتاھم اللہ و رسولہ(التوبہ،۵۸)

اوراگر وہ راضی ہو جائے جو انہیں اللہ نے عطا فرمایا اور اس کے رسول نے

احادیث نبوی: چند احادیث مقدسہ ملاحظہ ہوں!

ا۔ارشادنبوی ہے:اعطیت الکنزین الاحمر والا سود۔(مسلم ج۲ص۳۹۰)

مجھے سرخ وسیاہ خزانے دیئے گئے ہیں

۲۔مزید فرمایا:

انما انا قاسم واللہ یعطی۔(بخاری ج۱ص۱۶، ج۱ص۴۳۹)

اللہ دیتا ہےاور میں تقسیم فرماتا ہوں

۳۔مزید فرمایا:

انما انا خازن۔(بخاری ج۱ص۴۳۹، مسلم۱/۳۳۳)

میں خزانچی ہوں۔

۴۔مزید فرمایا:

اوتیت مفاتیح خزائن الارض۔

(بخاری ج۱ص ۱۸ ۴ ج ۲ص ۱۰۸۰، مسلم ج۱ص ۱۹۹، المصنف ج۱۱ص ۴۳۳، مسند احمد ج۲ص۵۰۲، سنن الکبری ج۷ص۴۸، مسند ابوعوانہ ج۱ص۳۹۵)

مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں دی گئی ہیں

۵۔مزید فرمایا:

اوتیت مفاتیح کل شئی۔

(مسند احمد ج۲ص۸۵،طبرانی کبیر ج۱۲ص۲۸۶)

مجھے ہر چیز کی چابیاں دی گئی ہیں

۶۔مزید فرمایا:

انه کان فقیرا فا غناہ اللہ ورسولہ۔

(بخاری ج ۱ ص ۱۹۸، مسلم ج ۱ ص ۳۱۶، مسند احمد ج ۱ ص ۳۲۲)

بیشک وہ محتاج تھا اللہ اور اس کے رسول نے اسے غنی کر دیا

۷۔ مزید فرمایا:

اللّٰہ یرزق وانا قاسم. (ترمذی بحوالہ مولد الرسول لابن کثیر ص ۲۰)

اللہ رزق دیتا ہے اور میں تقسیم فرماتا ہوں

۸۔ مزید فرمایا:

من استعملناہ علی عمل فرز قناہ رزقا۔

(ابوداؤد ج ۲ ص ۵۲، مستدرک ج ۱ ص ۴۰۶، کنز العمال ج ۴ ص ۳۹۴)

جسے ہم کسی کام پر مقرر فرماتے ہیں تو اسے ہم رزق دیتے ہیں۔

۹۔ آپ نے اپنی لخت جگر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ارشاد فرمایا:

یا فاطمۃ بن محمد سلینی ما شئت من مالی

(بخاری ۱/۳۸۵،۲/۷۰۲)

اے فاطمہ بنت محمد !...... میرے مال سے جو چاہتی ہے' مانگ لے ! (میں تجھے عطا فرماؤں گا)

۱۰۔ اشتری النبی صلی اللہ علیہ وسلم من عمر بعیراً ثم اعطاہ ابن عمر . (بخاری ۱/۳۵۶،۳۵۴،۳۵۲)

نبی کریم نے حضرت عمر سے ایک اونٹ خریدا۔ (خریدنے کے بعد ان پر کرم کرتے ہوئے) وہ اونٹ حضرت عمر کے بیٹے کو عطا فرما دیا۔

۱۱۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے گواہی دی ہے کہ:

لا عطی رسول اللّٰہ صهیبًا بیتین و حجرة (بخاری ۱/ ۳۵۷)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صہیب کو دو گھر اور ایک کمرہ عطا فرمایا

۱۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ قبائیں آئیں، جنہیں آپ نے تقسیم فرمایا اور حضرت مخرمہ کو نہ دی، تو حضرت مخرمہ نے اپنے بیٹے حضرت مسور سے فرمایا: بیٹا!...... میرے ساتھ رسول اللہ کی بارگاہ میں چلو...... مسور کہتے ہیں میں آپ کے ساتھ گیا، انہوں نے مجھے کہا کہ تم اندر جاؤ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے باہر آنے کیلئے عرض کرو، چنانچہ سرکار اس حال میں تشریف لائے کہ ان قباؤں میں سے ایک قباء آپ پر تھی آپ نے فرمایا یہ ہماری قباء تم لے لو...... آپ نے ان کی طرف دیکھا تو حضرت مخرمہ راضی ہو گئے۔ (بخاری ۱/ ۳۵۴)

۱۳۔ ایک آدمی بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا، جس نے اپنی زوجہ سے روزے کی حالت میں جماع کر لیا تھا...... آپ نے اسے غلام آزاد کرنے، ساٹھ روزے رکھنے یا مسکینوں کو کھانا کھلانے کا حکم دیا تو اس نے تینوں میں سے کسی چیز کی ادائیگی کا دم نہ بھرا۔ تو ایک آدمی کھجوروں کا ٹوکرا لے کر حاضر خدمت ہوا، آپ نے فرمایا: یہ لے جا اور اسے صدقہ کر دو، اس نے عرض کیا، یا رسول اللہ!...... ہم سے زیادہ محتاج کوئی نہیں ہے، فرمایا: جاؤ اپنے اہل خانہ کو کھلا دو۔ (بخاری ۱/ ۳۵۴)

۱۴۔ ایک رایت میں ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا:

خود کھاؤ اور اسے اپنے اہل خانہ کو کھلا دے۔ تیرا کفارہ ادا ہو جائے گا۔

(دار قطنی ۱/ ۲۵۱)

گویا:

ع......خود بھیک دیں اور خود کہیں منگتے کا بھلا ہو

○...... حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اپنا واقعہ خود بیان کرتے ہیں کہ میرا باپ مجوسی تھا' آگ کی پوجا کیا کرتا تھا' میں نے جب کچھ ہوش سنبھالا تو معلوم کیا کہ میں باپ کی اولاد میں سے باپ کو سب سے پیارا ہوں' ہم اصبہان کے رہنے والے تھے' مجھے میرا باپ باہر نہیں نکلنے دیتا تھا' کیونکہ اس کو خطرہ تھا کہ میرا بیٹا مذہب نہ بدل لے اور آتش پرست ہی رہے اور وہ مجھے آگ جلانے پر رکھتا' گویا اس نے مجھے آگ کا خادم بنا دیا تھا کہ ہمیشہ آگ جلتی رہے' کبھی بجھنے نہ پائے' نیز میرا باپ بہت بڑی جائیداد کا مالک تھا۔ ایک دن میرا باپ کسی عمارت کی تعمیر میں مشغول ہوا اور مجھے اپنی جائیداد زمین پر بھیجا اور بہت زیادہ تاکید کی کہیں راستہ میں کسی دھیان نہ لگ جانا' میں جائیداد کی طرف جا رہا تھا کہ راستہ میں ایک کنیسہ (عیسائیوں کا عبادت خانہ) آ گیا۔ عیسائی اس میں عبادت کر رہے تھے' میں نے ان کی آواز سنی تو میں اندر چلا گیا اور جب میں نے ان کی عبادت کا طریقہ دیکھا تو مجھے وہ بہت پسند آیا اور میں غروب آفتاب تک وہیں رہا' کیونکہ میری طبیعت پیدائشی طور پر دین کی طرف مائل تھی اور اسی وجہ سے میرا باپ مجھے باہر نہیں نکلنے دیتا تھا۔ الحاصل میں نے جائیداد پر جانا قصداً ترک کر دیا اور جب شام کو وہ لوگ عبادت سے فارغ ہوئے تو میں نے ان سے پوچھا اس دین والے کہاں ملیں گے۔ انہوں نے کہا ملک شام میں ملیں گے اور میں وہاں سے روانہ ہو کر مغرب کے بعد باپ کے پاس پہنچا' باپ میری تلاش میں سرگرداں تھا۔ اس نے تلاش کیلئے آدمی بھیج رکھے تھے' ب میں واپس باپ کے پاس آیا تو اس نے پوچھا بیٹا تو کہاں تھا؟ میں نے ی بات بتا دی

کہ ان کا طریقہ عبادت مجھے اچھا لگا تو میں مغرب تک وہیں رہا ہوں۔ یہ سن کر میرے باپ نے کہا بیٹا ان کا دین بہتر نہیں ہمارا دین ہی بہتر ہے اور پھر میرے باپ کو یہ فکر دامنگیر ہوئی کہ یہ کہیں دوڑ نہ جائے۔ اس نے اس کے پیش نظر میرے پاؤں میں بیڑیاں ڈال دیں' میں نے اپنے اسی دینی لگاؤ کے ماتحت عیسائیوں کو پیغام بھیجا کہ اگر مُلک شام سے کوئی قافلہ آئے تو مجھے اطلاع دیں اور پھر جب مُلک شام سے تجارتی قافلہ آیا ان لوگوں نے مجھے پیغام بھیج دیا۔ میں نے پھر پیغام بھیجا کہ جب قافلہ واپس جانے لگے اس وقت مجھے اطلاع دیں' کچھ دنوں بعد پیغام آیا کہ آج قافلہ واپس جا رہا ہے' میں نے کسی طریقہ سے اپنے پاؤں سے بیڑیاں اُتار پھینکیں اور دوڑ کر قافلہ کے ساتھ ہو لیا اور مُلک شام پہنچ گیا۔ وہاں جا کر میں نے پوچھا کہ تمہارا سب سے بڑا عالم اور پیشوا کون ہے؟ انہوں نے اسقف یعنی بڑے پادری کا پتہ دیا' میں اس کے پاس پہنچ گیا اور میں نے درخواست پیش کی کہ مجھے تمہارا دین پسند ہے اور میں آپ کی خدمت میں بطور خادم رہنا چاہتا ہوں' میں آپ کی خدمت بھی کروں گا اور علم بھی حاصل کروں گا اس نے میری درخواست قبول کر لی اور مجھے کنیسہ میں داخل کر لیا لیکن وہ اسقف بُرا آدمی تھا' لوگوں کو صدقہ خیرات کی رغبت دیتا اور جب صدقہ وغیرہ اکٹھا ہوتا تو وہ گھر لے جاتا اور غرباء و مساکین کو نہ دیتا اس طرح اس نے سات مٹکے سونے کے جمع کر لئے' مجھے اس سے اس وجہ سے نفرت ہو گئی۔ پھر وہ مر گیا اور جب عیسائی لوگ اسے دفن کرنے کیلئے اکٹھے ہوئے تو میں نے سارا ماجرا بیان کر دیا کہ یہ بہت بُرا آدمی تھا' تمہیں صدقہ کا حکم دیتا اور پھر حاجت مندوں مسکینوں کو نہ دیتا بلکہ اپنے گھر لے جاتا اور اس نے سات مٹکے سونا اکٹھا کیا ہوا ہے۔ ان عیسائیوں نے مجھ سے پوچھا تجھے کیسے علم ہے؟ میں نے کہا میں

تمہیں وہ مٹکے دکھا دیتا ہوں میں نے ان کو نشاندہی کی تو انہوں نے وہ مٹکے نکال لئے اور کہنے لگا اللہ (جل جلالہٗ) کی قسم ہم اسے دفن نہیں کریں گے پھر انہوں نے جنازہ بھی نہ پڑھا اور اسے پتھروں میں پھینک دیا حالانکہ وہ صائم الدھر تھا پھر وہ لوگ ایک اور آدمی کو اس کے جانشین کے طور پر لائے وہ بڑا نیک انسان اور لاطمع تھا۔ مجھے اس سے بڑی عقیدت اور محبت ہو گئی اور میں اس کی خدمت میں رہا۔ حتیٰ کہ اس کا آخری وقت آ گیا تو میں نے اس سے کہا مجھے آپ سے حد درجہ عقیدت و محبت تھی مگر اللہ کا حکم آ پہنچا ہے۔ لہذا آپ مجھے کہاں بھیجیں گے اس نے کہا اللہ جل جلالہٗ کی قسم میرے علم میں ایک شخص ہے جو کہ موصل میں ہے وہ معیار پر پورا اُترے گا۔ پھر وہ مر گیا ہم نے اسے دفن کیا تو میں نے چلتے چلتے موصل پہنچ کر اس شخص کو تلاش کیا اور اس سے ملا اس کے سامنے سارا ماجرا بیان کیا تو اس نے مجھے اپنی خدمت میں رہنے کی اجازت دے دی وہ بھی بہت اچھا تھا لیکن اس کا بھی آخری وقت آ گیا تو میں نے کہا فلاں نے مجھے آپ کی خدمت میں بھیجا تھا لیکن آپ پر بھی آخری وقت آ پہنچا ہے۔ اب آپ مجھے کس کے پاس بھیجتے ہیں اس نے کہا نصیبین میں ایک صالح مرد ہے اس سے بہتر دنیا میں کوئی نہیں پھر اس کو دفن کرنے کے بعد میں نصیبین پہنچ گیا اور موصوف سے ملا اور کہانی سنائی اس نے بھی خدمت میں رہنے کی اجازت دے دی لیکن کچھ عرصہ کے بعد اس پر بھی آخری وقت آ گیا۔ میں نے اس سے کہا اب آپ مجھے کس کے پاس بھیجتے ہیں اس نے کہا ایک صالح مرد عموریہ میں ہے وہاں چلے جاؤ جو کہ مُلک روم میں ہے، میں اس کو دفن کرنے کے بعد عموریہ پہنچ گیا اور شخص مذکور کو تلاش کر کے سارا واقعہ سنایا اس نے مجھے خدمت میں رہنے کی اجازت دے دی۔ وہاں کچھ عرصہ رہا تو اس پر بھی آخری وقت آ گیا' میں نے اس سے کہا کہ آپ مجھے

کس کے پاس بھیجتے ہیں' اس نے کہا مُلک شام میں ایک صاحب ہیں وہ مستجاب الدعوات ہیں۔ وہ سال بھر میں ایک جنگل سے دوسرے جنگل منتقل ہوتے ہیں جب وہ منتقل ہوتے ہیں تو لوگ حاجت مند وہاں جمع ہو جاتے ہیں۔ دعا کرانے کیلئے وہ جس کیلئے دعا کر دے اس کا کام ہو جاتا ہے۔ اس سے سوال کرو میں اسے دفن کرنے کے بعد ملک شام پہنچ گیا۔ وہاں بہت لوگ دعا کرانے کیلئے جمع تھے اور جب وہ مرد صالح نکلا تو لوگ جمع ہو گئے اور اسے گھیر لیا۔ دعائیں کرواتے رہے' میں بھیڑ کی وجہ سے اس سے نہ مل سکا لیکن جب وہ دوسرے جنگل میں جانے لگا تو میں نے اس کا کندھا پکڑ لیا۔ اس نے پوچھا کون ہے؟ میں نے سارا ماجرا بیان کیا اور کہا اے اللہ! کے بندے مجھے دین حنیف بتاؤ جو کہ ابراہیم علیہ السلام کا دین ہے۔ اس نے کہا آپ نے وہ سوال کیا ہے جو دوسرے لوگ سوال نہیں کرتے پھر اس نے کہا سنو وقت آ پہنچا ہے کہ نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہونے والی ہے۔ یہ دین حنیف یعنی ابراہیمی دین ان ہی سے حاصل ہو سکتا ہے۔ وہ نبی مُلک عرب میں مبعوث ہونے والا ہے۔ وہ ہجرت کر کے ایسے شہر جائے گا جو شہر کہ کھجوروں کے درمیان ہے۔ اس نبی کی کچھ علامتیں میں بتا دیتا ہوں۔ ایک یہ کہ وہ صدقہ نہیں کھائے گا اور ہدیہ قبول بھی کرے گا اور کھائے گا بھی۔ اس کے کندھوں کے درمیان مہر نبوت ہو گی اگر تو ان تک پہنچنا چاہتا ہے تو پہنچ جا۔ زاں بعد میں نے دیکھا ایک تاجروں کا قافلہ جا رہا ہے میں نے ان کو کہا مجھے بھی ملک عرب لے چلو اور مجھ سے اتنی گائیں بکریاں لے لو انہوں نے منظور کر لیا اور میں نے ان کو مقرر گائیں اور بکریاں دے دیں اور انہوں نے مجھے ساتھ لے لیا اور جب وادیٔ قری میں پہنچے تو انہوں نے مجھ پر یہ ظلم کیا کہ مجھے اپنا غلام ظاہر کر کے مجھے ایک یہودی کے ہاتھ

فروخت کر دیا' میں اس یہودی کے پاس رہ گیا اور جب میں نے وہاں کھجوروں کے باغ دیکھے تو اُمید بندھی کہ یہی وہ شہر ہوگا جو مجھے بتایا گیا تھا لیکن یہ بات یقینی نہ تھی پھر ایک دن میرے مالک کا چچازاد جو کہ بنو قریظہ کا تھا آیا اور اس نے مجھے خرید لیا اور مدینہ منورہ لے گیا۔ میں نے وہاں پہنچ کر پہچان لیا کہ یہی وہ شہر ہے۔ میں وہاں رہا پھر مکہ مکرمہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی مگر مجھے اس کے متعلق معلوم نہیں تھا اور پھر جب رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی اور مدینہ منورہ تشریف لائے اور میں اپنے مالک کی کھجوروں کے باغ میں کام کر رہا تھا' میں کھجور پر چڑھا ہوا تھا اور میرا مالک نیچے بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک اس کا چچازاد آیا اور کہا اللہ تعالیٰ بنی اوس اور خزرج کو تباہ کرے کہ وہ قبا میں جمع ہوئے ہیں کہ ایک صاحب مکہ سے آئے ہیں ان کا گمان ہے کہ وہ اللہ جل جلالہٗ کے نبی ہیں جب میرے کان میں یہ آواز پڑی تو میں خوشی سے کانپنے لگ گیا اور خطرہ پیدا ہوا کہ میں مالک کے اوپر نہ گر جاؤں' میں جلدی سے نیچے اُترا اور اس آنے والے سے کہا آپ کیا کہہ رہے ہیں یہ سن کر میرے مالک کو غصہ چڑھ گیا اور اس نے مجھے تھپڑ مار دیا اور کہا چل اپنا کام کر۔ میں نے کہا میں نے ویسے ہی پوچھا ہے کہ یہ کیا کہہ رہے ہیں پھر میں ایک دن اپنے مالک سے ایک دن کی چھٹی لی اور مزدوری کر کے کچھ کھانے کی چیز لی اور قبا پہنچ گیا اور جا کر کہا مجھے معلوم ہوا کہ آپ بڑے نیک مرد ہیں اور آپ کے ساتھی بھی ہیں جن کا کوئی کاروبار نہیں اور یہ میرے پاس کچھ صدقہ کی چیز ہے' قبول فرمائیں۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ چیز لے لی اور ساتھیوں سے فرمایا کھاؤ لیکن خود کچھ نہ کھایا یہ دیکھ کر میں نے جی میں کہا یہ ایک نشانی ہے' جو اس شامی بزرگ نے بتائی تھی پھر میں کچھ دنوں کے بعد آیا تو آپ مدینہ منورہ شہر میں جلوہ گر ہو چکے

تھے اور میں نے ایک دن کی چھٹی لے کر مزدوری کر کے کچھ کھانے کی چیز لی اور حاضر ہو کر سلام عرض کیا اور کہا یہ ہدیہ ہے' سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی تناول فرمایا اور دوسروں کو بھی کھلایا۔ میں نے جی میں کہا دوسری نشانی بھی پوری ہوئی پھر میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت کی طرف آیا تا کہ مہر نبوت دیکھوں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چادر مبارک پشت مبارک سے نیچے اُتار دی تو میں نے مہر نبوت بھی دیکھ لی اور بوسے دینے شروع کر دیئے اور رونا شروع کر دیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سامنے آؤ' میں نے سامنے حاضر ہو کر سارا ماجرا سنایا اور مسلمان ہو گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ یہ سارا واقعہ صحابہ کرام کو سنایا جائے تو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے ترجمان طلب کیا کیونکہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کی زبان فارسی تھی' ترجمانی کیلئے ایک یہودی کو بلایا گیا جو کہ تاجر تھا اور دونوں زبانیں جانتا تھا۔ اس کے سامنے جب حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بیان کی تو وہ یہودی بولا یہ آپ کو گالی دے رہا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سن کر فرمایا یہ سلمان اتنے لمبے سفر کر کے کیا ہمیں گالی دینے آیا ہے' اتنے میں جبریل علیہ السلام حاضر ہو گئے تو حضرت جبریل امین نے فارسی کا ترجمہ عربی میں کیا اور پھر وہ ترجمہ یہودی کو سنایا تو وہ بولا کیا آپ فارسی جانتے ہیں؟ اگر آپ فارسی جانتے ہیں تو پھر ترجمان کی کیا ضرورت تھی۔ فرمایا یہ مجھے جبریل علیہ السلام نے بتایا ہے۔ یہ سن کر یہودی کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا اور پھر شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام سے فرمایا اے جبریل! سلمان کو عربی زبان سکھاؤ۔ حضرت جبریل امین علیہ السلام نے عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سلمان کو فرماؤ آنکھیں بند کریں جب آنکھیں بند کیں تو جبریل علیہ السلام نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے

منہ میں آبِ دہن ڈال دیا اسی وقت حضرت سلمان فصیح عربی بولنے لگ گئے اور وقت
گزرتا گیا پھر حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کو ایک دن نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا تو اپنے مالک سے آزاد ہونے کی گفتگو کر مکاتب بن کر آزادی حاصل کر لے۔
حضرت سلمان فرماتے ہیں میں نے مالک سے بات کی تو وہ بولا میری اس زمین پر
کھجوروں کے باغ لگاؤ، تین سو یا پانچ سو درخت لگاؤ جب بڑے ہو کر پھل دینے لگیں تو
تم آزاد ہو۔ نیز ساتھ چالیس اوقیہ سونا بھی دو یہ سن کر نبی رحمت شفیق اُمت صلی اللہ علیہ
وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا سلمان تمہارا بھائی ہے اس کی امداد کرو۔ صحابہ
کرام نے مل کر زمین کو درست کیا۔ اس میں درخت لگانے کے لئے کھلیں بنائیں اور
پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تو فرمایا چلو اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم اس زمین
پر تشریف لائے اور فرمایا مجھے گٹھلیاں پکڑاتے جاؤ اور میں زمین میں لگاتا جاتا ہوں
سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کھجوروں کی گٹھلیاں زمین میں دباتے جاتے تھے۔ صحابہ کرام
پکڑاتے جاتے تھے ان میں ایک گٹھلی حضرت سلمان فارسی نے خود لگا دی اور ایک
حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے لگا دی۔ وہ دونوں تو نہ اُگیں لیکن باقی سارے کے سارے
کھجوروں کے درخت پیدا ہو کر ایک سال میں پھل دینے لگ گئے۔ سرکار صلی اللہ علیہ
وسلم نے پوچھا یہ دو کس نے لگائی ہیں۔ عرض کیا ایک حضرت عمر نے دوسری سلمان فارسی
نے لگائی ہے۔ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے وہ گٹھلیاں نکال کر پھر
زمین میں دبا دیں تو وہ بھی اسی سال پھل دینے لگ گئیں۔ (حالانکہ کھجور کا درخت کئی
سالوں کے بعد پھل دیتا ہے) پھر شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے تھوڑا سا سونا منگایا اور
فرمایا سلمان لے جاؤ اور مالک کا قرضہ ادا کر دو۔ یہ دیکھ کر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ

عنہ نے عرض کیا حضور اتنے سے سونے سے سارا قرضہ کیسے ادا ہوگا؟ تو حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سونے کو زبان مبارک سے لگا کر دے دیا اور جب اس کا وزن کیا تو چالیس اوقیہ پورا ہونے کے بعد چالیس اوقیہ بچ بھی گیا اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ آزاد ہو گئے۔

(سیرت حلبیہ جلد اوّل، ص ۱۷۹ تا ۱۸۳، دلائل النبوۃ ۱/ ۲۵۸ تا ۱/ ۲۶۴، ابونعیم، مجمع الزوائد ۱/ ۲۳۵)

اس واقعہ میں دست مبارک کا بھی اعجاز ہے کہ گٹھلیاں فوراً اُگ کر پک گئیں اور زبان مبارک کا بھی اعجاز ہے کہ زبان مبارک لگانے سے سونا اتنا وزنی ہوا کہ چالیس اوقیہ پورا ہونے کے بعد اتنا بچ بھی گیا۔ اس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا اور تصرف کا واضح ثبوت ہے۔

اکابرین کے فیصلے

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خزانوں کے مالک ہونے اور مخلوق خدا کو عطا فرمانے پر اُمت کے جلیل القدر اکابرین، محدثین، محققین اور مجددین کی آراء و فیصلے بھی ملاحظہ ہوں!

۱۔ خاتم الحفاظ امام جلال الملت والدین (متوفی ۹۱۱ ھ) ارقام فرماتے ہیں:

وكان يحمى صلى الله عليه وسلم بقطع الاراضى (هذا لفظ الخصائص وفى الجواهر " وكان صلى الله عليه وسلم يقطع الاراضى الخ. ف) قبل فتحها لان الله تعالىٰ ملكه اياها يفعل فيها ما يشاء وقد اقطع تميم

الداری و ذریته قریة بیت المقدس قبل فتحه وهی فی ید ذریته الی الیوم و اراد بعض الولاة التشویش علیهم فافتی الغزالی بکفره قال لان النبی صلی الله علیه وسلم کان یقطع ارض الجنة فارض الدنیا اولی.

(خصائص کبریٰ، جلد۲، صفحہ۲۴۲، جواہر البحار جلد۱، ص ۳۳۸، زرقانی ۲۴۲/۵، کشف الغمہ ۵۰/۲)

یعنی ارضِ دنیا اور ارضِ جنت کے مالک حضور صلی اللہ علیہ وسلم زمین فتح ہونے سے پہلے جس کے نام چاہتے الاٹ کر دیتے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام زمین کا مالک بنا دیا ہے۔ اس ارضِ دنیا میں جس طرح چاہیں تصرف کریں اور بے شک حضور نے بیت المقدس میں ایک بستی فتح ہونے سے پہلے حضرت تمیم داری اور ان کی اولاد کے نام جاگیر کر دی۔ وہ بستی آج تک ان کی اولاد کی ملکیت و قبضہ میں چلی آتی ہے۔ بعض حاکموں نے اس بستی کی ملکیت میں ان کی اولاد پہ تشویش کا ارادہ کیا تو امام غزالی نے اس حاکم پر کفر کا فتویٰ دیا۔ فرمایا کہ حضور علیہ السلام جنت کی زمین جس کے نام چاہتے جاگیر کر دیتے تو دنیا کی زمین بطریق اولیٰ (جس کے نام چاہیں الاٹ کر دیں)

۲۔ شیخ الاسلام امام بوصیری رضی اللہ عنہ (۶۹۵۔۶۹۴ھ) فرماتے ہیں:

فان من جودک الدنیا و ضرتها۔ و من علومک علم اللوح و القلم

یعنی دنیا و آخرت (کی ہر نعمت) یا رسول اللہ! آپ کے خوان سخاوت سے ایک ذرہ ہے اور لوح و قلم کا سارا علم آپ کے علوم غیر متناہی یعنی لایقف عند حد سے ایک قطرہ ہے۔

۳۔ امام ربانی احمد بن محمد خطیب قسطلانی رضی اللہ عنہ (متوفی ۹۲۳ھ) مواہب میں اور علامہ زرقانی (متوفی ۱۱۲۲ھ) اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

هو صلی الله تعالیٰ علیه وسلم خزانة السرر (ای محل لا

سراره تعالیٰ و کما لاتہ) و موضع نفوذ الامر فلا ینفذ امرا لامنه صلی الله علیه وسلم ولا ینقل خیر الاعنه

الابابی من کان ملکا و سیدا و آدم بین الماء والطین واقف اذا رام امرا لا یکون خلافه و لیس لذالک الامر فی الکون صارف

(مواہب وزرقانی' جلدا، صفحہ ۲۹، ۱۲۸لبتین فتوحات مکیہ باب ۱۲، صفحہ ۱۸۵، جواہر البحار جلدا، ص ۱۱۳، ۱۱۴ عنہ، جواہر البحار جلد ۲، صفحہ ۳، ۴ عن المواہب، فتوحات مکیہ ص ۱۸۵، فیض القدیر ا/۵۶۴)

یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم خزانہ راز الٰہی اور جائے نفاذ امر ہیں۔ کوئی حکم نافذ نہیں ہوتا مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار سے اور کوئی نعمت کسی کو نہیں ملتی مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سرکار سے۔

خبردار ہو میرے ماں باپ قربان ان پر جو بادشاہ اور سردار ہیں۔ اُس وقت سے کہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام ابھی آب وگل کے اندر ٹھہرے ہوئے تھے وہ جس بات کا ارادہ فرمائیں اس کا خلاف نہیں ہوتا۔ تمام جہان میں کوئی ان کے حکم کو پھیرنے والا نہیں۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

فائدہ: کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرتی ہیں:

ما اری ربک الا یسارع فی ھواک (رواہ البخاری' جلد ۲، ص ۷۰۶-۷۶۶ و مسلم جلدا، ص ۴۷۳، والنسائی جلد ۲، صفحہ ۵۵، طبع نور محمد، ذکر امر رسول اللہ فی النکاح الخ وجلد ۲، صفحہ ۶۷ مطابق مطبع رحیمیہ مشکوٰۃ شریف، صفحہ ۲۸۱)

یا رسول اللہ میں حضور کے رب کو نہیں دیکھتی مگر حضور کی خواہش کے پورے کرنے میں جلدی کرتا ہوا۔

تو چنیں خواہی خدا خواہد چنیں...... مے دہد حق آرزوئے متقین

(مثنوی شریف ص۴۔ و۴)

۴۔ امام حافظ ابن حجر مکی رضی اللہ عنہ (متوفی ۹۷۵) فرماتے ہیں:

انه صلی الله علیه وسلم خلیفة الله الذی جعل خزائن کرمه و موائد نعمه طوع یدیه و تحت ارادته یعطی منهما من یشاء و یمنع من یشاء۔ (الجوہر المنظم ص۴۲)

بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ عزوجل کے خلیفہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم کے خزانے اور اپنی نعمتوں کے خوان حضور کے دستِ قدرت کے فرمانبردار اور حضور کے زیر حکم وزیر ارادہ واختیار کر دیئے ہیں کہ جسے چاہیں عطا فرماتے ہیں اور جسے چاہیں نہیں دیتے

۵۔ اس موضوع پر شیخ المحدثین، سند المحققین، مجدد مائۃ حادی عشر، برکۃ رسول اللہ فی الہند شیخ عبدالحق محدث محقق دہلوی حنفی (متوفی ۱۰۵۲ھ) رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا کے جواہر کثیرہ سے بعض جواہر پارے ملاحظہ ہوں!......

O...... وازاں جملہ آنست کہ دادہ شدہ آں حضرت را صلی اللہ علیہ وسلم مفاتیح خزائن و سپردہ شد بوے وظاہرش آنست کہ خزائن ملوکِ فارس و روم ہمہ بدستِ صحابہ اُفتاد و باطنش آں کہ مراد خزائن اجناسِ عالم است کہ رزق ہمہ در کف اقتدار وے سپرد و قوتِ تربیت ظاہر و باطن ہمہ بوے داد۔ چناں کہ مفاتیح غیب در دست علم الٰہی است نمید اند آں را مگر وے مفاتیح خزائن رزق و قسمتِ آں در دستِ ایں سید کریم نہادند قولہ صلی اللہ

علیہ وسلم انما انا قاسم والمعطی ھواللہ۔ (مدارج النبوت شریف جلد ۱، صفحہ ۱۲۰، ونحوہ فی المواہب وجواہر البحار جلد ۲، صفحہ ۱۳۰ عنہ)

یعنی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خصائص اور فضائل سے ایک فضیلت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام خزانوں کی کنجیاں حضور کو دی گئیں اور آپ کے سپرد کی گئیں۔ اس (حدیث) کا ظاہری مطلب تو یہ ہے کہ فارس اور روم کے بادشاہوں کے خزانے صحابہ کے ہاتھ آئے اور اس کا باطنی مطلب یہ ہے کہ اس سے تمام عالم (جہان کی) ہر جنس کے خزانے مراد ہیں۔ اس طرح کہ سب کا رزق حضور کے طاقتور ہاتھ کے سپرد کیا اور ظاہر وباطن کی تربیت کی قوت حضور کو عطا کی جیسا کہ مفاتیح غیب علم الٰہی کے دستِ قدرت میں ہیں (جس کیلئے چاہے کھولے چاہے نہ کھولے) ان مفاتیح غیب کو (ذاتی طور پر) اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا (اسی طرح) رزق کے خزانوں کی کنجیاں اور اس کی تقسیم اس سید کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ مبارک میں رکھ دی گئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے میں ہی (ہر شے) تقسیم فرماتا ہوں اور اللہ تعالیٰ ہی (ہر شے) عطا فرماتا ہے۔

انتباہ: احادیثِ عطاء مفاتیح اور احادیث قاسمیت کے صحیح سمجھنے کیلئے معترضین (فریق مخالف) شیخ محقق محدث دہلوی کی اس عبارت کو بار بار دیکھیں۔

ع......شاید کہ اُتر جائے ترے دِل میں مری بات

O...... بود آں حضرت کہ تصرف مے کرد در ایشاں ومی گردانید، غنی را فقیر ومے ساخت شریف را برابر وضیع ...... داد خدائے تعالیٰ عزت وقدرت ومکنت ومدد ونصرت وقوت وشوکت کہ بر ہمہ بالاتر آمد کار او وبر ہمہ بیشی گرفت اختیار او ولا واللہ سوگند بخدائے کہ مسخر گردانید او را ایں ہمہ امور شک نمی کند دریں ہیچ عاقلے۔ (مدارج النبوت جلد ۱، صفحہ ۱۷۴،

نحوہ فی المواہب وعنہ جواہر البحار جلد۲، ص۶)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان میں تصرف کرتے تھے، غنی کو فقیر کردیتے اور شریف کو وضیع (ادنیٰ) بنا دیتے ...... اللہ تعالیٰ نے حضور کو اتنی عزت اور قدرت اور طاقت اور مدد اور نصرت اور قوّت اور شوکت عطا فرمائی کہ سب سے حضور کا کام نمبر لے گیا اور سب سے حضور کا اختیار بڑھ گیا۔ اللہ کی قسم! یہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ نے حضور کے مسخر اور تابع کردی تھیں۔ اس میں کوئی عاقل شک نہ کرے گا۔

O...... **وکنیته ابو القاسم لانه یقسم الجنة بین اهلها**

(مدارج شریف جلد۱، ص۲۶۶)

یعنی حضور کی کنیت ابوالقاسم ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ حضور مستحقین میں قاسم جنت ہیں، بہشت تقسیم فرماتے ہیں۔

O...... تصرف وے صلی اللہ علیہ وسلم بتصرف الٰہی جل جلالہ وعم نوالہ زمین وآسمان را شامل است بلکہ تمام شراب ہا وطعام ہائے دنیا وآخرت وارزاقِ حسی وروحانی ونعمت ہائے ظاہری وباطنی بواسطہ وطفیل آں حضرت است۔

ع...... آخر اے بادِ صبا ایں ہمہ آوردۂ تست

(اے بادِ صبا یہ سب کچھ تیرا ہی لایا ہوا ہے)

شکر فیض تو چمن چوکند اے ابرِ بہار کہ اگر خار وگر گل ہمہ پروردۂ تست وانشد الشیخ العالم العارف محمد البکری قدس سرہٗ

چمن تیرے فیض کا شکر کس طرح کرے اے بہار کیونکہ کانٹا اور پھول سب تیرے ہی پروردہ ہیں۔ شیخ عالم عارف بکری قدس سرہٗ نے پڑھا۔

مـا ارسـل الـرحـمـن او يرسل | مـن رحـمة يتصـعـد او يتـنـزل
فـی مـلـکـوت الـلـه او ملکـه | من کـل مـا يـختـص او يشمل
الاوطـه الـمـصـطـفـےٰ عبـده | ونبيـه الـمـختـار الـمـرسـل
واسـط فيهـا واصـل لهـا | يـعـلـم هـذا کـل من يـعـقـل

اللہ تعالیٰ نے جو رحمت بھیجی ہے یا بھیجتا ہے یا بھیجے گا اور جو رحمت چڑھتی ہے یا نازل ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ملک اور ملکوت میں جو جس کو ملتا ہے اس میں اصل اور واسطہ حضور ہی ہیں' ہر عاقل اس بات کو جانتا ہے۔ (مدارج شریف، جلد ا، ص ۲۴۱، مطالع المسرات ص ۲۶۲، تحت درود و خزائن رحمتک' جواہر البحار جلد ۲، ص ۱۹۹۔ عنہ)

یعنی اللہ تعالیٰ کے تصرف سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تصرّف زمین اور آسمان کو شامل ہے بلکہ دنیا اور آخرت کے ہر قسم کے شراب اور طعام اور حسی و روحانی رزق اور ظاہری و باطنی نعمتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اور واسطہ سے ہیں۔

تصرف وقدرت سلطنت وے صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ براں بود و ملک وملکوت جن وانس وتمامہ عوالم بتقدیر وتصرف الٰہی عزوعلا در حیطۂ قدرت وتصرف وے بود۔

(اشعۃ اللمعات، جلد ا، ص ۴۳۲)

حضور کا تصرف اور آپ کی قدرت اور سلطنت سلیمان علیہ السلام کی قدرت اور سلطنت سے زیادہ تھی۔ مُلک اور ملکوت (عالم شہادت اور عالم غیب بلکہ کُل ماسوا اللہ) جن اور انسان اور سارے جہان اللہ تعالیٰ کے تابع کر دینے سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تصرّف اور قدرت کے احاطہ میں تھے (اور ہیں)

O...... نیز شیخ محقق حدیث عادی الارض للہ ورسولہ ثم ھی لکم منی کے

ماتحت ارقام فرماتے ہیں:

زمین قدیم...... مرخدای راست ورسول خدای را پستر آں زمین مرشمار است ازمن۔ یعنی من تصرف مے کنم دراں بہر وجہ کہ مے خواہم ومی بخشم ہر کرا کہ میخواہم ظاہر آں بود کہ گفتہ شود "منی ومن اللہ" زیرا کہ ہمہ از خدا است وخدا در ہمہ جا پیغمبر خود را تصرّف دادہ است۔ (اشعۃ اللمعات، جلد۳، ص۷۶، نحوہ فی المرقات، جلد۳، ص۳۷۱)

(حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے) قدیم زمین اللہ اور رسول کی ملکیت ہے پھر وہ زمین میری طرف سے تمہارے لئے ہے" یعنی میں اس زمین میں جس طرح چاہتا ہوں تصرف کرتا ہوں اور جسے چاہتا ہوں بخشا ہوں اور ظاہر یہ ہے کہ اس طرح کہا جاتا' صرف منی کے بجائے "منی ومن اللہ" ہوتا یعنی پھر وہ زمین میری اور اللہ کی طرف سے تمہیں عطا ہوئی' تمہاری ملکیت ہے۔ اس لئے کہ ہر چیز کی عطا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہر جگہ میں اپنے رسول کو تصرف عطا فرمایا ہوا ہے۔

O...... وے صلی اللہ علیہ وسلم خلیفہ مطلق ونائب کل جناب اقدس است مے کند وے دہد ہر چہ خواہد باذن وے **فان من جودک الدنیا وضرتها ومن علومک علم اللوح والقلم** (اشعۃ اللمعات، جلد۴، ص۳۱۵)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے خلیفۂ مطلق اور نائب کل ہیں جو چاہتے ہیں کرتے ہیں اور جو چاہتے ہیں عطا فرماتے ہیں (چونکہ ما دون من اللّٰہ ہیں) یارسول اللہ! دنیا اور آخرت کی ہر نعمت آپ کے جود لامحدود سے کچھ حصہ ہے اور آپ کے علوم کثیرہ سے لوح وقلم کا علم بعض حصہ ہے۔

تلک الجنة التی نورث من عبادنا من کان تقیا ...... اے نورث

تلک الجنة محمداً صلی اللہ علیہ وسلم فیعطی من یشاء و یمنع عمن یشاء و ھو السلطان فی الدنیا والآخرۃ فلہ الدنیا ولہ الجنة ولہ المشاھدات صلی اللہ علیہ وسلم

(اخبار الاخیار، صفحہ ۲۱۶، للشیخ از شیخ عبدالوہاب بخاری متوفی ۹۳۲ھ)

یہ وہ جنت ہے جس کا وارث ہم اپنے بندوں میں سے اُسے بناتے ہیں جو متقی ہوا (قرآن) یعنی ہم اس جنت کا وارث محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بناتے ہیں۔ پس ان کی مرضی جسے چاہیں عطا فرمائیں اور جس سے چاہیں منع کریں۔ دنیا اور آخرت میں وہی سلطان ہیں انہیں کیلئے دنیا ہے اور انہیں کے لئے جنت (دونوں کے مالک وہی ہیں) اور انہیں کیلئے مشاہدات ہیں۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

۶۔ امام محدث محمد عبدالروف المناوی (المتوفی ۱۰۳۱ھ)

حدیث اعطیت مفاتیح خزائن الارض کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

المراد خزائن العالم باسرہ لیخرج لھم بقدر ما یستحقون فکلما ظھر فی ذلک العالم فانما یعطیه الذی بیدہ المفتاح باذن الفتاح وکما اختص سبحانه بمفاتیح علم الغیب الکلی فلا یعلمها الا ھو خص حبیبه باعطاء مفاتیح خزائن المواھب فلا یخرج منھا شی الا علی یدہ صلی اللہ علیہ وسلم.

(فیض القدیر، جلد ۱، ص ۵۶۴، طبع مصر جواہر البحار، جلد ۲، ص ۱۳۲ عنہ)

یعنی حدیث شریف میں جن خزانوں کی چابیوں کی عطا کا ذکر ہے ان سے تمام جہان کے تمام خزانے مراد ہیں تا کہ حضور ان لوگوں کو بقدر استحقاق عطا فرمائیں تو جو چیز

جب اس جہان میں ظاہر ہوتی ہے سوائے اس کے نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اذن سے ع
وہی فرماتے ہیں جن کے ہاتھ کنجی ہے (یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام) جیسا کہ اللہ تعا
علم غیب کلی کی کنجیوں سے مختص ہے کہ اُس کے سوا (ذاتی طور پر) کوئی ان کو نہیں جا
اپنے حبیب کو بخششوں کے خزانوں کی کنجیوں کی عطا سے خاص فرمایا تو اللہ تعالیٰ کے
خزانوں سے کوئی چیز کسی کو نہیں ملتی مگر حضور کے ہاتھ ہی سے ملتی ہے۔

۷۔ امام ربانی عارف شعرانی (متوفی ۹۷۳ھ) خاتم الحفاظ امام سیوطی (متوفی
۹۱۱ھ) سے ناقل:

وكان صلى الله عليه وسلم يقطع الاراضى قبل فتحها لان الله ملكه الارض كلها وله ان يقطع ارض الجنة من باب اولىٰ صلى الله عليه وسلم. (کشف الغمہ، جلد۲، ص۵۰)

حضور زمینوں کو فتح ہونے سے پہلے (جس کے نام چاہتے) الاٹ کر دیتے۔
اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو ساری زمین کا مالک بنا دیا تھا اور حضور کو بطریق اولیٰ اس
بات کا اختیار حاصل ہے کہ جنت کی زمین (جس کو چاہیں) جاگیر کر دیں۔

○......مزید لکھتے ہیں:

لان كل ما فى الدنيا ملك له بالاصالة و جميع الخلق يا كلون من رزقه صلى الله عليه وسلم (لطائف المنن ۱/۱۷۸)

تحقیق جو کچھ دنیا میں ہے وہ حقیقی طور پر آپ کی ملکیت میں ہے اور ساری
مخلوق آپ کا رزق کھا رہی ہے۔

گویا بقول فاضل بریلوی:

زمیں خواں ، آسماں خواں' زمانہ مہماں

صاحب خانہ لقب کس کا تیرا تیرا

۸۔ شیخ اکبر محی الدین ابن العربی رضی اللہ عنہ وقدس سرہٗ (متوفی ۶۳۸) فرماتے ہیں:

اخبر صلی اللہ علیہ وسلم انہ اعطی مفاتیح الخزائن و ھی خزائن اجناس العالم لیخرج لھم بقدر ما یطلبونہ بذواتھم وما اعطیھا صلی اللہ علیہ وسلم حتی کان فیہ الوصف الذی یستحقھا بہ ولھذا طلب یوسف علیہ السلام من الملک صاحب مصران یجعلہ علی خزائن الارض لانہ حفیظ علیھم لیفتقر الکل الیہ فتصح سیادتہ علیھم واخبر بالصفۃ التی یستحق من قامت بہ ھذا المقام فقال انی حفیظ علیم حفیظ علیھا فلا یخرج منھا الا بقدر معلوم کما انہ سبحانہ و تعالیٰ یقول وان من شیء الا عندنا خزائنہ ومانننزلہ الا بقدر معلوم فاذا کانت ھذہ الصفۃ فی من کان ملک مقالید ھا. الخ.

(فتوحات مکیہ باب ۳۳، ص ۱۸۶، وعنہ جواہر البحار ۱/۱۳۳)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خبر دی کہ مجھے تمام خزانوں کی کنجیاں عطا کی گئیں ان خزانوں سے اجناسِ عالم کے خزانے مراد ہیں تا کہ ان کیلئے بقدرِ طلب ان کو عطا فرمائیں اور حضور کو خزائن کی یہ کنجیاں نہ دی گئیں مگر اس وصف سے عطا ہوئیں کہ جس کی وجہ سے آپ اس عطیہ کے مستحق تھے اور اسی لیے یوسف علیہ السلام نے بادشاہِ مصر سے یہ طلب کیا کہ مجھے خزائن ارض کا متولی بنا دے کیونکہ میں حفیظ و علیم ہوں تا کہ کُل ان کی

طرف محتاج ہوں اور آپ کی سرداری ان پہ صحیح ہو اور اس صفت کی بھی خبر دی کہ جس کی وجہ سے وہ اس کے مستحق ہیں۔ چنانچہ فرمایا میں حفیظ، علیم ہوں، محافظ ہوں، بقدر معلوم ہی نکلے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہر چیز کے خزانے ہمارے پاس ہیں اور ہم بقدر معلوم اسے نازل فرماتے ہیں۔ پس جب کہ یہ صفت ہے اس کی جو ان خزائن کی کنجیوں کا مالک ہے پھر فرمایا حفیظ علیم اس میں اس بات کی خبر دی کہ وہ محتاجوں کی اس حاجت کو جانتا ہے جو ان خزائن میں ہے۔ وہ خزائن کہ جن میں وہ چیز پوشیدہ ہے کہ جس کی وجہ سے ان کا قوام ہے اور علیم یعنی بقدر حاجت کو جانتا ہے تو جب زمین کے خزانوں کی کنجیاں حضور کو عطا کی گئیں ہم نے جان لیا کہ حضور بھی حفیظ اور علیم ہیں تو جو کچھ بھی رزق عالم سے ظاہر ہوتا ہے اسم الٰہی وہ عطا نہیں کرتا مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے کہ جن کے ہاتھ میں کنجیاں ہیں جیسا کہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ مفاتیح غیب سے مختص ہیں (ذاتی طور پر) ان کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اس مولیٰ نے اس سید کریم کو خزانوں کی کنجیوں کی عطا سے مختص فرمایا۔

۹۔ امام مناوی فرماتے ہیں:

فانہ علیہ الصلوٰۃ والسلام انقذک وانقذ اباک من النار ...... انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام الواسطۃ لکل فیض (جواہر البحار ۲/۱۴۱)

حضور نے تجھے اور تیرے باپ کو آگ (جہنم) سے نجات دی۔ حضور ہر فیض کیلئے ہیں۔

O...... **وھو علیہ الصلوٰۃ والسلام واسطۃ کل فیض**

حضور ہی ہر فیض کا واسطہ ہیں۔

(جواہر البحار، جلد ۲، ص ۱۵۰، عن الامام المناوی)

O...... الخليفة الاكبر الممد لكل موجود

(جواہر البحار، جلد۲، صفحہ ۱۵۵، عن الامام المناوی)

حضور اللہ تعالیٰ کے نائب و خلیفہ اکبر ہیں ہر موجود کے آپ ہی ممد و معاون ہیں۔

O...... امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

ویکون وصول احد الی المطلوب بلا توسطه علیه الصلوٰة والسلام محالا ...... ان وصو ل الفیوض من المبداء الفیاض سبحانه الی الظل انما هو بتوسط الاصل (وهو محمد علیه السلام)

(مکتوب نمبر ۱۲۲، جلد۳، صفحہ ۲۳۱، جواہر البحار، جلد۲، ص ۱۹۱ عنہ)

یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے توسط کے بغیر مطلوب تک پہنچنا محال ہے۔ مبداء فیاض تعالیٰ سے ظل تک فیوض کا پہنچنا وہ اصل ہی کے توسط سے ہوتا ہے اور اصل حضور ہیں (اور کل عالم ظل و فرع ہے)

۱۱۔ علامہ فاسی فرماتے ہیں:

هو الواسطة بین الله و بین خلقه فی الجنة لا یصل الی احد شی ء الا بواسطته (مطالع المسرات، جواہر البحار، جلد۲، ص ۱۹۷۔۱۹۸ عنہ)

جنت میں اللہ تعالیٰ اور مخلوق کے درمیان حضور ہی واسطہ ہیں' کوئی چیز کسی کو نہ پہنچے گی مگر حضور کے واسطہ سے۔

O...... نیز علامہ فاسی' دلائل شریف کے لفظ' خزائن رحمتک'' کے تحت فرماتے ہیں:

وهو صلی الله علیه وسلم خزائن رحمة للموضوعة فی العالم فلا یرحم احد الاعلی یدیه و بما خرج له من خزانته

(مطالع المسرات، ص ۲۶۲، جواہر البحار، جلد۲، ص ۱۹۸۔۱۹۹)

حضور اس عالم میں رکھی ہوئی رحمت کے خزانے ہیں' کسی پر رحم نہیں کیا جاتا مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں سے اور اس چیز سے جو اس کیلئے آپ کے خزائن سے نکلا۔

۱۲۔ علامہ خفاجی فرماتے ہیں:

عرض علیه مفاتیح خزائن السموات والارض ۔

(جواہر البحار، جلد۲، ص۲۱۴)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر آسمانوں اور زمین کے خزانوں کی کنجیاں پیش کی گئیں

کھیعص کاف انت کھف الوجود الذی یاوی الیه کل موجود انت کل الوجودھا و ھبنا لک الملک و ھیئا نالک الملکوت

(جواہر البحار ۲/۲۶۲، عن الابریز ص ۱۲۸)

(کھیعص) کاف سے مراد یا رسول اللہ آپ کہف الوجود ہیں یعنی وجود کی جائے پناہ ایسی کہ جس کی طرف ہر موجود پناہ لیتا ہے۔ آپ کل موجود ہیں' ہا سے مراد یہ ہے کہ ہم نے آپ کو ملک بخشا اور ملک آپ کیلئے تیار کیا۔

O...... **انه فی الجنة بمنزلة الوزیر من الملک بغیر تمثیل لا یصل الی احد شی الا بواسطته** (شفاء السقام ص۲۲۰، جواہر البحار ۲/۳۱۰، عن الزرقانی)

بلا تشبیہ و تمثیل حضور جنت میں بمنزلہ وزیر کے ہوں گے۔ بادشاہ سے کوئی چیز کسی کو نہ ملے گی مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے۔

O...... نیز وہی فرماتے ہیں:

فلا نعیم فی الدنیا والآخرة ولا نعم تصل للخلق فیھا الابسببه صلی الله علیه وسلم وبواسطته (جواہر البحار، جلد۲، ص۳۹۰)

یعنی دنیا اور آخرت میں ہر نعمت مخلوق کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب اور واسطہ سے پہنچ رہی ہے۔

۱۳۔ عارف صاوی فرماتے ہیں:

وھذہ الآیۃ (ای النبی اولی بالمومنین من انفسھم اعظم دلیل علی انہ صلی اللہ علیہ وسلم ھو الواسطۃ العظمیٰ فی کل نعمۃ و صلت للخلق ...... لانہ صلی اللہ علیہ وسلم والواسطۃ العظمی فی کل نعمۃ و صلت لھم ۔(جواہر البحار، جلد۳،ص۲۴)

یعنی اور یہ آیت (النبی اولی بالمومنین) بڑی دلیل ہے اس بات پر کہ ہر نعمت جو مخلوق تک پہنچی اس میں واسطہ عظمیٰ حضور ہی ہیں۔ ہر نعمت جو ان تک پہنچی اس میں واسطہ عظمیٰ حضور ہی ہیں۔

O...... نیز عارف صاوی نے فرمایا:

انہ صلی اللہ علیہ وسلم الخلیفۃ علی الاطلاق الذی صرفہ اللہ فی الملک والملکوت بسبب انہ خلع علیہ اسرار الا سماء والصفات و مکنہ من التصریف فی البسائط والمرکبات ۔(جواہر البحار، جلد۳،ص۲۸)

حضور علی الاطلاق ایسے خلیفہ ہیں کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے ملک وملکوت میں تصرف بخشا ہے اس سبب سے کہ ان پہ اسماء وصفات کے راز اُتارے اور بسائط و مرکبات میں ان کو تصرف کرنے کی قوت بخشی۔

O...... حضرت امام صاوی نے فرمایا:

اللھم انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام خزائن رحمتک ای انما

انعامتک دنیا واخری فما تیمها بیده صلی اللہ علیه وسلم

(جواہر البحار ۳/۳۶)

اے اللہ! حضور تیرے رحمت کے خزانے ہیں یعنی تیری دنیوی و اخروی و انعامات کی کنجیاں ان کے پاس ہیں۔

O...... نیز عارف صاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فتح اللہ به علی عباده انواع الخیرات وابواب السعادات الدنیویة والاخرویة فکل الارزاق من کفه صلی اللہ علیه وسلم و فی الحدیث اوتیت مفاتیح خزائن السموات والارض . ای التی قال اللہ تعالیٰ فیها له مقالید السموات والارض ای مفاتیحها فقد اعطاها عزوجل لحبیبه صلی اللہ علیه وسلم و فی الحدیث ایضا اللہ معط وانا القاسم ۔(جواہر البحار، جلد۳، ص۳۷)

یعنی اللہ تعالیٰ نے حضور کے سبب اپنے بندوں پہ قسم وقسم کی خیرات اور دنیوی و اُخروی سعادتوں کے دروازے کھولے۔ ہر قسم کا رزق حضور کے ہاتھ مبارک سے تقسیم ہو رہا ہے۔ حدیث میں ہے مجھے زمین وآسمان کے خزانوں کی کنجیاں دی گئیں وہ کہ جن کے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اللہ کیلئے ہیں کنجیاں آسمان اور زمین کی وہ کنجیاں اللہ عزوجل نے اپنے حبیب کو عطا فرمائیں۔ نیز حدیث میں ہے اللہ عطا فرماتا ہے اور میں تقسیم فرماتا ہوں۔

O...... امام حلبی (متوفی ۹۷۷ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قد اوتی خزائن الارض و مفاتیح الکنوز

(جواہر البحار، جلد۳، ص۱۱۰)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خزائن ارض اور دیگر خزانوں کی چابیاں دی گئیں۔

O...... نبی وافت الدنیا الیہ ...... وجاء تہ مفاتیح الکنوز

(جواہر البحار جلد ۳، ص ۱۱۱)

۱۵۔ امیر عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حقیقة الكامل هو الذی لا یمتنع عن قدرته ممکن کما لا یمتنع عن قدرة خالقه فان خزائن الامور فی حکمه و مفاتیحها بیده ینزل بقدر ما یشاء فکیف به صلی الله علیه وسلم الذی هو البرزخ بین الحق والخلق ...... فهو المنفذ لمراده تعالیٰ فی عباده من ضلال و هدی و کفر و ایمان من حیث حقیقته فهو مظهر العلم القدیر والارادة الازلية فلا ارادة له الا ارادة الحق تعالیٰ. (جواہر البحار، جلد ۳، ص ۲۶۲)

یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کامل کی حقیقت ہیں۔ آپ وہ ہیں کہ کوئی ممکن آپ کی قدرت سے خارج نہیں جیسا کہ آپ کے خالق کی قدرت سے کوئی ممکن خارج نہیں۔ تمام کاروبار کے خزانے حضور کے زیر فرمان ہیں اور تمام کاروبار کی کنجیاں حضور کے ہاتھ مبارک میں ہیں۔ جتنا چاہتے ہیں نازل فرماتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حق اور خلق کے درمیان برزخ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی مراد (گمراہی، ہدایت، کفر، ایمان وغیرہ) کو عباد اللہ میں جاری کرنے والے حضور ہی ہیں۔ درحقیقت حضور علم قدیم اور ارادہ ازلیہ کے مظہر ہیں۔ حضور کا ارادہ حق تعالیٰ کا ہی ارادہ ہے۔ (ﷺ)

۱۶۔ علامہ مولانا علی قاری حنفی زیر حدیث "الکرامة والمفاتیح یومئذ بیدی" فرماتے ہیں:

ومفاتيح كل خير يوم القيمة بتصر فى (مرقات جلد۵،ص۳۷۱)

قیامت میں ہر خیر کی کنجی میرے تصرف میں ہوگی۔

و كنيته ابو القاسم لانه يقسم الجنة بين اهلها

(شرح شمائل للمناوی جلد۲،ص۱۸۴)

حضور کی کنیت ابوالقاسم اس لئے ہے کہ آپ اہل جنت میں جنت تقسیم فرماتے ہیں۔

۱۸۔ **اذا المعنى (انا سيد ولد آدم) انا من يقضى حوائج جميع الناس فى الموقف ...... وقد كان صلى الله عليه وسلم يحب قضاء الحاجة وهو دابه فى الدنيا والاخرة ولله در الصرصرى فى قوله .**

الا يا رسول الله الا له الذى هدانا به الله فى كرتيه سمعت حديثا من المسندات يسر فؤاد النبيل النبيه وانک قد قلت فيه اطلبوا الحوائج عند حسان الوجوه ولم را احسن من وجهک الكريم فجد لى بما ارتجيه۔

امام صرصری نے کیا خوب فرمایا:

اے اللہ کے وہ رسول کہ جس کے سبب سے اللہ تعالیٰ نے ہم کو ہر میدان میں ہدایت عطا فرمائی' میں نے ایک حدیث سنی ہے جو نبیل نبیہ کے دل کو مسرور کر دیتی ہے۔ اس میں آپ نے فرمایا کہ حسین چہرے والوں (یعنی اولیاء اللہ) سے اپنی حاجات طلب کرو۔ میں نے تو وجہ انور سے بڑھ کر کوئی حسین چہرہ نہ دیکھا تو آپ مجھ پہ سخاوت فرمائیں کہ جس کا میں اُمیدوار ہوں۔

حدیث انا سید ولد آدم کا معنی یہ ہے کہ میں مؤقف میں (یعنی میدان حشر میں) تمام لوگوں کی حاجات کو پورا کروں گا اور حضور قضاء حاجت کو محبوب رکھتے۔ دنیا و آخرت

میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی دستور ہے۔

۱۹۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خلق عظیم کے مالک ہیں اور خلق عظیم کی ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ:

هو الجود بالكونين والتوجه الى خالقها (نورالانوار ص ۵)

کونین پہ سخاوت کرنا اور خالق کی طرف توجہ کرنا۔

۲۰۔ محدث مغرب شیخ عبداللہ صدیقی غماری مذکورہ احادیث لانے کے بعد لکھتے ہیں:

هذه الروايات الصحية تبين انه صلى الله عليه وآله وسلم يقسم بين امته ماهر زقهم الله من معارف و علوم و اموال و غير ها وليس قسمه عليه الصلوٰة والسلام خاصا بمال الفئى والمغانم بل هذا عام كماذ كرنا. (الاحادیث المنتقاہ فی فضائل رسول اللہ ۲۷)

صحیح روایات بتارہی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنی اُمت کے درمیان اللہ کا عطا فرمودہ رزق تقسیم کرتے ہیں۔ مثلاً علوم، معارف اموال وغیرہ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تقسیم صرف مال فئی اور غنیمت تک ہی محدود نہیں بلکہ عام ہے جیسا کہ ذکر ہوا۔

O...... کچھ لوگوں نے کہا یہ تقسیم مال غنیمت تک ہی محدود ہے ان کا رد کرتے ہوئے اور عطائے نبوی کے عموم پر دلائل دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

يوئد هذا العموم و يدكره امران الاولى قوله انما بعث قاسما وهو انما بعث لقسم ما اوتى من الهدى والنور والعلم والعرفان فاما قسم الفئى والمغانم فهوا مرثانوى انما حصل بعد فرض الجهاد والا مريقتال

**المشركين بعد الهجرة الثاني انه عليه الصلوٰة والسلام نهى غيره ان
يكتنى بابى القاسم و علل النبى بانه يقسم ولو كان المراد قسم الفئ
والمغائم لم يكن هذا النهى والتعليل معنى لان كل امام و خليفة يقسم
اللمغانم بين المجاهدين كما كان يفعل عمر و غيره من الخلفاء و ذلك
هوا المقرر فى الشرع فلوله انه عليه الصلوٰة والسلام اختص فى القسم
بشیء لم يشركه فيه غيره لم يكن للنهى معنى كماذ كرنا (ایضاً ۷۴۔۷۵)**

تقسیم کے عموم کی تائید وتاکید ان دوامور سے ہورہی ہے۔اوّل یہ ہے کہ آپ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے قاسم بنا کر بھیجا گیا ہے اور بلاشبہ آپ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم جن چیزوں کی تقسیم کیلئے مبعوث کئے گئے ہیں وہ ہدایت' نور' علم اور عرفان ہے
رہا مال غنیمت کا تقسیم کرنا تو وہ ثانوی امر ہے اور یہ عمل تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
ہجرت کے بعد اجازت جہاد کے بعد فرمایا۔دوسری دلیل یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے دوسروں کو ابوالقاسم کنیت رکھنے سے منع فرمایا اور اس پر دلیل یہ دی کہ میں تقسیم
کنندہ ہوں' تمہارا یہ مقام نہیں اگر مراد مال فئی اور غنیمت کی تقسیم ہی ہوتی تو اس سے منع
کرنے پر مذکورہ دلیل کا ہر امام وخلیفہ مجاہدین کے درمیان مال غنیمت تقسیم کرتا ہے جیسا
کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور دیگر خلفاء کیا کرتے بلکہ شریعت میں یہی اصول
ہے اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تقسیم ایسی نہیں جس میں کوئی دوسرا شریک نہ ہو تو پھر
کنیت سے منع کرنے کا کوئی معنی نہیں رہ جاتا جیسا کہ ذکر ہوا۔

۲۱۔ فریق مخالف کی اگر مذکورہ بالا حوالوں پہ نظر نہیں جچتی تو خاندانِ دہلوی کے ایک
حبر کی گواہی بھی سن لے۔شاید یہ دل میں اتر جائے۔شاہ ولی اللہ صاحب لکھتے ہیں:

وصلی علیک اللہ یا خیر خلقہٖ ویا خیر ما مول و یاخیر واھب

یعنی رحمت فرستد بر تو خدائے تعالیٰ اے بھترین خلقِ خدا واے بھترین کسے کہ اُمیدِوا داشتہ شود وے بھترین عطا کنندہ

اے بہترین خلق خدا اللہ تعالیٰ آپ پر رحمت بھیجے اور اے بہترین اُمید کئے ہوئے اور اے بہترین عطا فرمانے والے۔

یا خیر من یرجی الکشف زریۃ ومن جودہ قد فاق جود السحائب

یعنی و اے بھترین کسے کہ امیداو داشتہ شود برائے ازالہ مصیبتے واے بھترین کسیکہ سخاوت اور زیادہ است از باران بارھا

اور اے وہ بہترین کہ جن سے ازالہ مصیبت کے لئے اُمید کی جائے اور اے بہترین ان کے کہ جن کی سخاوت بارش سے زیادہ ہے۔

فاشھد ان اللہ رام خلقہ وانک مفتاح لکنز المواھب

یعنی گواھی می دھم کہ خدا تعالیٰ رحمت کنندہ بر بندگان خود است و تواے رسول خدا کلید گنج بخشش ھائے

(قصیدہ اطیب النغم ص ۲۲، مع الشرح)

ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر رحم کرنے والا ہے اور آپ اے رسولِ خدا بخششوں (نوازشوں) کے خزانہ کی چابی ہیں۔

مخالفین کی گواہیاں:

فریقِ مخالف اپنے گھر کی گواہیاں سن لے!......

ابن تیمیہ نے لکھا ہے:

اتانا (اللہ تعالیٰ) ببرکۃ رسالتہ و من سفارتہٖ خیر الدنیا والآخرۃ

اللہ تعالیٰ نے حضور کی رسالت کی برکت سے ہم کو خیر دنیا اور خیر آخرت عطا کی۔(الصارم المسلول،ص۲)

O...... نیز ابن تیمیہ نے لکھا ہے:

لیس فی الارض مملکۃ قائمۃ لا بنبوۃ اواثر نبوۃ وان کل خیر فی الارض فمن آثار النبوات (الصارم المسلول ص۲۵۰)

کوئی مملکت زمین میں قائم نہیں مگر نبوت یا اثر نبوت کی وجہ سے قائم ہے۔ زمین میں ہر خیر آثارِ نبوت سے ہے۔

O...... نیز ابن تیمیہ نے لکھا ہے:

ان جھۃ حرمۃ اللہ تعالیٰ ورسولہ جھۃ واحدۃ فمن آذی الرسول فقد آذی اللہ ومن اطاعہ فقد اطاع اللہ لان الامۃ لا یصلون ما بینھم و بین ربھم الا بواسطۃ الرسول لیس لاحد منھم طریق غیرہ ولا سبب سواہ و قد اقامہ اللہ مقام نفسہ فی امرہ و نھیہ و اخبارہٖ و بیانہ فلا یجوز ان یفرق بین اللہ ورسولہ فی شی ء من ھذہ الامور ۔(الصارم المسلول ص۴۱)

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی حرمت اور عزت انگ میئہ ایک ہی جہت سے ہے تو جس نے حضور کو ایذا دی اُس نے اللہ کو ایذا دی اور جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی فرماں برداری کی اُس نے اللہ تعالیٰ کی تابعداری کی۔اس لئے کہ اُمت تک جو چیز بھی رب کی طرف سے پہنچتی ہے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے پہنچتی ہے۔کسی کیلئے

بھی حضور کے راستہ کے سوا کوئی راستہ نہیں اور آپ کے سبب کے سوا کوئی سبب نہیں اور اللہ تعالیٰ نے امر اور نہی اور خبر دینے اور بیان کرنے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا قائم مقام مقرر فرمایا تو ان امور میں سے کسی ایک امر میں بھی اللہ اور رسول میں فرق کرنا ناجائز ہے۔

O...... ابن قیم نے لکھا ہے:

ان کل خیر نالتہُ امتہ فی الدنیا و الاخرۃ فانھا نالتہ علی یدہ صلی اللہ علیہ وسلم (زادالمعاد علی ہامش الزرقانی ۱/۳۷۳، مواہب لدنیہ وشرح ۲/۳۵۷، مدارج النبوت ۱/۳۲۴، مطالع المسرات ص ۳۳)

ترجمہ: دنیا و آخرت میں جو نعمت آپ کی اُمت کو ملی وہ حضور ہی کے ہاتھ سے ملی۔

O...... مولوی سرفراز گکھڑوی دیوبندی نے لکھا ہے:

''اُمت کو جو کچھ بھی ظاہری اور باطنی کامیابیاں نصیب ہوئی ہیں تو وہ آپ ہی کی بدولت اور آپ ہی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے عطا کی ہیں''۔ (دل کا سرور ص ۱۵۲)

O...... ''جو کچھ بھی ہے اور جتنا بھی ہے وہ حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی بدولت ہے اور آپ ہی کے واسطہ سے ہے''۔ (بانیٔ دارالعلوم دیوبند ص ۴۷، از سرفراز گکھڑوی دیوبندی)

O...... مزید لکھا ہے:

عرش پر گر فرش بھاری ہے تو ہے اس خاک سے
جس میں محوِ خواب ہے کون و مکاں کا تاجدار

(ایضاً: ص ۴۷)

O...... محمود الحسن دیوبندی نے لکھا ہے:

آپ اصل میں بعد خدا مالک عالم ہیں، جمادات ہوں یا حیوانات بنی آدم ہوں

یا غیر بنی آدم القصہ آپ اصل میں مالک ہیں۔ (ماخوذ از ادلہ کاملہ ص ۱۲)

O...... متعدد روایات میں یہ تصریح گزری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو خزانوں کی چابیاں عطا فرمادی ہیں ...... یہاں دیوبندیوں اور غیر مقلدوں کا تبصرہ ملاحظہ فرمائیں۔

O...... دیوبندیوں اور غیر مقلدوں کے امام مولوی اسماعیل دہلوی نے لکھا ہے:

جس کے ہاتھ میں کنجی ہوتی ہے قفل اسی کے ہاتھ میں ہوتا ہے جب چاہے تو کھولے جب چاہے نہ کھولے۔ (تقویۃ الایمان ص ۴۴، المکتبۃ السلفیۃ لاہور)

نتیجہ یہ نکلا کہ جب خزانوں کی چابیاں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہیں تو یقیناً ان کے تالے بھی آپ کے ہاتھ میں ہیں اور آپ کو اختیار ہے کہ جب چاہیں انہیں کھول کر جسے چاہیں، جتنا چاہیں عنایت فرمادیں۔ کیونکہ انہیں اس کا اختیار اور اذن حاصل ہے

O...... دیوبندیوں کے شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانی نے انا اعطیناک الکوثر کے تحت تسلیم کیا ہے کہ کوثر سے مراد خیر کثیر ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو کوثر دے کر ہر قسم کی دنیوی دولتیں اور حسی و معنوی نعمتیں عطا فرمادی ہیں ...... (تفسیر عثمانی ص ۷۸۸)

یعنی آپ کو دنیوی دولتوں اور حسی و معنوی نعمتوں کا مالک بنادیا گیا ہے۔

O...... مودودی بانی جماعت اسلامی نے لکھا ہے:

اس سے مراد کسی ایک خیر یا بھلائی یا نعمت کی نہیں، بلکہ بے شمار بھلائیوں اور نعمتوں کی کثرت ہے۔ (تفہیم القرآن ۲/۴۹۲ مطبوعہ لاہور)

O...... دیوبندی دھرم کے اشرف علی تھانوی نے لکھا ہے:

آپ کو تمام خزائن روئے زمین کے اور تمام شہروں کی کنجیاں عالم کشف میں

عطا کی گئی تھیں۔(نشر الطیب ۱۶۶، تاج کمپنی لاہور)

O...... یہی بات تھانوی کے مرید و خلیفہ مولوی مسیح اللہ نے ذکر النبی ص ۸۲ مطبوعہ لاہور پر تحریر کی ہے۔

O...... تھانوی کے دوسرے خلیفے عنایت علی نے یوں لکھا ہے:

شاہ کر دیتے ہیں پیغمبر گدا کو دیکھ کر
بخش دیتے ہیں خزانے بے نوا کو دیکھ کر

(باغ جنت ص ۳۱۶)

O...... محمود الحسن دیوبندی کے والد ذوالفقار دیوبندی قصیدہ بردہ شریف کے اشعار کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

۱۔ مجھ سے محتاج کی شفاعت آپ کو اس لیے دشوار نہیں ہے کہ بے شک دنیا اور اس کی سہولت جس کا دنیا کے ساتھ جمع ہونا محال ہے من جملہ آپ کی عطا کے ہے۔الخ

۲۔ اے بزرگ ترین مخلوقات یا اے بہترین رُسل بوقت نزول حادثہ عظیم و عام کے۔آپ کے سوا کوئی ایسا نہیں ہے جس کی پناہ میں، میں آؤں، صرف آپ ہی کا بھروسہ ہے۔(عطر الوردہ ص ۸۵)

حدیث صحیح انما انا قاسم اور مؤلف "دل کا سرور" کے شبہات

شبہ نمبر ۱: یہ خبر واحد ہے لہذا اثبات عقیدہ کیلئے نا کافی ہے۔

شبہ نمبر ۲: کتاب و سنت میں قاسمیت کا ثبوت بلکہ قاسمیت کی تخصیص اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔لہذا قرآن کے مقابلہ میں خبر واحد کا پیش کرنا بالکل نا جائز ہے۔

شبہ نمبر۳: قاسمیت میں عموم نہیں بلکہ صرف علم اور مال غنیمت کی تقسیم مراد ہے۔ محدثین نے اس حدیث کو باب العلم، باب غنیمت میں ذکر کیا ہے۔

شبہ نمبر۴: اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر چیز تقسیم فرماتے ہیں تو بدکاروں کو بدکاری تقسیم فرماتے ہیں۔ مخالفوں (کافروں، مشرکوں) پہ یہ فیاضی کہ ان کو مالی، ملکی وسعت عطا کی اور اپنوں (مسلمانوں) پہ یہ ستم کہ اُن کی بہو بیٹیاں کفار ومشرکین کے قبضہ میں ہیں اور مالی ملکی عطا سے بھی بے رُخی۔ (ملخصاً۔ از ''دل کا سرور'' صفحہ۱۱۴ تا ۱۲۳)

....

ازالہ شبہات مذکورہ

جواب شبہ نمبر۱: علی الاطلاق احاد کو باب عقائد میں ناکافی بتانا علم کلام، علم عقائد اور تحقیق سے بیگانگی کی دلیل ہے۔ بعض عقائد کا قطعیات پہ مدار اور بعض عقائد کیلئے ظنیات اور احاد قابل اعتبار، اگر زاغ کے شوربے سے فرصت ملے تو ملاحظہ ہو!...... نبراس شرح، شرح عقائد صفحہ۲۴، ۵۹۸، ۴۴۹، ۴۵۰۔

عقیدۂ قاسم مطلق کے اثبات کیلئے صحیحین وغیرہا کی یہ خبر صحیح بالکل کافی ووافی ہے۔

۲۔ علی سبیل التنزل۔ حضور کی قاسمیت میں عموم والا مسئلہ باب عقائد سے نہیں بلکہ باب فضائل سے ہے اور اثبات فضیلت ومنقبت کیلئے خبر واحد صحیح درکنار حدیث ضعیف بھی بالاتفاق قابل اعتبار۔ ملاحظہ ہو مرقات جلد۱، صفحہ۲۵۳۔

جواب شبہ نمبر۲: جن آیات اور احادیث میں اللہ تعالیٰ ہی کی تقسیم کا ذکر وثبوت ہے اس سے حقیقی، ذاتی، خود مختاری، غیر ماموری، غیر محکومی تقسیم مراد ہے اور ایسی تقسیم کا مالک ومتولی

ہم سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسی کو نہیں مانتے اور جن احادیث میں حضور کے قاسم ہونے کا ثبوت ہے۔اس تقسیم سے تقسیم ماموری' ماذونی' محکومی کا مالک ومتولی ہونا مراد ہے۔جس طرح آیت مثبتہ تقسیم ملائکہ فالمقسمات امرا دلائل مثبتہ تقسیم ربانی کے منافی نہیں۔اسی طرح احادیث مثبتہ تقسیم نبوی بھی ان کے منافی ومقابل نہیں۔فرشتے ماموروماذون من النبی ہو کر تقسیم کرتے ہیں (کیونکہ حضور خلیفۃ اللہ الاعظم ہیں) (خصائص کبریٰ ۲/ ۱۹۸) اور آپ العالمین نزیرا (الفرقان:۱۶) اور رحمۃ للعالمین (الانبیاء:۱۰۷) اور ارسلت الی الخلق کافۃ (صحیح مسلم ۱/ ۱۹۹) کی وجہ سے حاکم ومطاع جمیع خلق ہیں۔نیز تمام ملائکہ جبریل علیہ السلام کے محکوم ومطیع ہیں کیونکہ وہ ان سب کے رسول ہیں اور جبریل ومکائیل حضور علیہ الصلوٰہ والسلام کے دو آسمانی وزیر ہیں۔(ترمذی ۲/ ۲۰۸)

جبریل امین خادم دربانِ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم (سعدی) مطیع کا مطیع' مطیع ہوا کرتا ہے۔محکوم کا محکوم' محکوم ہوا کرتا ہے۔تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سلطان دارین اور سید الکونین ہیں۔اور حضرت علیہ الصلوٰہ والسلام ماموروماذون من اللہ ہو کر تقسیم فرماتے ہیں۔تقسیم ملائکہ درحقیقت تقسیم نبوی ہے اور تقسیم نبوی درحقیقت تقسیم ایزدی ہے کیونکہ حضور کا ہر قول وفعل وحی ہے۔ ان اتبع الا ما یوحی الی (الانعام:۵) اور آپ کی ہر ادا وحی کے مطابق ہے...... یہ تو تلخیص اور مختصر معانی پڑھنے والے طالب علم بنی امیر المدینۃ کو سامنے رکھ کر حل کر سکتے ہیں کہ ایک ہی فعل آمر وحاکم کی طرف بھی منسوب ہوتا ہے اور ماموروملحکوم کی طرف بھی۔عبد ماذون کا تصرف اس کے آقا ومولیٰ کا تصرف ہے۔وکیل کی جیت' ہار مؤکل کی جیت ہار ہوا کرتی ہے۔

تدبر فافهم ولا تكن من الغافلين المعاندين

جواب شبہ نمبر ۳: (۱) قاسمیت میں عموم ہے کیونکہ یہ مسلمہ اصول سے ہے کہ ایسی جگہ (مقام خطابی میں) مفعول، متعلق کا ذکر نہ ہونا، محذوف ہونا مفید عموم ہے۔ دیکھو تلخیص المفتاح صفحہ ۲۳، ۲۴، مختصر المعانی صفحہ ۱۶۸، ۱۷۵، مطول صفحہ ۱۶۵، ۱۷۶، ۱۷۹، جواہر البحار جلد ۲، ص ۱۵۰ عن المناوی۔

یہاں اس حدیث پاک میں بھی یعطی، المعطی اور قاسم، اقسم کا مفعول مذکور نہیں، جو مفید عموم ہے، تو اس قانون کی رو سے اس حدیث کا صحیح ترجمہ یہی ہوا کہ اللہ یعطی اللہ تعالیٰ ہی (ہر شے) عطا فرماتا ہے۔ وانا اقسم اور میں ہی (ہر شے) تقسیم فرماتا ہوں۔

۲۔ شراح محدثین نے بھی اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے عطا اور تقسیم میں عموم بیان فرمایا۔ علامہ ملا علی قاری حنفی فرماتے ہیں:

(فانی انما جعلت قاسما لا قسم بینکم) ای العلم والغنیمة و نحوهما ...... ویمکن ان تکون قسمة الدرجات والدرکات مفوضة الیه صلی الله علیه وسلم ولا منع من الجمع کما یدل علیه حذف المفعول لتذهب انفسهم کل المذهب و یشرب کل واحد من ذلک المشرب ...... بل لوحظ فی معنی القاسمیة باعتبار القسمة الازلیة فی اموار الدینیة والدنیویة فلست کاحدکم لا فی الذات ولا فی الاسماء والصفات (حاشیہ مشکوٰۃ ۴۰۷) قال الطیبی ...... لانه صلی الله علیه وسلم یقسم بین الناس من قبل الله تعالیٰ اما بوحی الیه و ینزلهم منازلهم التی یستحقونها فی الشرب والفضل وقسم الغنائم ولم یکن احدمنهم یشارکه فی هذا المعنی (مرقات شرح مشکوٰۃ جلد ۴، ص ۵۹۸)

O...... شیخ محقق اس حدیث کا یوں ترجمہ فرماتے ہیں:

"قسمت مے کنم میان شما از جانب حق وآں چہ وحی کردہ شدہ است بسوئے من وفرستادہ شدہ بر من از علم وعمل وے رسانم ہر یکے را آں چہ نصیب اوست و مستحق......است مرآنرا وے کنم ہر کس را در جائے کہ در مرتبہ اوست از فضل وشرف......وایں صفت در ہیچ کس جز من وجود ندارد وہیچ کس دریں صفت شریک من نبود"......

(اشعۃ اللمعات جلد ۴، ص ۴۴)

امام اوحد امجد محمد مہدی فاسی رضی اللہ عنہ رقمطراز ہیں جن سے علامہ شامی رد میں جگہ جگہ استناد کرتے ہیں:

قال صلى الله عليه وسلم انما انا قاسم والله يعطى واخرج الحاكم فى المستدرك عن ابى هريرة يرفعه انا ابو القاسم الله يعطى وانا اقسم و كان يوصل الى كل احد نصيبه الذى كتب له من الصدقات والمغانم وغيرها وهو خليفة الله فى العالم و واسطة حضرته والمتولى لقسمة مواهبه و واعطيته (جمع عطاء ۱۲ ف) فكل من حصلت له رحمة فى الوجود او خرج له قسم من رزق الدنيا والاخرة والظاهر والباطن والعلوم والمعارف والطاعات فانما اخرج له ذلك على يديه و بواسطته صلى الله عليه وسلم وهو الذى يقسم الجنة بين اهلها و لاجل هذا عدد من خصائصه صلى الله عليه وسلم انه اعطى مفاتيح الخرائن قال بعض العلماء و هى خزائن اجناس العالم فيخرج لهم بقدر ما يطلبون فكل ما ظهر فى هذا العالم فانما يعطيه سيدنا محمد صلى

اللہ علیہ وسلم الذی بیدہ المفاتیح فلا یخرج من الخزائن الالھیۃ شی
الا علی یدیہ صلی اللہ علیہ وسلم. (مطالع المسرات صفحہ ۲۴۶ مطبوعہ مصر وزاد
العید دوس ' وھو معنی اسم الخلیفۃ و خلیفۃ اللّٰہ جواہر البحار جلد ۲، ص ۳۵۴)
یعنی حضور علیہ والصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں ہی تقسیم فرمانے والا ہوں اور
اللہ تعالیٰ ہی عطا فرماتا ہے۔ امام حاکم مستدرک میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے
مرفوعا مخرج کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا میں ابوالقاسم ہوں۔ اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے
اور میں تقسیم فرماتا ہوں۔ حضور علیہ الصلوٰہ والسلام ہر ایک کو اس کا وہ حصہ جو صدقات اور
غنیمت وغیرہ سے مقدر ہو چکا تھا پہنچاتے رہتے ہیں اور حضرت الوہیت کا واسطہ ہیں اور
اللہ تعالیٰ کی بخششوں اور عطاؤں کی تقسیم کے متولی ہیں تو جس کسی کو اس وجود میں کوئی
رحمت ملی ہے یا جس کسی کو دنیا اور آخرت' ظاہر' باطن' علوم' معارف' طاعات سے جو رزق
ملا تو وہ بجز ایں نیست اس کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھوں اور آپ کے واسطہ سے
ملا اور حضور ہی ہیں جو مستحقین جنت میں جنت تقسیم فرماتے ہیں اور آئمہ کرام نے آپ
کے خصائص سے گنا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو (اللہ تعالیٰ کے) خزانوں کی چابیاں
عطا کی گئیں۔ بعض علماء نے (صراحتہً) فرمایا ان خزانوں سے اجناس عالم کے خزانے
مراد ہیں تو حضور ہر ایک کو اس کی طلب کے مطابق عطا فرماتے ہیں تو جو کچھ (یعنی ہر
نعمت) اس جہان میں ظاہر ہو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا عطیہ ہے جن کے پاس (اللہ
تعالیٰ کے خزانوں کی) چابیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے خزانوں سے کوئی چیز کسی کو نہیں ملتی مگر
حضور ہی کے ہاتھوں سے ملتی ہے۔
مسلمانو!...... دیکھا آپ نے حدیث قاسمیت میں کتنا عموم ہے۔ ہر شے

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھوں سے تقسیم ہو رہی ہے۔ حضور قاسم مطلق ہیں۔

عالم ربانی عارف صمدانی (اُستاذی) سیدی ومولائی ووالدی حضرت قبلہ مولانا محمد ظریف صاحب فیضی دام رضاہ علی لامۃ نے کیا خوب فرمایا ہے:

قاسم مطلق ہے تو یا رحمۃً للعالمین

بخشش ورحمت کی دولت آپ کے قدموں میں ہے

ناظرین ایک صاحب کہ جس نے عموم حدیث کو دیکھتے ہوئے یہ جملہ لکھا "کائنات میں آپ قاسم نعم الٰہی ہیں۔ اس پہ خود حدیث شاہد ہے"۔ اس پر محرر مذہب وہابیہ یوں برسے ہیں: کون سی حدیث، کن الفاظ سے اور کہاں۔ اس میں نعم الٰہی کا ذکر۔ مگر سچ ہے کہ:

ع...... بے حیا باش ہر چہ خواہی کن

(دل کا سرور صفحہ ۱۲۳)

طابق النعل بالنعل

ان کی خدمت میں گذارش ہے

انما انا قاسم واللہ یعطی۔

حذف مفعول سے۔ حذف مفعول میں۔ مگر سچ ہے کہ مصرع کی بجائے مکمل بیت ملاحظہ فرماویں۔

مبیں اُصول و شروع روسیاہی کن

بے حیا باش ہر چہ خواہی کن

باقی رہا یہ شبہ کہ محدثین نے اس حدیث کو چونکہ باب علم اور باب غنیمت میں ذکر کیا ہے۔ لہذا اس سے علم اور غنیمت کی تقسیم مراد ہے تو جواباً عرض ہے کہ اولاً جن حضرات نے حضور

کی قاسمیت کے عموم پر نص فرمائی ہے کیا ان کو چودھویں صدی کے ایک چالاک مؤوّل ملاں کے برابر اتنا علم نہیں تھا کہ محدثین نے تو اس حدیث کو مخصوص بابوں میں ذکر کیا ہے اور کسی حدیث کو مخصوص باب میں ذکر نا کرنا اس کے عموم کے منافی ہے۔

ثانیاً: محدثین نے اس حدیث کو صرف باب علم اور باب غنیمت ہی میں ذکر نہ فرمایا بلکہ اور بھی بہت بابوں میں حضور کی قاسمیت والی احادیث موجود و مذکور ہیں۔اسی لئے تو خصم بہت چالاکی کے باوجود بھی ان چیزوں کی تعیین نہ کر سکا اور ان اجناس کا حصر و احاطہ نہ کر سکا جن سے حضور کی تقسیم کو تعلق ہے۔ خصم کا جگہ جگہ دو' تین اجناس بتقسیم سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام ذکر کر کے لفظ''وغیرہ'' کا بڑھانا۔(دل کا سرور ۱۲۰ تا ۱۲۲)

اس کا بین ثبوت ہے کہ حضور صرف میری معدودہ اجناس کو ہی نہیں تقسیم فرماتے بلکہ اس کے علاوہ اور چیزیں بھی تقسیم فرماتے ہیں۔

ثالثاً: یہ کس آیت اور حدیث صحیح میں وارد ہوا کہ وہ نصوص جن میں عموم ہو کسی خاص باب یا خاص ابواب میں مذکور ہونے کی وجہ سے مخصوص ہو جایا کرتی ہیں۔اُن کا عموم ختم ہو جاتا ہے۔باقی رہا خصم کا یہ کہنا کہ''رزق تقسیم کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اس میں کسی دوسری ذات اور ہستی کو کوئی دخل نہیں''(دل کا سرور صفحہ ۱۲۲)

تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہم بھی باعتبار حقیقت کے رزق (کیا بلکہ ہر چیز کے) تقسیم کرنے والا اللہ تعالیٰ ہی کو مانتے ہیں اور کسی کو اس میں شریک نہیں سمجھتے۔باقی رہا ماذونی طور پر رزق تقسیم کرنا (فریق مخالف اسی کی نفی کرنا چاہتا ہے) یہ تو حضور سید المرسلین اور فرشتوں کیلئے ثابت ہے۔ابن تیمیہ مشدد کے شاگرد خاص ابن کثیر کے حوالہ

سے یہ حدیث مذکور ہوئی۔ اللہ یرزق وانا اقسم اور فالمقسمات امرا کی تفسیر میں کتب تفاسیر سے یہ جملہ مذکور ہوا۔ الملائکۃ...... تقسیم الارزاق اور خود فریق مخالف کے گھر سے یعنی مولوی عثمانی صاحب سے بحوالہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم یہ گواہی ملی کہ "فرشتے رزق تقسیم کرتے ہیں"۔

یوں نظر دوڑا نہ برچھی تان کر
اپنا بے گانہ ذرا پہچان کر
ع...... اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

سنیو! ان سے پوچھو کہ عثمانی صاحب سچے یا گکھڑوی صاحب بقول ثانی اوّل مشرک ہوئے یا نہ یا بقول اوّل ثانی کا دعویٰ غلط ہوا یا نہ۔

من نگویم کہ ایں بکن آں کن
مصلحت بیں و کار آساں کن

جواب شبہ نمبر ۴: حضور علیہ الصلوٰہ والسلام تو مامور و ماذون من اللہ ہو کر تقسیم فرماتے ہیں۔ اس محبوب خدا کی تقسیم پہ اعتراض درحقیقت ان کے آمر اور اذن عام دینے والے مولیٰ پر اعتراض ہے جس نے یہ کھلی چھٹی دے رکھی ہے اور جو نبی کی ہر تقسیم اپنے امر اور حکم اور وحی سے کراتا ہے۔ (کیونکہ حضور معصوم ہیں) نیز یہی اعتراض اس وقت یاد نہیں آتا جبکہ اللہ تعالیٰ کو ہر چیز کے تقسیم کرنے والا مانتے ہو۔ یہ مانا کہ اللہ تعالیٰ کسی حکم اور قانون کا پابند نہیں لیکن جو تقسیم حضور علیہ الصلوٰہ والسلام کے لئے زیب نہیں دیتی رب قدوس سبحان کیلئے کیسے سجتی ہے؟...... نیز حضور جس کے حکم کے پابند ہیں اُس کے حکم اور

ارادے کے مطابق تو تقسیم فرماتے ہیں پھر اعتراض کیسا۔ نیز اعتراض اگر حضور کی قاسمیت عامہ کی طرف راجع ہوسکتا ہے تو اس جیسا اعتراض قاسمیت خاصہ اگر چہ صرف تقسیم علم کو ہی لو تو اس کی طرف بھی راجع ہوسکتا ہے تو **ما جوابکم فهو جوابنا** کاش فریق مخالف کا یہ عیار خصم اپنی کتاب کی ایک دو عبارات پہ نظر کرتا تو یہ اعتراض ہرگز نہ کرتا۔ وہ عبارات یہ ہیں:

علامہ عزیزی مناوی کے حوالہ سے اس کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فلا تنكروا التفاضل اى كونى افضل بعضكم على بعض فانه بامر الله ...... یعنی اگر میں تم میں سے بعض کو کم اور بعض کو زیادہ دیتا ہوں تو یہ قابل انکار امر نہیں کیونکہ میں خدا کے حکم سے ایسا کرتا ہوں۔

(شرح جامع الصغیر جلد۲، ص ۴۷)

اور علامہ الحفنی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

اقسم بينكم ما امرني الله بقسمته ...... (ہامش عزیزی جلد۲، ص ۴۷)

میں تمہارے درمیان وہی تقسیم کرتا ہوں جس کا مجھے اللہ حکم دیتا ہے۔

(دل کا سرور ص ۱۲۱)

ع ...... چاہ کن را چاہ در پیش

یہ بطور اختصار مخالف کے شبہات کا رد ہے۔ **هكذا ينبغى التحقيق والله تعالىٰ ولى التوفيق ما فى الصدر و النظر** تفصیلی رد یہ اُکساتا ہے۔ لیکن اب حالات اجازت نہیں دیتے اگر توفیق ایزدی شامل حال رہی تو خصم کی ساری پونجی کا جائزہ لیا جائے گا۔

احادیث عطاء مفاتیح الخزائن پہ فریق

مخالف کے اعتراضات اور اُن کے جوابات

سوال: قل لا اقول لکم عندی خزائن الله (قرآن شریف)

جواب:۱۔ قول اور دعویٰ کی نفی اصل شے کی نفی کو مستلزم نہیں۔ دعویٰ نہ کرنا اور ہے اصل چیز کا نہ ہونا اور ہے۔

۲۔ تواضعا نفی فرمائی (خازن جلد۲،ص ۱۷، جمل جلد۲،ص ۳۲)

احادیث میں بطور تحدیث نعمت ثبوت ہے۔

۳۔ خزائن اللہ سے اللہ تعالیٰ کے مقدوراتِ ممنوعہ مراد ہیں۔ (مفردات راغب صفحہ ۱۴۶، تفسیر مظہری جلد۳،ص ۲۶۵)

۴۔ خزائن اللہ محدود و متناہی نہیں جن کا کوئی احاطہ کر سکے تو تمام خزائن غیر محدودہ و غیر متناہیہ کی نفی سے بعض (مثبت فی الحدیث) کی نفی نہیں ہوتی۔

۵۔ قبل از عطا کی نفی ہے۔

۶۔ خزائن اللہ سے قدرت خداوندی مراد ہے۔

فالمعنی لیس عندی خزائن قدرتہٖ (قرطبی جلد۲،ص ۴۳۰)

۷۔ ای لا ادعی ان خزائن مقدوراتہٖ تعالیٰ مفوضة الی اتصرف فیھا کیف یشاء استقلا لا . (روح البیان جلد۲،ص ۱۵۱)

یعنی میرا یہ دعویٰ نہیں ہے کہ میرے پاس مقدورات باری تعالیٰ کے خزائن ہیں اور میں بالاستقلال ان میں جیسے چاہوں تصرف کراتا ہوں۔

سوال:له مقالید السموات والارض (پارہ۲۴،زمر، پارہ۲۵،شوریٰ)

ان من شـی ء الا عـنـدنـا خـزائـنـه

ولـلـه خـزائـن السموات والارض

جواب: مالک حقیقی کیلئے ذاتی ملکیت کا ثبوت عطا کی نفی کو مستلزم نہیں ورنہ دیابنہ (فریق مخالف) کی مملوکہ مقبوضہ چیزیں بعض قرآن ولـه ما فی السموات والارض ان کی ملکیت سے خارج متصور ہوں گی۔

سوال: عطاء مفاتیح خزائن فتح بلاد سے استعارہ و کنایہ ہے۔ بقول نووی وعزیزی و بحدیث رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

جواب: جب احادیث کے الفاظ کا معنی ومطلب بالکل صاف وصریح ہے۔صرف لفظی ترجمہ سے مطلب واضح ہے تو کسی اور کا بیان کردہ معنی اور مطلب (جو احادیث عبارت النص کے صاف صریح ظاہری معنی سے پھیرتا ہے) کیونکر حجت ہوسکتا ہے۔(ہکذا قال خصمنا ''دل کا سرور'' ص۱۵۲،۱۵۳)اور آخر بعض شراح محدثین نے بھی صراحتہ مذکورہ احادیث کے صریحی معنی ومطلب کی تاکید کی ہے۔(عبارات آئمہ کرام عنقریب پیش ہوں گی، بعض گزر چکی ہے)

نووی کی عبارت فریق مخالف کے موافق نہیں بلکہ مخالف ہے۔ارے خدا کے بندے تم جن کے آقا و مولیٰ کیلئے خزائن ارض کی ملکیت نہیں مانتے (بلکہ تمہارا بڑا تو یوں لکھ گیا ''جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں'' (تقویۃ الایمان ص۱۴۲) امام نووی تو ان کے غلاموں کیلئے خزائن ارض کی ملکیت مان رہے ہیں۔ بغور ملاحظہ ہو

ان امتہ تملک خزائن الارض سچ ہے (سرکار کی اُمت زمین کے خزانوں کی مالک ہے) فرمن المطر و قام تحت المیزاب ۔غلام تو خزائن ارض کے مالک ان کے آقا فارغ۔

یہی امام نووی ایک مقام پہ اسی حدیث کی شرح یوں فرماتے ہیں: قال العلماء ھذا محمول علی سلطانھا و ملکھا و فتح بلادھا واخذ خزائن اموالھا. (نووی شرح مسلم جلد۲،ص ۲۴۵)

علماء نے بیان کیا ہے کہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ آپ کو زمین کی سلطنت، ملکیت، شہروں کی فتوحات اور زمین کے اموال کے خزانے ملیں گے۔

عزیزی کی عبارت تو دیکھی اوپر علامہ حفنی کی شرح حدیث مذکور بھی ملاحظہ فرما لیتے تو ہمارے بیان کردہ مطلب جو درحقیقت عبارات النص احادیث کا واضح اور صاف وصریح مطلب ہے۔اس کی تغلیط نہ کرتے۔ملاحظہ ہو علامہ حفنی فرماتے ہیں:

ویحتمل ان المراد جمیع الارض لا خصوص بلاد الکفار ای ان جمیع ما فی ایدی الناس ملکہ اللہ ایاہ صلی اللہ علیہ وسلم

(ہامش السراج المنیر جلد۱،ص ۲۴۵)

اعطیت مفاتیح الارض والی حدیث میں اس بات کا بھی احتمال ہے کہ اس سے ساری زمین مراد ہے نہ صرف کفار کے شہر یعنی جو کچھ لوگوں کے ہاتھوں میں (ملکیت میں) ہے اس تمام کے تمام کا اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو مالک بنا دیا۔

باقی رہا یہ کہنا کہ خود حضور نے حدیث عطاء مفاتیح کی تشریح وتفسیر فتح بلاد سے کی ہے کس حدیث میں کن الفاظ اور کہاں اس میں یہ ذکر ہے کہ احادیث عطاء مفاتیح ارض

اور مقالید دنیا فتح بلاد سے استعارہ وکنایہ ہیں۔ مگر سچ ہے کہ:

ع...... بے حیا باش ہر چہ خواہی کن

اور سچ فرمایا حضور محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے **من کذب علی معتمد فلیتبوا مقعده من النار**۔ (مسلم جلد ا، ص ۷)

بہرحال احادیث مفاتیح سے مفاتیح حقیقی کی عطا مراد ہے۔ اس مطلب کی تغلیط کرنا الفاظ حدیث اور آئمہ محدثین سے بغاوت کی دلیل ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی حنفی حدیث **وانی قد اعطیت مفاتیح خزائن الارض** کے ماتحت رقمطراز ہیں:

واما درخزائن معنوی مفاتیح آسمان و زمین و ملك و ملکوت است تخصیص زمین ندارد۔ (اشعۃ اللمعات جلد ۴، ص ۶۰۵)

یعنی خزائن معنوی میں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آسمان، زمین، ملک، ملکوت کی چابیاں عطا ہوئیں صرف زمین کی تخصیص نہیں۔

علامہ شہاب الدین خفاجی حنفی حدیث صحیح **مفاتیح خزائن الارض** اور حدیث مقالید الدنیا نقل فرمانے کے بعد رقمطراز ہیں:

و مثله ثابت من طریق عدیدة وهذا ایدل علی ان الله تعالیٰ اعطاه ذالک حقیقة . (نسیم الریاض جلد ا، ص ۴۷۱)

یعنی اور اس کی مثل بہت سے طریقوں سے ثابت ہے اور یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ خزانوں کی یہ عطا عطاء حقیقی ہے (نہ یہ کہ صرف فتح بلاد سے کنایہ ہے)

علامہ علی قاری حنفی **فوضعت فی یدی** کی شرح کرتے ہیں:

اے فی تصرفی و تصرف امتی (شرح شفاء جلد۱،ص۴۷۱)

یعنی خزائن میرے اور میری اُمت کے تصرف میں ہیں۔

سوال: خزانوں کی چابیاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پیش تو ضرور ہوئی ہیں لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو قبول نہ فرمایا بلکہ ردّ فرمایا۔

جواب: اس کا جواب علامہ شہاب الملت والدین خفاجی حنفی رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی سنئے مفاتیح خزائن الارض والی حدیث کے ماتحت رقمطراز ہیں:

وفی المواهب اللدنیة انها خزائن من اجناس العالم بقدر ما یطلبون فان الاسم الا لهی لا یعطیه الا محمداً صلی الله علیه وسلم الذی بیده مفاتیح الغیب التی لا یعلمها الا هو ...... والقول بان المراد العناصر و ما یتولد منها وانه لم یقبل ذلک تعسف و کونه صلی الله علیه وسلم لم یقبله یاباه عده خاصیة له قبله فان عطاء الکریم لا یلیق رده (نسیم الریاض جلد۲،ص۲۰۹)

یعنی مواہب لدنیہ میں ہے کہ ان خزائن سے اجناس عالم کے خزانے مراد ہیں کہ جس قدر لوگ طلب کرتے ہیں تو اسم الٰہی جس کے ہاتھ میں مفاتیح غیب ہیں جن کو (ذاتی) طور پر اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ لوگوں کی مطلوبہ چیزیں تو محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی عطا فرماتا ہے اور یہ قول کہ ان سے عناصر اور ما یتولد من العناصر مراد ہے اور حضور نے ان خزانوں کو قبول نہ کیا۔ یہ تعسف ہے حضور کا اس عطاء خزائن کو اپنی خصوصیات میں گننا عدم قبول کا انکار کرتا ہے بلکہ حضور نے یہ خزانے قبول فرمائے۔ کریم

کی عطا کو رد کرنا نالائق نہیں۔

علاوہ ازیں الفاظ احادیث اعطیت ‘فوضع فی یدی‘ فوضعت فی یدی‘ اوتیت وغیرہ مثلہ پر غور ہو تو یہ اعتراض سرے سے ھباء منثورا ہو جاتا ہے۔

ان دلائل سے عالم سنیت میں ایمان افروز بہار آجاتی ہے لیکن بیچاری وہابیت اپنے مصنوعی دھرم کو گرتا دیکھ کر پگھلنے لگ جاتی ہے۔ محبوس بلی کی طرح اُچھلتی ہے‘ کودتی ہے‘ کبھی شاخیں نکالتی ہے‘ کبھی پنجے مارتی ہے لیکن اس صحیح حدیث کے صاف صریح الفاظ کی سلاخیں اور مزید برآں علامہ ملا علی قاری اور شیخ محقق کی تشریحانہ الفاظ کی میخیں اس بیچاری کو نکلنے نہیں دیتیں‘ کبھی کہتی ہے کہ صحیح مسلم اور نسائی شریف کے الفاظ کو میرا سلام میں ہدایہ نہایہ کی طرف جاتی ہوں‘ کبھی کہتی ہے کہ شیخ محقق اور ملا علی قاری غیر معصوم شخصیتوں کی لغزشوں کا نام ایمان نہیں۔ یہ علماء کی غلطیاں اور لغزشیں ہیں۔ اری مظلومہ!...... جب آئمہ محدثین کے تشریحانہ و تفسیرانہ کلمات و عبارات لغزشیں ہیں‘ جو ہزاروں لاکھوں کے مقتدا دمستند ہیں‘ تو تیری کون سنتا ہے جا جہنم میں۔ تیری بات جو آئمہ محدثین اور الفاظ حدیث کے مخالف ہے اس کو ردّی کے ٹوکرے میں ڈال کر آگ لگا دے۔ اس صحیح حدیث پاک کی شرح میں۔

علامہ امام ملا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ رحمۃ اللہ علیہ کے ایمان افروز باطل سوز کلمات طیبات:

و یوخذ من اطلاقه علیه الصلوٰة والسلام الامر بالسوال ان الله تعالیٰ مکنه من اعطاء کل ما اراد من خزائن الحق ...... وذکر ابن سبع فی خصائصه وغیره ان الله تعالیٰ اقطعه ارض الجنة یعطی منها ما شاء

لمن یشاء ۔(مرقات شرح مشکوٰہ جلد ا، ص ۵۵۰)

یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مانگنے کا حکم مطلق دیا اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ اللہ عزوجل نے حضور کو قدرت بخشی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں سے جو کچھ چاہیں عطا فرمائیں (پھر لکھا) امام ابن سبع وغیرہ علماء نے حضور کے خصائص کریمہ میں ذکر کیا ہے کہ جنت کی زمین اللہ عزوجل نے حضور کی جاگیر کر دی ہے۔(آپ کے نام الاٹ ہو چکی) اس میں سے جو چاہیں جس کیلئے چاہیں بخش دیں۔

○...... شیخ المحدثین سند المحققین، مجدد مائۃ حادی عشر، امام شیخ عبد الحق محدث دہلوی حنفی متوفی ۱۰۵۲ھ رضی اللہ عنہ اور مقتداء وہابیت میاں صدیق حسن بھوپالی غیر مقلد اس حدیث کا معنی اور مطلب بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

(فقال لی سل) پس گفت آں حضرت مرا بطلب هرچه می خواهی از خیر دنیا و آخرت ...... واز اطلاق سوال که فرمودسل بخواه تخصیص نکرد بمطلوبے خاص معلوم مے شود که کار همه بدستِ همت وکرامت اوست صلی الله علیه وسلم هرچه خواهد هر کراخواهد باذن پروردگار خود بدهد

یعنی حضرت ربیعہ نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھ سے زیادہ دنیا اور آخرت کی جو خیر چاہے مانگ اور اطلاق سوال سے جو فرمایا سل مانگ کسی مطلوب خاص سے تخصیص نہ کی معلوم ہوتا ہے تمام کام حضور کے ہاتھ میں ہیں جو چاہیں جس کیلئے چاہیں اللہ تعالیٰ کے اذن سے عطا فرماتے ہیں۔

بیت

فان من جودک الدنیا و ضرتها

ومن علوم علم اللوح والقلم

دنیا اور آخرت یارسول اللہ آپ کے جود وسخا سے کچھ حصہ ہے اور لوح وقلم کا علم آپ کے علوم سے کچھ حصہ ہے۔

بیت

اگر خیریت دنیا و عقبیٰ آرزو داری بدرگاهش

بیائو هر چه مے خواهی تمنا کن

(اے مسلمان) اگر تو دنیا اور آخرت کی خیریت کی آرزو رکھتا ہے تو حضور کی بارگاہ میں حاضر ہو جو جی میں آئے مانگ۔

(اشعۃ اللمعات جلد ۱، ص ۳۹۶، واللفظ لہ نحوہ فی مسک الختام شرح بلوغ المرام لبھوپالی جلد ۱، ص ۵۲۱)

(ماخوذ از مقام رسول صلی اللہ علیہ وسلم از علامہ فیضی)

☆☆=============☆☆

خالق کل نے آپ کو مالک کل بنا دیا
دونوں جہاں ہیں آپ کے قبضۂ و اختیار میں

محبوب خدا ﷺ کے خزائن الٰہی کے مالک ہونے پر لاجواب مجموعہ احادیث

بنام

القول المبین

فی

اثبات مفاتیح الخزائن بایدی سید المرسلین

یعنی

اللہ کے خزانوں کے مالک ہیں نبی سرور ﷺ

ازافادات:

ابوالحقائق علامہ غلام مرتضیٰ ساقی مجددی
دامت برکاتہم العالیہ

مرتب:

صاحبزادہ عطاء المصطفیٰ جمیل ساقی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مولای صل وسلم دائما ابدا
علی حبیبک خیر الخلق کلھم

❁❁❁

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محبّ میں نہیں میرا تیرا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سخنہائے گفتنی

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خزائن الٰہی کے مالک' مختار اور ان میں تصرف کے ماذون و مجاز ہیں' کیونکہ آپ کو بارگاہ خداوندی سے جملہ خزانوں کی چابیاں حاصل ہیں بلکہ سرخ و سفید خزانے بھی آپ کو دے دیئے گئے ہیں۔

چونکہ آپ حبیب خدا بھی ہیں اور محبّ و محبوب کے درمیان میرے تیرے کا فرق نہیں ہوتا...... محبّ اپنے محبوب سے کچھ چھپا نہیں رکھتا' بلکہ اس کی یہی آرزو ہوتی ہے کہ میں اپنے پیارے کو اتنا دوں' اتنا دوں کہ وہ راضی ہو جائے۔

اسی تقاضۂ محبت کو ادا کرتے ہوئے خالق دو جہاں جل جلالہٗ نے بھی اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو دوٹوک فرما دیا...... پیارے......!

ولسوف یعطیک ربک فترضٰی (الضحیٰ' ۵)

تیرا رب تجھے اس قدر عطا فرمائے گا کہ تو خوش ہو جائے گا

اور پھر اعلان فرما دیا:

انا اعطیناک الکوثر (الکوثر' ۱)

محبوب! ہم نے تجھے ''کوثر'' عطا فرما دیا ہے۔

کوثر کا ایک معنی ہے ''بے حد و بے حساب''، تو معنی یہ ہوا حبیب!...... ہم نے تجھے اتنا عطا فرما دیا ہے کہ کائنات میں کوئی مخلوق اس کا اندازہ اور حساب نہیں لگا سکتی۔

میں نے کل خزانے اور ان کی چابیاں تجھے عطا فرما دی ہیں

جیسا کہ پیش نظر مقالہ میں دلائل قاصرہ سے واضح کر دیا گیا ہے

اسی حقیقت کی ترجمانی کرتے ہوئے فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے خوب کہا:

؎ خالق کل نے آپ کو مالک کل بنا دیا

دونوں جہاں ہیں آپ کے قبضہ واختیار میں

مزید فرماتے ہیں:

؎ میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب

یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

اسماعیل دہلوی کا فیصلہ کن بیان:

پیش نظر مقالہ میں سینکڑوں احادیث مبارکہ کی واضح اور صریح عبارات سے یہ مسئلہ آفتاب نیمروز کی طرح عیاں ہو جاتا ہے کہ خدائے لم یزل جل وعلاق نے اپنے محبوب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو زمین کے خزانے، خزانوں کی چابیاں، ہر شی کی کنجیاں، سرخ و سفید خزانے اور مختلف ممالک کی چابیاں عطا فرما کر اپنے تمام خزانوں کا مالک بنا دیا ہے۔

اور یہ بات ہر صاحب شعور اور دانشمند جانتا ہے کہ جسے خزانے دیئے جائیں اور ساتھ ان کی چابیاں بھی عطا کر دی جائیں تو اس کا واضح مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ شخص مالک ومختار ہے، اب اس کی مرضی ہے کہ جسے جو چاہے اور جتنا چاہے عنایت کر دے۔

اس حقیقت کا اعتراف دیوبندی اور غیر مقلد حضرات کے مسلم ومتفق علیہ پیشوا مولوی اسماعیل دہلوی قتیل نے بھی یوں کیا ہے...... لکھا ہے:

"جس کے ہاتھ میں کنجی ہوتی ہے قفل (تالا) اسی کے ہاتھ میں ہوتا ہے، جب چاہے تو

کھولے جب چاہے نہ کھولے"۔ (تقویۃ الایمان ص ۴۴، مطبوعہ مکتبہ سلفیہ لاہور)

تو جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان صداقت نشان نے ارشاد فرمادیا کہ اللہ تعالیٰ نے تمام خزانوں کی چابیاں مجھے عطا فرمادی ہیں، تو اب کہنے دیا جائے کہ "خزانوں کی چابیاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھوں میں ہیں، تو ان کے تالے بھی آپ کے ہی مبارک ہاتھوں میں ہیں۔ لہذا آپ جب چاہیں تو کھولیں اور جب چاہیں نہ کھولیں اور اپنے غلاموں، نیازمندوں، گداگروں اور چاکروں کو جب چاہیں، جتنا چاہیں اور جو چاہیں عطا فرمائیں، منکرین کو اس پر سیخ پا نہیں ہونا چاہیئے"۔

اور زیر نظر مقالہ میں ہی متعدد روایات ایسی ہیں جن میں تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود کو خازن (خزانوں والا) اور قاسم (مخلوق میں مال و دولت اور ضروریات کو بانٹنے والا) فرمایا ہے۔

اور متعدد ایسی احادیث مبارکہ ہیں جن میں آپ نے لوگوں کو خود اپنے آپ سے مانگنے کی ترغیب و توجہ دلائی۔

جیسا کہ حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ سے فرمایا

"سل" (مسلم ۱/۱۹۳)

یعنی ربیعہ جو چاہے مانگ لے

اور ایک اعرابی سے فرمایا:

"سل ما شئت یا اعرابی" (مجمع الزوائد ۱/۱۷۱)

اے اعرابی جو جی میں آئے مانگ لے!

مزید ایک موقع پر فرمایا:

فاحتکم ما شئت (ابن حبان ۲/۴۳۲، المستدرک ۲/۴۰۴)

جس شے کو چاہے، پکا کرلے۔

ظاہر ہے کہ کسی کو بغیر قید و شرط کے مانگنے کی کھلی اجازت وہی دے سکتا ہے جو ہر چیز کا مالک و مختار اور ماذون ہو۔ لہٰذا یہ حقائق پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ:

؎ خالق کل نے آپ کو مالک کل بنا دیا

دونوں جہاں ہیں آپ کے قبضہ و اختیار میں

ایک اشکال اور اس کا جواب:

بعض حضرات یہاں پر یہ اشکال پیش کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خزانے واپس کر دیئے تھے، جس کا مطلب یہ ہے کہ اب آپ کے پاس خزانے نہیں ہیں۔

یہ اشکال بالکل غلط ہے اور ہمارے پیش کردہ دلائل پوری مضبوطی سے اس کا رد کر رہے ہیں۔

اگر آپ نے خزانے واپس لوٹا دیئے تھے تو جگہ جگہ اپنے آپ کو خازن (خزانچی) اور قاسم (بانٹنے والا) کیوں باور کرایا گیا ہے؟...... کیا خزانچی (خازن) بغیر خزانوں کے بھی ہو سکتا ہے اور کیا جس کے پاس کچھ بھی نہ ہو اسے بھی تقسیم کرنے والا (قاسم) کہا جا سکتا ہے؟ جب یہ دونوں باتیں غلط ہیں تو ثابت ہوا کہ آپ کے پاس خزانے ہیں، اس لئے خزانچی و خازن ہیں اور آپ تقسیم بھی کرتے ہیں اس لئے آپ قاسم و تقسیم کنندہ ہیں۔

ہمارے اسی مقالہ میں بیسیوں ایسی روایات ملیں گی، جن میں یہ الفاظ موجود ہیں۔

اعطیت (مجھے دے دیئے گئے)

اوتیت (مجھے دے دی گئیں)

وضعت فی یدی (میرے ہاتھوں میں رکھ دی گئیں)

وضع فی یدی (خزانے میرے ہاتھ میں رکھ دیئے گئے)

جن کا واضح مطلب ہے کہ خزانے اور ان کی چابیاں واپس نہیں گئیں بلکہ آپ کو عطا کر دی گئیں، دے دی گئیں اور آپ کے ہاتھوں میں رکھ دی گئیں ہیں۔

انبیاء کے خواب وحی الٰہی ہیں:

بعض حضرات کی طرف سے یہ شوشہ بھی چھوڑا جاتا ہے کہ "خزانوں کی چابیاں" ملنے کا واقعہ بیداری کا نہیں بلکہ خواب کا واقعہ ہے۔لہٰذا دلیل نہیں بن سکتا، ایسے لوگوں کیلئے گذارش ہے کہ یہ خواب کسی ایرے غیرے کا نہیں کہ جس کا کوئی اعتبار نہ ہو، بلکہ یہ امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب ہے......اور نبیوں کا خواب وحی الٰہی ہوتا ہے......جیسا کہ حضرت عبید بن عمرو فرماتے ہیں:

رؤیا الانبیاء وحی (بخاری ۱/ ۲۵، کتاب الوضوء باب فی الوضوء)

یعنی انبیاء کرام علیہم السلام کے خواب وحی خداوندی ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ اگر خواب کی بات معتبر نہیں تو اذان بھی ترک کر دیں چونکہ وہ بھی خواب میں ہی ملی تھی۔

اگر جواب یہ دیں کہ چونکہ اس کی تائید حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیداری میں کر دی تھی، لہٰذا وہ حجت ہے......تو عرض ہے کہ یہ احادیث بھی حضور اکرم

صلی اللہ علیہ وسلم نے بیداری میں، جاگتے ہوئے ہی بیان فرمائی تھیں، اگر غلط ہوتیں تو
آپ ان کا ردّ فرما دیتے۔

مسئلہ محدثین کی تبویب کا:

لانسلم کی رٹ لگانے والے یہ ڈھنڈورا بھی پیٹتے ہیں کہ "انما انا قاسم"
کے مضمون کی روایات کو محدثین کرام نے صرف کتاب العلم میں درج کیا ہے، جس کا
مطلب یہ ہے کہ وہ بتانا چاہتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صرف دولت علم بانٹتے ہیں
اگر یہ لوگ اپنی اس بات پر بھی قائم رہیں تو ہم پوچھیں کہ اگر تمہارا اس مؤقف
پر یقین واعتماد ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم علم کی دولت کو ہی تقسیم کرتے ہیں تو بھی

ع......چشم ماروشن دل ماشاد

تمہاری اس بات سے بھی ہمارا عندیہ ونظریہ ثابت ہے...... کیونکہ شاید ہی
کوئی ایسا شعبہ ہو جس میں "علم" کی ضرورت نہ ہو، ورنہ دین و دنیا کا ہر شعبہ علم کی
بدولت ہی رواں دواں ہے......تو بسم اللہ!...... مان لو کہ کائنات کے ہر شعبہ میں سرکار
ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کی عنایات ونوازشات جاری وساری ہیں اور ہم سب آپ کی
خیرات پر گزر بسر کر رہے ہیں۔

دوسرے...... یہ کہنا کہ محدثین عظام نے ان احادیث مبارکہ کو صرف کتاب
العلم کے تحت ہی درج فرمایا ہے...... یہ تو سراسر کذب بیانی اور جعل سازی ہے ورنہ
لاعلمی وجہالت کی فراوانی کارفرما ہے......

کیونکہ محدثین کرام نے ان روایات کو متعدد ابواب وکتب کے تحت نقل فرمایا
ہے۔ مثلاً:

امام بخاری علیہ الرحمۃ نے کتاب العلم باب من یرد اللہ بہ خیراً یفقھہ فی الدین (بخاری ۱/۱۶) کے تحت

کتاب الجہاد' باب قول اللہ تعالیٰ فان للہ خمسہ و الرسول (بخاری ۱/۴۳۳)...... کے تحت۔اور کتاب الاعتصام باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لاتزال طائفۃ. الخ۔(بخاری ۲/۱۰۸۷) کے تحت بھی نقل کیا ہے۔

جبکہ مسلم میں اس روایت کو کتاب الزکوٰۃ' باب بیان الید العلیا خیر من الید السفلیٰ کے تحت درج کیا ہے۔(مسلم ۱/۳۳۳)

علاوہ ازیں اس مضمون کی روایات اور تمام وہ روایات جن میں خزانوں کی چابیاں ملنے' سرخ وسفید خزانے ملنے اور خازن وقاسم کے الفاظ موجود ہیں۔جلیل القدر محدثین نے اپنے اپنے ذوق طبع کے مطابق مختلف ابواب اور مختلف کتب کے تحت رقم فرما کر اپنی اس خوش عقیدگی کا اظہار فرما دیا ہے کہ حضور اکرم' رسول مکرم اور نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا' عنایت' نوازش اور بخشش کسی ایک چیز کے ساتھ محدود ومقید نہیں' بلکہ آپ کائنات کی ہر ہر شے کے خزانچی ہیں اور اسے اُمت میں تقسیم فرماتے ہیں۔

اکابرین اُمت کے صاف اور صریح فیصلہ جات اس وقیع مقالہ میں بھی ملاحظہ کئے جاسکتے ہیں۔والحمد للہ علیٰ ذالک

روایات کی فنی حیثیت:

چونکہ یہ دور ظن وشک اور بدگمانی کا دور ہے اس لئے ممکن ہے کہ کوئی مشکک (شک میں ڈالنے والا) یہ شک پیدا کردے کہ یہ روایات ضعیف یا کمزور ہیں تو اس حوالے سے بھی گذارش ہے کہ بخاری' مسلم کی احادیث تو روز روشن کی طرح ڈنکے کی

چوٹ پر صحیح ہیں، باقی روایات ایسی بھی ہیں کہ جن کے آخر میں محدثین کے فیصلے بھی درج کر دیئے گئے ہیں کہ وہ صحیح اور حسن ہیں ...... رہ گئیں باقی، تو وہ بھی متابعات وشواہد کی روشنی میں درجۂ حسن سے کم نہیں۔

اندازِ ترتیب:

مقالہ کی ترتیب کچھ اس طرح ہے کہ مختلف صحابہ کرام کی مرویات کو اپنے سرسری مطالعہ کی حد تک جس جس محدث نے انہیں اپنی سند کے ساتھ جمع کیا ہے۔ انہیں الگ الگ ایک ایک صحابی یا صحابیہ کے نام سے درج کیا گیا ہے اور ساتھ ہی اس صحابی یا صحابیہ رضی اللہ عنہما کا مختصر تعارف بھی دیدیا گیا ہے تاکہ قارئین مرویات سے پہلے صاحب روایت سے بھی متعارف ہو سکیں۔

یوں تحریر کا مزہ دوچند ہو گیا ہے۔ عربی عبارت، اصل کتاب کا حوالہ اور نیچے ترجمہ لکھ کر اردو خوان حضرات کے ذوق کی تسکین کا سامان کیا گیا ہے۔

بارگاہِ رب العزت میں عاجزانہ دعا ہے کہ وہ اس حقیر کاوش کو بار آور بنائے ...... اس میں برکت و اثر پیدا فرمائے ...... زبان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے نکلے ہوئے ان سدا بہار، مہکتے پھولوں سے اہل ایماں کے مشام جاں کو معطر فرمائے۔

اور راقم الحروف دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ مولانا صاحبزادہ محمد عطاء المصطفیٰ جمیل ساقی کیلانی (مرتب)، حافظ جاوید احمد ساقی مجددی (معاون)، حافظ طارق محمود نقشبندی اور حافظ محمد امتیاز ساقی مجددی کو ثواب دارین عطا فرمائے۔ ہمارے جملہ اعزہ واساتذہ اور والدین واقرباء ومعاونین ومخلصین کو صحت وعافیت اور بلند درجات عطا فرمائے! ...... آمین

احقر العباد:

ابوالحقائق غلام مرتضیٰ ساقی مجددی

0300-7422469

مرویاتِ

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ

مختصر تعارف

حضرت سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ

حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ مشہور صحابی ہیں' عالم' قاری اور فرائض کے ماہر نہایت ہی فصیح و بلیغ شاعر' کاتب' بزرگ تھے' اپنے ہاتھ سے ایک مصحف انہوں نے بھی لکھا تھا۔ یہ خود اپنے اسلام لانے کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو میں بکریاں چرا رہا تھا انہیں چھوڑ کر خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور بیعت کر لی۔ شام کے معرکوں میں شریک رہے' دمشق کی فتح کی خوشخبری حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں یہی لائے تھے۔ واقعہ صفین میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے' بعد میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے انہیں مصر کی ولایت مطلقہ تفویض کی یہاں تک کہ امور مذہبی اور وصولی خراج دونوں ان کے سپرد کر دیئے پھر ۴۴ھ میں انہیں معزول کر دیا۔ ۵۸ھ میں وصال مصر ہی میں ہوا' ان سے پچپن احادیث مروی ہیں۔ امام بخاری نے آٹھ لی ہیں۔

(نزہۃ القاری، جلد دوم)

پہلی روایت:

عن عقبة بن عامر ان النبی صلی الله علیه وسلم خرج یوما فصلی علی اهل احد صلاته علی المیت ثم انصرف الی المنبر فقال انی فرط لکم وانا شهید علیکم وانی والله لانظر الی حوضی الان وانی اعطیت مفاتیح خزائن الارض او مفاتیح الارض وانی والله مااخاف علیکم ان تشرکوا بعدی ولکن اخاف علیکم ان تنافسوفیها .

(صحیح بخاری ۱/۱۷۹، کتاب الجنائز، باب الصلوٰۃ علی الشهید)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن نکلے پھر آپ نے اُحد کے شہیدوں پر میت کی دعا کی طرح دعا فرمائی، اس کے بعد منبر کی طرف متوجہ ہوئے، پھر فرمایا میں تمہارا پیشرو ہوں اور میں تم پر گواہ ہوں اور قسم بخدا!...... بے شک میں اس وقت بھی اپنے حوضِ (کوثر) کو دیکھ رہا ہوں اور بے شک مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں یا فرمایا زمین کی چابیاں عطا کی گئی ہیں اور خدا کی قسم! مجھے تم پر کوئی خوف نہیں کہ تم میرے بعد مشرک ہو جاؤ گے اور لیکن اس بات کا خطرہ ہے کہ تم دنیا میں رغبت کرنے لگو گے۔

دوسری روایت:

عن عقبة بن عامر عن النبی صلی الله علیه وسلم انه خرج یوما فصلی علی اهل احد صلاته علی المیت ثم انصرف الی المنبر فقال انی فرط لکم وانا شهید علیکم وانی والله لا نظر الی حوضی الان وانی قد

اعطیت مفاتیح خزائن الارض وانی واللہ ما اخاف بعدی ان تشرکوا ولکن اخاف ان تنافسوا فیھا .

(صحیح بخاری ۱/ ۵۰۸، کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ فی الاسلام)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک آپ ایک روز نکلے اور شہداء احد کیلئے میت کی دعا جیسی دعا فرمائی۔ پھر منبر کی طرف توجہ فرمائی، پس فرمایا بے شک میں تمہارا بندوبست کرنے والا ہوں اور میں تم پر گواہ ہوں اور واللہ بے شک میں اس وقت بھی اپنے حوضِ (کوثر) کو ملاحظہ کرتا ہوں اور بے شک مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں عطا کی گئی ہیں اور اللہ کی قسم ! مجھے تم پر اندیشہ نہیں کہ تم شرک میں پڑ جاؤ گے اور لیکن میں ڈرتا ہوں کہ تم دنیوی امور میں منہمک ہو جاؤ گے۔

تیسری روایت :

عن عقبة ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم خرج یوما فصلی علی اھل احد صلاتہ علی المیت ثم انصرف الی المنبر فقال انی فرط لکم وانا شھید علیکم وانی لا نظر الی حوضی الآن وانی اعطیت مفاتیح خزائن الارض او مفاتیح الارض وانی واللہ ما اخاف علیکم ان تشرکوا بعدی ولکنی اخاف علیکم ان تنافسوفیھا.

(صحیح بخاری ۲/ ۵۸۵، کتاب المغازی، باب احد یحبنا)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن نکلے پھر آپ نے اُحد کے شہیدوں پر میت کی دعا کی طرح دعا فرمائی،

اس کے بعد منبر کی طرف متوجہ ہوئے' پھر فرمایا میں تمہارا پیشرو ہوں اور میں تم پر گواہ ہوں اور قسم بخدا!...... بے شک میں اس وقت بھی اپنے حوضِ (کوثر) کو دیکھ رہا ہوں اور بے شک مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں یا فرمایا زمین کی چابیاں عطا کی گئی ہیں اور خدا کی قسم! مجھے تم پر کوئی خوف نہیں کہ تم میرے بعد مشرک ہو جاؤ گے اور لیکن اس بات کا خطرہ ہے کہ تم دنیا میں رغبت کرنے لگو گے۔

چوتھی روایت:

عن عقبة بن عامر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم خرج يوما فصلى على اهل اُحد صلوته على الميت ثم انصرف الى المنبر فقال انى فرط لكم وانا شهيد عليكم وانى والله لا نظر الى حوضى الآن وانى قد اعطيت مفاتيح خزائن الارض او مفاتيح الارض وانى والله ما اخاف عليكم ان تشركوا بعدى ولكنى اخاف عليكم ان تنافسوا فيها

(صحیح بخاری ۲/۹۵۱' کتاب الرقاق' باب ما یحذر عن زہرۃ الدنیا)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن نکلے پھر آپ نے اُحد کے شہیدوں پر میت کی دعا کی طرح دعا فرمائی'

اس کے بعد منبر کی طرف متوجہ ہوئے پھر فرمایا میں تمہارا پیشرو ہوں اور میں تم پر گواہ ہوں اور قسم بخدا!...... بے شک میں اس وقت بھی اپنے حوضِ (کوثر) کو دیکھ رہا ہوں اور بے شک مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں یا فرمایا زمین کی چابیاں عطا کی گئی ہیں اور خدا کی قسم! مجھے تم پر کوئی خوف نہیں کہ تم میرے بعد مشرک ہو جاؤ گے اور لیکن اس بات کا خطرہ

ہے کہ تم دنیا میں رغبت کرنے لگو گے۔

پانچویں روایت:

عن عقبة ان النبی صلی الله علیه وسلم خرج یوما فصلی علی اهل اُحد صلوته علی المیت ثم انصرف الی المنبر فقال انی فرط لکم وانا شهید علیکم وانی والله لا نظر الی حوضی الآن وانی قد اعطیت مفاتیح خزائن الارض او مفاتیح الارض وانی والله ما اخاف علیکم ان تشرکوا بعدی ولکنی اخاف علیکم ان تنافسوا فیها.

(صحیح بخاری ۲/ ۹۷۵ کتاب الحوض' باب قول اللہ انا اعطینک الکوثر)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن نکلے پھر آپ نے اُحد کے شہیدوں پر میت کی دعا کی طرح دعا فرمائی' اس کے بعد منبر کی طرف متوجہ ہوئے پھر فرمایا میں تمہارا پیشرو ہوں اور میں تم پر گواہ ہوں اور قسم بخدا!...... بے شک میں اس وقت بھی اپنے حوضِ (کوثر) کو دیکھ رہا ہوں اور بے شک مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں یا فرمایا زمین کی چابیاں عطا کی گئی ہیں اور خدا کی قسم! مجھے تم پر کوئی خوف نہیں کہ تم میرے بعد مشرک ہو جاؤ گے اور لیکن اس بات کا خطرہ ہے کہ تم دنیا میں رغبت کرنے لگو گے۔

چھٹی روایت:

عن عقبة بن عامر ان رسول الله صلی علیه وسلم خرج یوما فصلی علی اهل اُحد صلوته علی المیت ثم انصرف الی المنبر فقال

انی فرط لکم وانا شھید علیکم وانی واللہ لا نظر الی حوضی الآن وانی قد اعطیت مفاتیح خزائن الارض او مفاتیح الارض وانی واللہ ما اخاف علیکم ان تشرکوا بعدی ولکنی اخاف علیکم ان تنافسوا فیھا.

(الصحیح مسلم ۲/۲۵۰ کتاب الفضائل، باب اثبات حوض نبینا صلی اللہ علیہ وسلم وصفاتہ)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن نکلے پھر آپ نے اُحد کے شہیدوں پر میت کی دعا کی طرح دعا فرمائی، اس کے بعد منبر کی طرف متوجہ ہوئے پھر فرمایا میں تمہارا پیشرو ہوں اور میں تم پر گواہ ہوں اور قسم بخدا!...... بے شک میں اس وقت بھی اپنے حوضِ (کوثر) کو دیکھ رہا ہوں اور بے شک مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں یا فرمایا زمین کی چابیاں عطا کی گئی ہیں اور خدا کی قسم! مجھے تم پر کوئی خوف نہیں کہ تم میرے بعد مشرک ہو جاؤ گے اور لیکن اس بات کا خطرہ ہے کہ تم دنیا میں رغبت کرنے لگو گے۔

عن عقبة بن عامر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خرج یوما فصلی علی اھل احد صلاتہ علی المیت ثم انصرف الی المنبر فقال انی فرط لکم وانی شھید علیکم وانی واللہ لانظر الی الحوض الا وانی قد اعطیت مفاتیح خزائن الارض او مفاتیح الارض انی واللہ ما اخاف علیکم ان تشرکوا بعدی ولکنی اخاف علیکم ان تنافسوا فیھا.

(مسند احمد ۴/۱۶۹)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز باہر تشریف لائے، پس آپ نے احد کے شہیدوں پر میت کیلئے دعا

کی طرح دعا فرمائی پھر آپ منبر کی جانب بڑھے۔ پس فرمایا میں تمہارا منتظم (انتظار کرنے والا) ہوں اور میں تم پر گواہ ہوں اور میں بے شک اللہ کی قسم! حوض کو دیکھ رہا ہوں اور خبردار! بے شک مجھے زمین کے خزانوں کی یا فرمایا زمین کی چابیاں عطا کی گئی ہیں اور خدا کی قسم! مجھے تم پر کوئی خوف نہیں کہ تم میرے بعد مشرک بن جاؤ گے اور لیکن صرف یہ خطرہ ہے کہ تم دنیا میں پڑ جاؤ گے۔

آٹھویں روایت:

عن عقبة بن عامر ان رسول الله صلی الله علیه وسلم خرج یوما فصلی علی اهل احد صلاته علی المیت ثم انصرف الی المنبر فقال انی فرط لکم وانا شهید علیکم وانی والله لانظر الی الحوضی الآن وانی قد اعطیت مفاتیح خزائن الارض وانی والله ما اخاف علیکم ان تشرکوا بعدی ولکنی اخاف علیکم ان تنافسوا فیها.

(مسند احمد ۴/۱۷۳)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز باہر تشریف لائے، پس آپ نے احد کے شہیدوں پر میت کیلئے دعا کی طرح دعا فرمائی پھر آپ منبر کی جانب بڑھے۔ پس فرمایا میں تمہارا منتظم ہوں اور میں تم پر گواہ ہوں اور میں بے شک اللہ کی قسم! حوض کو دیکھ رہا ہوں اور خبردار! بے شک مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں عطا کی گئی ہیں اور خدا کی قسم! مجھے تم پر کوئی خوف نہیں کہ تم میرے بعد مشرک بن جاؤ گے اور لیکن صرف یہ خطرہ ہے کہ تم دنیا میں پڑ جاؤ گے۔

فائدہ: یاد رہے کہ یہ واقعہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال سے چند روز ہی قبل کا ہے۔ آپ نے شہدآء احد کی قبور کی ظاہری زندگی کی آخری زیارت فرمائی اور منبر پر جلوہ افروز ہو کر اُمت کو الوداعی خطاب فرمایا۔

امام ابن حبان نے لکھا ہے:

وکان آخر خطبة خطبها عن عقبة بن عامر

(صحیح ابن حبان جلد۹، ص ۲۰۱)

یعنی حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی آپ کا یہ آخری خطبہ ہے جو آپ نے ارشاد فرمایا تھا۔

....

مرویات

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

مختصر تعارف

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بہت ہی عبادت گزار، انتہائی متواضع اور پرہیز گار صحابی ہیں۔ ابو سعید کا بیان ہے کہ یہ روزانہ بارہ ہزار رکعت نماز نفل پڑھتے تھے آپ یمن کے قبیلہ دوس سے تعلق رکھتے تھے، زمانہ جاہلیت میں آپ کا نام عبدالشمس تھا۔ ۷ھ میں جنگ خیبر کے موقع پر ایمان لائے۔ اسلام لانے کے بعد آپ کا نام عبدالرحمٰن یا عبداللہ رکھا گیا۔ ان کو بلیوں سے بڑی محبت تھی ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آستین میں ایک بلی کو دیکھا تو ان کو یا اباھریرۃ (اے چھوٹی بلی والے) کہہ کر پکارا، اس دن سے آپ کا یہ لقب اس قدر مشہور ہو گیا کہ لوگ آپ کا اصلی نام ہی بھول گئے، اسی لئے آپ کے نام میں بڑا اختلاف ہے۔ آپ اصحاب صفہ میں سے ہیں، آپ نے ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ کی حدیثوں کو بھول جاتا ہوں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ تم اپنی چادر کو زمین پر پھیلا دو، چنانچہ انہوں نے اپنی چادر پھیلا دی پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں لبوں سے کچھ ڈالا اور ان سے ارشاد فرمایا کہ اس چادر کو سمیٹ کر اپنے سینے سے لگا لو اس کے بعد حضرت ابو ہریرہ کا حافظہ اتنا قوی ہو گیا کہ جو کچھ حضور سے سنا اس کو عمر بھر فراموش نہیں کر سکے۔ آٹھ سو صحابہ اور تابعین حدیث میں آپ کے شاگرد ہیں، آپ نے پانچ ہزار تین سو چوہتر حدیثیں روایت فرمائیں، جن سے چار سو چھیالیس حدیثیں بخاری شریف میں ہیں۔ ۵۹ھ میں ۷۸ سال عمر پا کر مدینہ منورہ میں وصال فرمایا اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔ (اکمال، قسطلانی ۱/۲۱۲، عینی ۱/۱۲۶)۔ (فیوض الباری جلد اول)

پہلی روایت:

عن ابی هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال بعثت بجوامع الكلم ونصرت بالرعب فبينا انا نائم اتيت بمفاتيح خزائن الارض فوضعت فى يدى . (صحیح بخاری ۱/ ۴۱۸' کتاب الجہاد' باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم نصرت بالرعب مسیرۃ شہر)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے جوامع الکلم (کم الفاظ اور زیادہ معانی والے کلمات) دے کر بھیجا گیا ہے۔ رعب (دبدبہ) سے میری مدد کی گئی ہے' پس اس دوران کہ میں حالت نیند میں تھا کہ زمین کے خزانوں کی چابیاں لائی گئیں اور میرے ہاتھوں میں رکھ دی گئیں۔

یعنی مجھے ان پر پورا پورا قبضہ و اختیار بخشا گیا ہے۔

دوسری روایت:

ابا هريرة يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم بينا انا نائم اتيت بخزائن الارض فوضع فى كفى ۔ (صحیح بخاری ۲/ ۶۲۸' کتاب المغازی' باب وفد بنی حنیفۃ وحدیث ثمامۃ بن اثال)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دریں اثناء کہ میں سویا ہوا تھا کہ زمین کے خزانے لائے گئے اور میری ہتھیلی میں رکھ دیئے گئے۔

یعنی مجھے ان کا مالک و مختار بنا دیا گیا۔

تیسری روایت:

عن ابی هريرة قال قال النبى صلى الله عليه وسلم اعطيت مفاتيح

الکلم و نصرت بالرعب و بینما انا نائم البارحة اذا اتیت بمفاتیح خزائن الارض حتی و ضعت فی یدی .

(صحیح بخاری ۱۰۳۳/۲، کتاب التعبیر باب رویا اللیل)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے مفاتیح الکلم (کلمات کی چابیاں) دے کر بھیجا گیا ہے۔ رعب (دبدبہ) سے میری مدد کی گئی ہے، پس اس دوران کہ میں حالت نیند میں تھا کہ زمین کے خزانوں کی چابیاں لائی گئیں اور میرے ہاتھوں میں رکھ دی گئیں۔

یعنی مجھے ان پر پورا پورا قبضہ واختیار بخشا گیا ہے۔

چوتھی روایت:

ان ابا هريرة قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول بعثت بجوامع الکلم و نصرت بالرعب و بینا انا نائم اتیت بمفاتیح خزائن الارض فوضعت فی یدی۔

(صحیح البخاری ۲/ ۱۰۳۸، کتاب التعبیر، باب المفاتیح فی الید)

بے شک حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرماتے کہ مجھے جوامع الکلم کے ساتھ مبعوث کیا گیا، رعب سے میری مدد کی گئی اور میں سو رہا تھا کہ زمین کے خزانوں کی چابیاں مجھے دی گئیں۔ پس وہ میرے ہاتھوں میں رکھ دی گئیں۔

پانچویں روایت:

ابو هریره عن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال نحن

الاخرون السابقون وقال رسول الله صلی الله علیه وسلم بینا انا نائم اذاوتیت خزائن الارض فوضع فی یدی.

(صحیح بخاری ۲/۱۰۴۲، کتاب التعبیر ، باب النفخ فی المنام)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا "ہم بعد میں آنے والے، آگے بڑھنے والے ہیں اور آپ نے فرمایا میرے سوتے ہوئے زمین کے خزانوں کو لا کر میرے ہاتھوں میں رکھ دیا گیا ہے۔

چھٹی روایت:

عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال بعثت بجوامع الکلم و نصرت بالرعب و بینا انا نائم رایتنی اتیت بمفاتیح خزائن الارض فوضعت فی یدی . (صحیح بخاری ۲/۱۰۸۰، کتاب الاعتصام، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعثت بجوامع الکلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مجھے جوامع الکلم دے کر مبعوث کیا گیا، میری رعب کے ذریعے مدد کی گئی اور میرے سونے کے دوران میں نے دیکھا کہ زمین کے خزانوں کی چابیاں لائی گئیں اور میرے ہاتھوں میں رکھ دی گئیں۔

ساتویں روایت:

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعثت بجوامع الکلم و نصرت بالرعب و بینا انا نائم اتیت بمفاتیح خزائن

الارض فوضعت فی یدی. (الصحیح مسلم ۱/۱۹۹، کتاب المساجد ومواضع الصلوٰۃ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے جوامع الکلم دے کر مبعوث کیا گیا اور رعب کے سبب میری تائید کی گئی اور اس حالت میں کہ میں سویا تھا، زمین کی چابیاں لا کر میرے ہاتھوں میں رکھی گئیں۔

آٹھویں روایت:

عن ابی هريرة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه قال نصرت بالرعب على العدو واوتيت جوامع الكلم و بينا انا نائم اتيت بمفاتيح خزائن الارض فوضعت فی يدی.

(الصحیح مسلم ۱/۲۰۰، کتاب المساجد ومواضع الصلوٰۃ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ''رعب کے سبب دشمن پر میری مدد کی گئی ہے اور مجھے جوامع الکلم دیئے گئے ہیں اور میں سویا تھا کہ زمین کے خزانوں کی چابیاں لا کر میرے ہاتھوں میں رکھ دی گئی ہیں۔

نانویں روایت:

ابوهريرة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم فذكر احاديث منها وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم بينا نائم اتيت خزائن الارض فوضع فی يدی۔ (الصحیح المسلم ۲/۲۴۴، کتاب الرویا)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے متعدد احادیث بیان کیں اور ان میں یہ بھی

ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اس دوران کہ میں سو رہا تھا کہ زمین کے خزانے لا کر میرے ہاتھوں میں رکھ دیئے گئے ہیں''۔

دسویں روایت:

ابوھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اوتیکم من شیء وما امنعکموہ ان انا الا خازن اضع حیث امرت. (سنن ابی داؤد ۲/۵۳' کتاب الخراج والفئی والامارۃ' باب فیما یلزم الامام من امر الرعیۃ والاحتجاب عنھم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' (درحقیقت) نہ میں تمہیں کوئی شی دیتا ہوں اور نہ ہی روکتا ہوں' میں تو خزانچی ہوں (خدا کے خزانے میرے پاس ہیں) مجھے جیسے حکم ہوتا ہے' میں رکھ دیتا ہوں۔

یعنی جس کے متعلق فرمان ہوتا ہے اسے خزانے دے دیتا ہوں' مطلب یہ ہے کہ حقیقی طور پر اللہ تعالیٰ مالک ومتصرف ہے' میں اس کی اجازت' رضا اور حکم سے تصرف کرتا ہوں۔ میرا عمل دراصل خدا تعالیٰ کا ہی ہوتا ہے جسے میں دیتا ہوں اسے حقیقت میں اللہ تعالیٰ ہی دیتا ہے۔ میں واسطہ' وسیلہ اور ذریعہ ہوں جبکہ متعدد احادیث میں دینے کی نسبت اپنی طرف بھی فرمائی ہے۔

گیارھویں روایت:

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعثت بجوامع الکلم و نصرت بالرعب و بینا انا نائم اتیت بمفاتیح خزائن الارض فوضعت فی یدی. (سنن نسائی ۲/۵۱ کتاب الجہاد' باب وجوب الجہاد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے جوامع الکلم دے کر مبعوث کیا گیا اور رعب کے سبب میری تائید کی گئی اور اس حالت میں کہ میں سویا تھا، زمین کی چابیاں لاکر میرے ہاتھوں میں رکھی گئیں۔

بارھویں روایت:

ان اباھریرۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول بعثت بجوامع الکلم و نصرت بالرعب و بینا انا نائم اتیت بمفاتیح خزائن الارض فوضعت فی یدی۔ (سنن نسائی ۲/۵۱ کتاب الجہاد باب وجوب الجہاد)

بے شک حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ مجھے جوامع الکلم کے ساتھ بھیجا گیا اور میری مدد رعب کے ذریعے کی گئی ہے اور میں سو رہا تھا کہ زمین کے خزانوں کی چابیاں لائی گئیں اور مجھے تھمائی گئی ہیں۔

تیرھویں روایت:

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعثت بجوامع الکلم و نصرت بالرعب و بینا انا نائم اتیت بمفاتیح خزائن الارض فوضعت فی یدی. (صحیح ابن حبان ۹/۹۴ باب من صفتہ واخبارہ ذکر اعطاء اللہ جل وعلا صفیہ مفاتیح خزائن الارض کلھا)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلمنے فرمایا کہ مجھے جوامع الکلم کے ساتھ بھیجا گیا اور میری مدد رعب کے ذریعے کی گئی

ہے اور میں سو رہا تھا کہ زمین کے خزانوں کی چابیاں لائی گئیں اور مجھے تھمائی گئی ہیں۔

چودھویں روایت:

عن ابی هریرة ان النبی صلی الله علیه وسلم قال بعثت بجوامع الکلم و نصرت بالرعب و بینا انا نائم اتیت مفاتیح خزائن الارض فوضعت یدی (مسند احمد۲/۲۶۴)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے جوامع الکلم کے ساتھ بھیجا گیا اور میری مدد رعب کے ذریعے کی گئی ہے اور میں سو رہا تھا کہ زمین کے خزانوں کی چابیاں لائی گئیں اور مجھے تھمائی گئی ہیں۔

پندرھویں روایت:

عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم نصرت بالرعب و اعطیت جوامع الکلام و بینا انا نائم اذجیئی بمفاتیح خزائن الارض فوضعت فی یدی (مسند احمد۲/۲۶۸)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی، مجھے جوامع الکلم دیئے گئے اور میں سو رہا تھا کہ زمین کے خزانوں کی چابیاں لائی گئیں اور مجھے تھمائی گئی ہیں۔

سولہویں روایت:

ان اباهریرة قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول بعثت بجوامع الکلم و نصرت بالرعب و بینا انا نائم اتیت بمفاتیح

خزائن الارض فوضعت فی یدی (مسند احمد ۲/۴۵۵)

بے شک حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ مجھے جوامع الکلم کے ساتھ بھیجا گیا اور میری مدد رعب کے ذریعے کی گئی ہے اور میں سو رہا تھا کہ زمین کے خزانوں کی چابیاں لائی گئیں اور مجھے تھمائی گئی ہیں۔

سترھویں روایت:

عن ابی هریرة رضی الله عنه قال رسول الله صلی الله علیه وسلم نصرت بالرعب واعطیت جوامع الکلم و بینا انا نائم اذجیئی بمفاتیح خزائن الارض فوضعت فی یدی (سنن الکبریٰ للبیہقی، ۷/۴۸، کتاب النکاح باب ماامرہ اللہ تعالیٰ بہ من اختیار الآخرۃ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رعب سے میری مدد کی گئی، مجھے جوامع الکلم دیئے گئے اور میں سو رہا تھا کہ زمین کے خزانوں کی چابیاں لائی گئیں اور مجھے تھمائی گئی ہیں۔

اٹھارھویں روایت:

عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم نصرت بالرعب واعطیت جوامع الکلم واحل لی المغنم و بینا انا نائم اتیت بمفاتیح خزائن الارض فتلت فی یدی. (مصنف ابن ابی شیبہ ۷/۴۰۱، کتاب الفضائل، باب ما اعطی اللہ تعالیٰ محمداً صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری مدد رعب کے ذریعے کی گئی ہے اور مجھے جوامع الکلم دیئے گئے ہیں میرے لئے مال غنیمت حلال کر دیا گیا اور میں سو رہا تھا کہ زمین کے خزانوں کی چابیاں لائی گئیں اور مجھے تھمائی گئی ہیں۔

انیسویں روایت:

ابوھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بینا انا نائم اذاتیت بخزائن الارض فوضع فی یدی۔

(سنن الکبریٰ للبیہقی ۸/۱۷۵، کتاب قتال اھل البغی باب ماجاء فی قتال الضرب الاوّل من اھل الردۃ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' دریں حالت کہ میں سو رہا تھا کہ زمین کے خزانے لا کر میرے ہاتھوں میں رکھ دیئے گئے''

بیسویں روایت:

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ یعطی وانا اقسم . (شرح معانی الآثار۴/۵۳۶)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' اللہ دیتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں''۔

اکیسویں روایت:

عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ما

اعطیکم ولا امنعکم انما انا قاسم اضع حیث امرت .

(صحیح بخاری ۱/ ۴۳۹، کتاب الجہاد، باب قول اللہ تعالیٰ فان للہ خمسہ وللرسول)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (درحقیقت) میں تمہیں نہیں دیتا اور نہ ہی روکتا ہوں، میں ایک تقسیم کرنے والا ہوں، جہاں حکم ہوتا ہے وہاں رکھ دیتا ہوں۔

یعنی میں خدا کے حکم سے بانٹتا ہوں۔

بائیسویں روایت:

عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال نصرت بالرعب و اوتیت جوامع الکلم وجعلت لا متی الارض مسجداً و طھوراً و بینا انا نائم اذ ا تیت بمفاتیح خزائن الارض فتلت فی یدی.

(مسند سراج ص ۱۷۴ برقم ۴۹۱)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی اور مجھے جوامع الکلم دیئے گئے، میری اُمت کیلئے زمین کو مسجد اور پاکیزہ کر دیا گیا، اس دوران کہ میں سو رہا تھا کہ زمین کے خزانوں کی چابیاں لاکر میرے ہاتھوں میں رکھ دی گئیں۔

نوٹ: مسند سراج کے حاشیہ میں اس روایت کے متعلق ارشاد الحق اثری نے اسنادہٗ صحیح کہا ہے

تائیسویں روایت:

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: فضلت

علی النبیین بست اوتیت جوامع الکلم و نصرت بالرعب بینا انا ائم اوتیت بمفاتیح خزائن الارض فجعلت فی یدی وارسلت الی الناس کافة واحلت لی الغنائم و ختم بی النبیون.

(مسند سراج ص ۱۷۵، برقم ۴۹۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھے چھ چیزوں کی وجہ سے دیگر نبیوں پر فضیلت دی گئی ہے، مجھے جوامع الکلم عطا ہوئے، رعب سے میری مدد کی گئی، اس دوران کہ میں سو رہا تھا زمین کے خزانوں کی چابیاں لائی گئیں اور میرے ہاتھوں میں رکھ دی گئیں، مجھے تمام لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا۔ میرے لئے غنیمتوں کو حلال کیا گیا اور میرے ساتھ نبوت کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔

نوٹ: اس کے حاشیہ میں بھی اثری نے اس کو اسناد صحیح کہا ہے۔

....

مرویات

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

مختصر تعارف

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ جلیل الشان صحابی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ چہارم ہیں' نہایت عابد' زاہد' متقی اور پرہیزگار تھے اور ہر کمال و خوبی میں ایک ممتاز حیثیت کے مالک تھے' بچوں میں سب سے پہلے ایمان لائے' مدینہ منورہ ہجرت کی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک میں اترنے کا آپ کو شرف حاصل ہے۔ آپ کی کنیت ابوالحسن ہے' حضور علیہ السلام نے آپ کی کنیت ابوتراب رکھی اور فرمایا تم دنیا و آخرت میں میرے بھائی ہو۔

جنگ تبوک کے سوا تمام غزوات میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک جہاد رہے' جنگ خیبر کے دن آپ ہی کے ہاتھ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جھنڈا عطا فرمایا اور آپ ہی نے خیبر کو فتح فرمایا۔

امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد خلیفہ ہوئے' تقریباً پانچ برس تک خلافت کے فرائض انجام دیتے رہے' تریسٹھ سال کی عمر پا کر کوفہ میں ۱۹ رمضان ۴۰ھ کو ابن ملجم خارجی کی زہر آلود تلوار سے آپ کی شہادت ہوئی' آپ نے پانچ سو چھیاسی حدیثیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہیں۔ آپ کے فضائل و مناقب بہت زیادہ ہیں۔ (ماخوذ از فیوض الباری، جلد اوّل)

پہلی روایت:

عن علی بن ابی طالب رضی الله عنه یقول قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اعطیت مالم یعط احد من الانبیاء فقلنا یا رسول الله ما هو قال نصرت بالرعب واعطیت مفاتیح الارض و سمیت احمد و جعل التراب لی طهورا و جعلت امتی خیر الامم۔(مسند احمد،۱/۱۰۱)

حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مجھے وہ کچھ دیا گیا ہے جو انبیاء میں کسی کو نہیں ملا، ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا "رعب سے میری مدد کی گئی اور مجھے زمین کی چابیاں عطا گئیں اور میرا نام احمد رکھا گیا، میرے لئے مٹی کو پاک بنایا گیا اور میری اُمت کو سب سے بہتر اُمت بنایا گیا۔

(اس حدیث کو امام ہیثمی نے حسن کہا اور امام سیوطی نے صحیح کہا ہے۔ جیسا کہ ساعاتی نے بھی بلوغ الامانی شرح المسند المبوب ۲/۱۸۸، کتاب التیمم، باب اشتراط دخول الوقت للتیمم تحت حدیث نمبر ۹ لکھا ہے)

دوسری روایت:

علی بن ابی طالب یقول قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اعطیت مالم یعط احد من الانبیاء قلنا یا رسول الله! ماهو ؟ قال نصرت بالرعب واعطیت مفاتیح الارض و سمیت احمد و جعل لی التراب طهورا و جعلت امتی خیر الامم۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ۷/۴۱۱، کتاب الفضائل، باب ما اعطی اللہ تعالیٰ محمدا)

حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مجھے وہ کچھ دیا گیا ہے جو انبیاء میں کسی کو نہیں ملا، ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا "رعب سے میری مدد کی گئی اور مجھے زمین کی چابیاں عطا کی گئیں اور میرا نام احمد رکھا گیا، میرے لئے مٹی کو پاک بنایا گیا اور میری اُمت کو سب سے بہتر اُمت بنایا گیا۔

تیسری روایت:

علی بن ابی طالب یقول قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اعطیت مالم یعط احد من الانبیاء فقلنا ما هو یا رسول الله فقال نصرت بالرعب واعطیت مفاتیح الارض و سمیت احمد وجعلت لی التراب طهورا و جعلت امتی خیر الامم ۔(سنن الکبریٰ للبیہقی ۱/۲۱۴، کتاب الطھارۃ، باب الدلیل علی ان الصعید الطیب ھوالتراب)

حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مجھے وہ کچھ دیا گیا ہے جو انبیاء میں کسی کو نہیں ملا، ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا "رعب سے میری مدد کی گئی اور مجھے زمین کی چابیاں عطا کی گئیں اور میرا نام احمد رکھا گیا، میرے لئے مٹی کو پاک بنایا گیا اور میری اُمت کو سب سے بہتر اُمت بنایا گیا۔

....

مرویات

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما

مختصر تعارف

حضرت سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ بہت ہی مشہور صحابی ہیں' ان سے بکثرت احادیث مروی ہیں ان کی کنیت ابو عبداللہ ہے' جنگ بدر اور اس کے بعد کی اٹھارہ لڑائیوں میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ شریک جہاد رہے' شام اور مصر بھی تشریف لے گئے تھے ان کے شاگردوں کی تعداد بہت زیادہ ہے' مدینہ منورہ میں ۷۹ھ ۹۴ سال کی عمر پا کر وصال فرمایا' آپ سب سے آخری صحابی ہیں جن کا مدینہ منورہ میں وصال ہوا۔ (اکمال)

پہلی روایت:

عن جابر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اوتیت بمقالید الدنیا علی فرس ابلق علیه قطیفة من سندس ۔

(مسند احمد ۳/ ۳۲۸)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے چتکبرے گھوڑے پہ (لاد کر) دنیا کی چابیاں دے دی گئیں، جس پر ریشمی چادر تھی۔

امام نورالدین ہیثمی نے اس روایت کے متعلق لکھا ہے۔

رواہ احمد ر جالہ رجال الصحیح.

(مجمع الزوائد ۱/ ۲۰، کتاب علامات النبوۃ باب فی تواضعہ صلی اللہ علیہ وسلم)

یعنی اسے امام احمد نے روایت کیا اور اس کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔

دوسری روایت:

عن جابر بن عبد الله قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اتیت مقالید الدنیا علی فرس ابلق علیه قطیفة من سندس ۔ (صحیح ابن حبان ۹/ ۹۵ باب من صفتہ واخبارہ ذکر وصف مفاتیح خزائن الارض حیث اتی فی نومہ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے چتکبرے گھوڑے پہ (لاد کر) دنیا کی چابیاں دے دی گئیں، جس پر ریشمی چادر تھی۔

یہ حدیث امام ضیاء الدین مقدسی نے الاحادیث الصحیحۃ المختارۃ میں نقل کر کے اسے صحیح بتایا اور علامہ یوسف نبہانی نے بھی صحیح کہا ہے۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۱۳۱)

پانچویں روایت:

عن جابر بن عبد الله رضی الله عنه قال ولد لرجل منا غلام فسماه محمدا فقلنا لاندعک تسمیه محمدا باسم النبی صلی الله علیه وسلم فاتی الرجل بابنه الی رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال یا رسول الله انه ولدلی غلام وانی سمیته باسمک فابی قومی ان یدعونی قال بلی تسموا باسمی ولاتکنوا بکنیتی فانی قاسم اقسم بینکم۔ (مسنداحمد ۳/ ۳۸۵)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہمارے ایک آدمی کے ہاں بیٹا پیدا ہوا' تو اس نے اس کا نام "محمد" رکھا۔ ہم نے کہا ہم تجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر اس کا نام "محمد" رکھنے کی اجازت نہیں دیں گے تو وہ اپنے بیٹے کو لے کر رسول اللہ کے پاس آ گیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! میرے ہاں بیٹا پیدا ہوا ہے' میں نے اس کا نام آپ کے نام پر "محمد" رکھا ہے' لیکن میری قوم مجھے اس کی اجازت نہیں دیتی۔ فرمایا کیوں نہیں؟ تم میرے نام پر نام رکھو اور میری کنیت پر کنیت نہ رکھو کیونکہ میں ہی قاسم ہوں جو تمہارے درمیان تقسیم کرتا ہوں۔

چھٹی روایت:

عن جابر بن عبد الله قال ولد لرجل منا غلام فسماه القاسم فقلنا لا نکنیک به حتی نساء النبی صلی الله علیه وسلم فذکر ناله فقال تسموا باسم ولا تکتنوا بکنتی فانما بعثت قاسما بینکم. (مسنداحمد ۳/۳۰۳)

ساتویں روایت:

عن جابر بن عبد الله قال ولد لرجل منا من الانصار غلام فاراد ان یسمیہ محمداً...... حملته علی عنقی فاتیت به النبی صلی الله علیه وسلم قال سموا باسمی و لا تکنوا بکنیتی فانی انما جعلت قاسماً اقسم بینکم و قال حصین بعثت قاسماً اقسم بینکم۔(بخاری ۱/ ۴۳۹)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم انصار کے ایک آدمی کے ہاں بیٹا پیدا ہوا تو اس نے ''محمد'' نام رکھنے کا ارادہ کیا...... میں نے اسے گردن پر اُٹھایا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آیا' آپ نے فرمایا میرے نام پر نام رکھو اور میری کنیت پر کنیت نہ رکھو صرف میں ہی قاسم بنایا گیا ہوں' میں تم میں تقسیم کرتا ہوں۔

اس حدیث کے راوی حصین کے لفظ ہیں کہ مجھے قاسم بنا کر بھیجا گیا ہے' میں تم میں بانٹتا ہوں۔

دسویں روایت:

عن جابر بن عبد الله الانصاری قال ولد لرجل منا غلام فسماه القاسم فقالت الانصار لا نکنیک ابا القاسم و لا ننعمک عینا فاتی النبی صلی الله علیه وسلم فقال یا رسول الله ولدلی غلام فسمیته قاسماً فقالت الانصار لا نکنیک ابا القاسم و لا ننعمک عینا فقال النبی صلی الله علیه وسلم احسنت الانصار تسموا باسمی و لا تکنوا بکنیتی فانما انا قاسم۔(بخاری ۱/ ۴۳۹)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہمارے ایک آدمی کے ہاں بیٹا پیدا ہوا تو اس نے اس کا نام ''قاسم'' رکھا تو انصار نے کہا ہم تجھے ابوالقاسم کی کنیت نہیں رکھنے دیں گے اور اس سے تیری آنکھیں ٹھنڈی نہیں کریں گے۔ پس وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ! میرے ہاں بیٹا پیدا ہوا تو میں نے اس کا نام قاسم رکھا لیکن انصار نے کہا کہ ہم تجھے ابوالقاسم کی کنیت نہیں رکھنے دیں گے اور اس سے تمہاری آنکھیں ٹھنڈی نہیں کریں گے تو آپ نے فرمایا میرے نام پر نام رکھو اور میری کنیت پر کنیت نہ رکھو کیونکہ صرف میں ہی تقسیم کرنے والا ہوں۔

گیارھویں روایت:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے یہ الفاظ بھی مروی ہیں:

اللّٰہ یعطی وانا قاسم (شرح معانی الآثار ۴/۵۳۶)

اللہ عطا فرماتا ہے اور میں بانٹتا ہوں

....

مرویات

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

مختصر تعارف

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے نامور فرزند ہیں' بچپن میں ہی اپنے والد کے ساتھ مشرف بہ اسلام ہوئے اور ہجرت کر کے مدینہ گئے' جنگ خندق اور بیعت الرضوان وغیرہ میں شریک ہوئے' انتہائی عابد و زاہد اور متقی و پرہیز گار صحابی ہیں' اپنی زندگی میں ایک ہزار سے زائد غلاموں کو خرید کر آزاد کیا' حجاج بن یوسف ثقفی ظالم گورنر کو آپ حج کے مسائل اور دوسرے شرعی معاملات میں ٹوکتے تھے اس ظالم کو یہ ناگوار ہوا اور اس نے اپنے ایک سپاہی کے ذریعہ زہر آلود برچھی سے آپ کے پاؤں کے تلے میں زخم لگوا دیا جس سے سارے بدن میں زہر کا اثر پھیل گیا' آپ اسی علالت میں عبداللہ بن زبیر کی شہادت کے تین ماہ بعد ۷۳ھ میں چوراسی یا چھیاسی سال کی عمر میں وصال فرما گئے اور مکہ مکرمہ کے قبرستان مہاجرین ذی طویٰ میں مدفون ہوئے۔

پہلی روایت

عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اوتیت مفاتیح کل شی ء ۔(مسند احمد ۲/۸۶)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا مجھے ہر شی کی کنجیاں دے دی گئی ہیں۔

امام سیوطی علیہ الرحمۃ نے حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی سند کہا ہے۔

(الجامع الصغیر ۱/۱۱۰،)

امام عزیزی نے بھی اس بات کو نقل کیا ہے۔(السراج المنیر ۲/۷۹)

....

مرویات

سیدنا شداد بن اوس رضی اللہ عنہ

مختصر تعارف

حضرت سیدنا شداد بن اوس رضی اللہ عنہ

حضرت شداد بن اوس انصاری رضی اللہ عنہ آپ کی کنیت ابویعلی ہے' آپ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے بھتیجے ہیں' بیت المقدس میں نزول کیا اور ۵۸ ھ میں مسلک شام میں وفات پائی' اس وقت آپ کی عمر ۷۵ سال تھی۔

حضرت عبادہ بن صامت اور حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہما کا فرمان ہے کہ حضرت شداد بن اوس ان لوگوں میں سے ہیں جنہیں علم اور حلم دیا گیا ہے۔ (الاکمال)

پہلی روایت

عن شداد بن اوس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ عزوجل زوی لی الارض حتی رایت مشارقھا و مغاربھا و ان ملک امتی سیلغ مازوی لی منھا و انی اعطیت الکنزین الابیض والا حمر .

(مسند احمد ۴/ ۱۳۸)

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ عزوجل نے میرے لئے زمین کو سمیٹ دیا' حتیٰ کہ میں نے اس کے مشارق ومغارب کو دیکھ لیا اور بے شک میری اُمت کی حکومت وہاں تک پہنچے گی جہاں تک میرے لئے سمیٹا گیا' مجھے سرخ وسفید دونوں خزانے عطا کر دیئے گئے ہیں۔

مرویات

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

مختصر تعارف

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بہت ہی ممتاز اور صاحب فضیلت صحابی ہیں' یہ حضور علیہ السلام کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے فرزندار جمند ہیں' ان کا نام عبداللہ ہے یہ دو رصحابہ کے سب سے کم عمر مفسر ہیں' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں یہ دعا فرمائی تھی کہ یا اللہ! ان کو حکمت اور قرآن کی تفسیر کا علم عطا فرما' چنانچہ اسی دعائے نبوی کا اثر ہے کہ بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ کے علم وفضل کا اعتراف کیا۔ یہاں تک کہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ بعض مشکل مسائل میں آپ سے مشورہ لیتے۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ صحابہ کرام میں چھ شخصوں نے بہت زیادہ حدیثیں روایت کی ہیں اور ان کے نام یہ ہیں' حضرت عائشہ وحضرت عبداللہ ابن عباس وحضرت عبداللہ ابن عمر وحضرت ابو ہریرہ وحضرت جابر وحضرت انس رضی اللہ عنہم' حضرت عبداللہ ابن عباس سے ایک ہزار چھ سو ساٹھ حدیثیں مروی ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت آپ کی عمر ۱۳ یا ۱۴ سال تھی۔ (عینی ۱/۸۳)

ستر سال کی عمر میں بمقام طائف ۶۸ ھ میں وفات پائی' حضرت محمد بن حنفیہ نے نماز جنازہ پڑھا کر مجمع عام میں کہا کہ افسوس! آج اس اُمت کا مفسر اس دنیا سے اُٹھ گیا۔ (فیوض الباری' جلد اوّل)

پہلی روایت:

عن ابن عباس قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم ذات یوم و جبریل علی الصفا ...... فاتاه اسرافیل فقال ان الله سمع ما ذکرت فبعثنی الیک بمفاتیح خزائن الارض .

(الخصائص الکبری ۲/۳۳۳، باب کلمۃ ﷺ اللہ تعالیٰ بانواع الوحی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جبریل امین ایک روز صفا (کی پہاڑی) پہ تھے پھر آپ کے پاس حضرت اسرافیل آئے اور کہا کہ بے شک جو آپ نے ذکر کیا اللہ نے اسے سن لیا ہے' تو اس نے مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں دے کر آپ کی طرف بھیجا ہے۔

دوسری روایت:

ابن عباس واذا قائل یقول قبض محمد علی مفاتیح النصره و مفاتیح الریح و مفاتیح النبوۃ ثم اقبلت سحابة اخری یسمع منها صهیل الخیل و خفقان الاجنحة حتی غشیته فغیب عن عینی فسمعت منادیاً ینادی طوفوا بمحمد الشرق والغرب و علی موالید النبیین وا عرضوه علی کل روحانی من الجن والانس والطیر و السباع واعطوه صفاء ادم ورقة نوح وخلة ابراهیم و لسان اسماعیل و بشری یعقوب و جمال یوسف و صوت دواد و صبر ایوب و زهد یحییٰ و کرم عیسی و اعمروه فی اخلاق الانبیاء ثم تجلت عنه فاذا انا به قد قبض علی حریرة

خضراء مطوية و اذا قائل يقول بخ بخ قبض محمد صلی اللہ علیه وسلم علی الدنیا کلها لم یبق خلق من اهل الادخل فی قبضتة.

(دلائل النبوۃ لابی نعیم ص ۵۳)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں یہ لفظ ہیں (کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں' ولادت نبوی کے موقع پر) کسی کہنے والے نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مدد کی کنجیوں' ہوا کی کنجیوں اور نبوت کی چابیوں پر قبضہ کرلیا' پھر ایک دوسرا بادل کا ٹکڑا آیا جس سے خچروں کے ہنہنانے اور پرندوں کے پھڑ پھڑانے کی آواز سنائی دیتی کہ آپ کو اس نے ڈھانپ لیا۔ پس آپ نگاہوں سے اوجھل ہو گئے' میں نے ایک پکارنے والے کو سنا جو آواز دے رہا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرق ومغرب کا طواف کراؤ اور نبیوں کی ولادت گاہیں دکھاؤ اور آپ کے سامنے ساری روحانی مخلوق جن وانس پرندے' درندے پیش کرو اور آپ کو صفائے آدم' رقت نوح' خلت ابراہیم' صبر ایوب' زہد یحییٰ' بشری یعقوب' جمال یوسف' لحن داؤد' لسان اسماعیل اور کرم عیسیٰ عطا کرو اور اخلاق انبیاء میں آپ کی تعمیر کرو۔ پھر وہ بادل چھٹ گیا' آپ نے سبز لپٹی ہوئی حریر پر قبضہ کرلیا اور کہنے والا کہہ رہا تھا کہ بہت اچھا بہت اچھا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری دنیا پر قبضہ کرلیا ہے' اہل دنیا کی کوئی اچھی عادت نہ رہی مگر یہ کہ آپ کے قبضہ میں داخل ہوگئی۔

تیسری روایت:

عن ابن عباس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم انا سید ولد آدم فی الدنیا والاخرة ولا فخر وانا اول من تنشق الارض

عنی و عن امتی ولا فخر و بیدی لواء الحمد یوم القیامة و جمیع الانبیاء تحته ولا فخر والی مفاتیح الجنة یوم القیامة ولا فخر۔

(خصائص الکبریٰ ۲/ ۳۸۸)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں دنیا و آخرت میں اولاد آدم کا سردار ہوں اور فخر نہیں، میں پہلا ہوں کہ مجھ اور میری اُمت سے زمین کو شق کیا جائے گا اور فخر نہیں اور میرے ہاتھ میں قیامت کے دن حمد کا جھنڈا ہوگا۔ تمام انبیاء اس کے نیچے ہوں گے اور فخر نہیں، قیامت کے دن جنت کی کنجیاں میرے پاس ہوں گی اور فخر نہیں۔

....

مرویات

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

مختصر تعارف

حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بہت ہی جامع فضائل وکمالات صحابی ہیں۔ ابتداء ہی میں اسلام قبول کرلیا تھا' اس لئے سابقین اولین میں آپ کا شمار ہے' یہاں تک کہ بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ آپ چھٹے مسلمان ہیں' مکہ سے حبشہ اور حبشہ سے مدینہ دونوں ہجرتوں کا شرف آپ کو حاصل ہے' آپ کی کنیت ابوعبدالرحمٰن اور لقب صاحب النعلین والوسادہ والمطہرہ ہے' یعنی حضور کی نعلین' مسند' وضو کا برتن اور مسواک وغیرہ آپ ہی کی تحویل میں رہتی تھیں۔ جنگ بدر اور دوسری لڑائیوں میں بھی شریک جہاد رہے اور عمر بھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس طرح حاضر باش اور رازدار رہے کہ باہر سے آنے والے لوگ آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کا فرد سمجھتے تھے' آپ بہت ہی دبلے پتلے اور پست قد تھے' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو جنت کی بشارت دی اور یہ فرمایا کہ میں اپنی اُمت کیلئے وہ پسند کرتا ہوں جو یہ پسند کرے اور اسی کو ناپسند سمجھتا ہوں جس کو یہ ناپسند کریں' حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کے دورِ خلافت میں کوفہ کے قاضی اور بیت المال کے منیجر رہے' آٹھ سو اڑتالیس حدیثیں آپ سے مروی ہیں۔

آخری عمر میں کوفہ سے مدینہ چلے آئے اور ۳۲ھ میں ساٹھ سال سے زیادہ عمر پاکر وصال فرمایا اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔ (فیوض الباری' جلد اوّل)

پہلی روایت:

ا۔ عبد اللہ بن مسعود یقول اوتی نبیکم صلی اللہ علیہ وسلم مفاتیح کل شیء (مسند احمد ۱/۴۳۵)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر چیز کی چابیاں دی گئی ہیں۔

دوسری روایت:

عن عبد اللہ قال اوتی نبیکم صلی اللہ علیہ وسلم کل شیء (مسند احمد ۱/۴۴۳)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر چیز کی چابیاں دی گئی ہیں۔

تیسری روایت:

عن عبد اللہ بن مسعود قال قال من کل شیء قد اوتی نبیکم علیہ. (مسند الحمیدی رقم الحدیث ۱۲۴)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ارشاد نبوی ہے کہ ہر ہر چیز تمہارے نبی کو دے دی گئی ہے۔

مرویات

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ

مختصر تعارف

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بہت ہی جلیل القدر اور صاحب فضیلت صحابی ہیں۔
ان کی کنیت ابوحمزہ ہے، دس برس کی عمر سے بارگاہ نبوت میں خادم خاص کی حیثیت سے رہے اور دس برس تک مسلسل سفر و حضر میں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کا شرف حاصل کیا، حضور علیہ السلام نے خوش ہوکر ان کیلئے عمر، مال، اولاد میں برکت کی دعا فرمائی، اسی کا مبارک اثر تھا کہ ان کا باغ سال میں دو مرتبہ پھلتا تھا اور باغ کے تمام پھلوں میں مشک کی خوشبو آتی تھی، چند بیویوں اور باندیوں کے شکم سے ان کے ایک سو بیٹے پیدا ہوئے، سو برس کی عمر پائی ۹۳ھ میں بصرہ کے اندر آپ کی وفات ہوئی، مشہور باکرامت محدث حضرت محمد بن سیرین نے آپ کو غسل دیا اور بصرہ میں حجاج بن یوسف گورنر کے محل کے قریب آپ مدفون ہوئے۔ آپ سے بکثرت حدیثیں مروی ہیں، صرف صحاح ستہ میں دو ہزار دو سو چھیاسی حدیثیں ہیں۔ (فیوض الباری، جلد اوّل)

پہلی روایت:

عن انس قال رسول الله صلی الله علیه وسلم انا اولهم خروجا وانا قائدهم اذا وفدوا وانا خطیبهم اذا انصتوا وانا مشفعهم اذا حبسوا وانا مبشرهم اذا ایسوا الکرامة والمفاتیح یومئذ بیدی وانا اکرم ولدادم علی ربی یطوف علی الف خادم کانهم بیض مکنون اولوء لوء منثور۔ (سنن دارمی ۱/ ۳۹، باب ما اعطی النبی من الفضل)

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جب لوگوں کو اُٹھایا جائے گا تو سب سے پہلے میں قبر سے نکلوں گا، میں ان کا قائد ہوں گا جب وہ وفد بنا کر چلیں گے، میں ان کا خطیب ہوں گا جب وہ خاموش ہوں گے میں ان کا سفارشی ہوں گا جب وہ روک دیئے جائیں گے، میں ان کا مبشر (بشارت دینے والا) ہوں گا جب وہ مایوس ہوں گے، ساری کرامت اور تمام کنجیاں اس دن میرے ہاتھ میں ہوں گی، حمد کا جھنڈا اس روز میرے پاس ہوگا، میں اپنے رب کے ہاں تمام اولادِ آدم میں سب سے زیادہ عزت والا ہوں، میرے گرد ہزار خادم چکر لگائیں گے گویا کہ وہ چھپائے انڈے اور بکھرے موتی ہیں۔

دوسری روایت:

عن انس بن مالک قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم انا اولهم خروجا اذا بعثوا و قائدهم اذا وفدوا وانا خطیبهم اذا انصتوا وانا شافعهم اذا حبسوا وانا مبشرهم اذا ایسوا لواء الکرامة و مفاتیح الجنة

ولواء الحمد یومئذ بیدی وانا اکرم ولد آدم علی ربی یطوف علی الف خادم کانھم بیض مکنون او لوء لوء منثور۔ (دلائل النبوۃ ۱/۶۴)

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جب لوگوں کو اُٹھایا جائے گا تو سب سے پہلے میں قبر سے نکلوں گا' میں ان کا قائد ہوں گا جب وہ وفد بنا کر چلیں گے' میں ان کا خطیب ہوں گا جب وہ خاموش ہوں گے میں ان کا سفارشی ہوں گا جب وہ روک دیئے جائیں گے' میں ان کا مبشر (بشارت دینے والا) ہوں گا جب وہ مایوس ہوں گے' کرامت کا جھنڈا اور تمام کنجیاں اس دن میرے ہاتھ میں ہوں گی' حمد کا جھنڈا اس روز میرے پاس ہوگا' میں اپنے رب کے ہاں تمام اولادِ آدم میں سب سے زیادہ عزت والا ہوں' میرے گرد ہزار خادم چکر لگائیں گے گویا کہ وہ چھپائے انڈے اور بکھرے موتی ہیں۔

تیسری روایت: امام بخاری علیہ الرحمۃ نے حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے درج ذیل الفاظ نقل کئے ہیں:

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم تسموا باسمی ولا تکنوا بکنیتی فانما انا قاسم راقسم بینکم۔

یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''میرے نام پر نام رکھو اور میری کنیت پر کنیت نہ رکھو کیونکہ صرف میں ہی قاسم ہوں' تمہارے درمیان تقسیم کرتا ہوں''۔

اس کے بعد لکھا ہے: **ورواہ انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم**

(بخاری ۲/ ۹۱۵، کتاب الآداب، باب من سمی باسماء الانبیاء)

اور یہی بات حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ میں قاسم ہوں' تمہارے درمیان تقسیم کرتا ہوں۔

مرویات

سیدنا ثوبان بن بجدد رضی اللہ عنہ

مختصر تعارف

حضرت سیدنا ثوبان بن بجدد رضی اللہ عنہ

آپ کی کنیت ابوعبد اللہ ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو خریدا اور آزاد کر دیا۔ آپ سفر و حضر میں ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے' حتیٰ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو گیا تو پھر آپ ملک شام کی طرف چلے گئے۔ رملہ میں نزول کیا' پھر وہاں سے حمص منتقل ہو گئے' وہاں پر ۵۴ھ میں وفات پائی' آپ سے خلق کثیر نے روایت کی ہے۔ (الاکمال)

پہلی روایت:

عن ثوبان مولیٰ رسول الله صلی الله علیه وسلم ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال زویت لی الارض حتی رأیت مشارقها و مغاربها و اعطیت الکنزین الاصفر والاحمر والابیض یعنی الذهب والفضة ۔(ابن ماجہ ص ۲۹۲ ابواب الفتن، باب ما یکون من الفتن)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''میرے لئے زمین کو لپیٹ دیا گیا یہاں تک کہ میں نے اس کے مشارق و مغارب دیکھ لیئے اور مجھے پیلے، سرخ اور سفید خزانے یعنی سونے اور چاندی کے خزانے دیئے گئے ہیں۔

دوسری روایت:

عن ثوبان قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الله تعالیٰ زوی لی الارض او قال ان ربی زوی لی الارض فأریت مشارقها و مغاربها وان ملک امتی سیبلغ ما زوی لی منها واعطیت الکنزین الاحمر والابیض ۔(ابوداؤد ۲/ ۲۲۸، کتاب الفتن)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین کو سمیٹ دیا یا فرمایا میرے رب نے میرے لئے زمین لپیٹ دی تو مجھے اس کے مشارق و مغارب دیکھائے گئے اور بے شک جہاں تک میرے لئے سمیٹ دیا گیا وہاں تک میری اُمت کی حکومت پہنچے گی اور مجھے سرخ وسفید خزانے عطا فرمائے گئے ہیں۔

تیسری روایت:

عن ثوبان قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الله زوی لی الارض فرایت مشارقها و مغاربها و ان امتی سیبلغ ملکها مازوی لی منها و اعطیت الکنزین الاحمر والابیض.

(مصنف ابن ابی شیبہ ۷/ ۴۲۱، کتاب الفضائل باب ما اعطی اللہ تعالیٰ محمداً)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین کو سمیٹ دیا میں نے اس کے مشارق و مغارب دیکھ لئے اور بے شک جہاں تک میرے لئے سمیٹ گیا وہاں تک میری اُمت کی حکومت پہنچے گی اور مجھے سرخ وسفید خزانے عطا فرمائے گئے ہیں۔

چوتھی روایت:

عن ثوبان قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الله زوی لی الارض فرایت مشارقها و مغاربها وان امتی سیبلغ ملکها ما زوی لی منها و اعطیت الکنزین الاحمر والابیض.

(الصحیح المسلم ۲/ ۳۹۰، کتاب الفتن واشراط الساعہ)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین کو سمیٹ دیا تو میں نے اس کے مشارق ومغارب کو دیکھ لیا اور بے شک میری اُمت کی حکومت وہاں تک پہنچ جائے گی جہاں تک میرے لئے سمیٹا گیا اور مجھے سرخ وسفید دونوں خزانے عطا کئے گئے ہیں۔

پانچویں روایت:

عن ثوبان ان نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ زوی لی الارض حتی رأیت مشارقھا و مغاربھا و اعطانی الکنزین الاحمر و الابیض ۔ (صحیح مسلم ۲/ ۳۹۰)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین کو سمیٹ دیا یہاں تک کہ میں نے اس کے مشارق ومغارب کو دیکھ لیا اور اس نے مجھے سرخ وسفید خزانے عطا فرمائے ہیں۔

چھٹی روایت:

عن ثوبان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ زوی لی الارض فرایت مشارقھا و مغاربھا و ان امتی سیبلغ ملکھا ما زوی لی منھا و اعطیت الکنزین الاحمر والا بیض . (الحدیث)
(ترمذی ۲/ ۴۰، ابواب الفتن، باب سوال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثلا ثافی امتہ)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین کو سمیٹ دیا ہے، تو میں نے اس کے مشارق ومغارب کو دیکھ لیا اور بے شک میری اُمت کی حکومت وہاں تک پہنچے گی جہاں تک میرے لئے سمیٹا گیا ہے اور مجھے سرخ وسفید خزانے دیئے گئے ہیں۔

امام ترمذی نے فرمایا ہے:

ھذا حدیث حسن صحیح

"یہ حدیث حسن، صحیح ہے"۔

مرویات

حضرت سیدنا معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما

مختصر تعارف

حضرت سیدنا معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ہستی بلند مرتبہ ہے' آپ سردار مکہ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے فرزند ہیں' آپ کی والدہ ماجدہ کا نام ہند تھا' ۸ھ فتح مکہ کے سال اور بعض کے نزدیک اس سے پہلے آپ نے اسلام قبول کیا اور دربار رسالت میں اتنے معتمد صحابی قرار پائے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کاتب وحی کا عہدہ ان کو عطا فرمایا' خلافت راشدہ کے دور میں شام کے گورنر رہے' پھر تمام عالم اسلام کے بادشاہ ہو گئے' آپ کے پاس تبرکات نبوی میں کُرتا' چادر' تہبند اور ناخن مبارک کے کچھ تراشے اور موئے مبارک تھے' آپ وصیت کر گئے کہ مجھے انہیں متبرک کپڑوں میں کفن دینا اور ناخن اقدس کے تراشے اور موئے مبارک میری آنکھ' ناک' منہ اور سجدہ کے اعضاء میں رکھ دینا اور مجھے ارحم الراحمین کے سپرد کر دینا' رجب المرجب ۶۰ھ میں اٹھتر برس کی عمر پا کر وفات پائی' آپ سے ایک سو چھتیس حدیثیں مروی ہیں۔

(نزہۃ القاری و فیوض الباری جلد اوّل)

پہلی روایت:

قال حمید بن عبدالرحمن سمعت معاویة خطیباً یقول سمعت النبی صلی الله علیه وسلم یقول من یرد الله به خیرا یفقهه فی الدین وانما انا قاسم والله یعطی ......الحدیث

(بخاری ۱/۱۶، کتاب العلم، باب من یرد اللہ بہ خیرا الخ)

حمید بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا کہ میں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے سنا اس حال میں کہ وہ خطبہ دے رہے تھے انہوں نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بہتری کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین میں فقہ (سمجھ) عطا فرما دیتا ہے اور صرف میں تقسیم کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔

دوسری روایت:

معاویة یقول قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من یرد الله به خیرا یفقهه فی الدین والله المعطی و انا القاسم ......الحدیث۔

(بخاری ۱/۴۳۹، کتاب الجہاد باب قول اللہ تعالیٰ فان للہ خمسہ وللرسول)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کی فقہ (سمجھداری) عطا فرما دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ عطا فرمانے والا ہے اور میں تقسیم کرنے والا ہوں۔

تیسری روایت: حمید قال سمعت معاویة بن ابی سفیان یخطب قال سمعت النبی صلی الله علیه وسلم یقول من یرد الله به خیرا یفقهه فی

الدین وانما انا قاسم و یعطی الله ......الحدیث۔

(بخاری ۲/ ۱۰۸۷، کتاب الاعتصام باب قول النبی لاتزال طائفۃ الخ)

حمید بن عبدالرحمٰن کا بیان ہے کہ میں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو خطبہ دیتے یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس شخص سے خدا بھلائی کا ارادہ فرمالیتا ہے تو اسے دین کی فقہ (سوجھ بوجھ) عطا فرما دیتا ہے اور میں ہی بانٹتا ہوں اور اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔

چوتھی روایت:

عن عبد الله بن عامر الیحصبی قال سمعت معاویة یقول ایاکم واحادیث الاحدیثا کان فی عهد عمرفان عمر کان یخیف الناس فی الله سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم وهو یقول من یرد الله به خیر یفقهه فی الدین و سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول انما انا خازن...... الحدیث۔

(مسلم ۱/ ۳۳۳، کتاب الزکوٰۃ، باب بیان ان الید العلیاء الخ)

عبداللہ بن عامر یحصبی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ (اے لوگو!) تم زیادہ احادیث بیان کرنے سے بچو، سوائے حضرت عمر کے زمانے کی ایک حدیث کے، پس بے شک حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کو اللہ کا خوف دلاتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ جس سے بہتری کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے دین کی سمجھ دیتا ہے اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ صرف میں ہی خزانوں والا ہوں۔

پانچویں روایت: حمید بن عبدالرحمن بن عوف قال سمعت معاویة بن ابی سفیان وھو خطیب یقول انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین وانما انا قاسم و یعطی اللہ

(الصحیح المسلم ۱/۳۳۳، کتاب الزکوٰۃ، باب بیان ان الید العلیا الخ)

حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے سنا اس حال میں کہ وہ اس وقت خطبہ ارشاد فرما رہے تھے، انہوں نے فرمایا "بے شک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ فرمالیتا ہے تو اسے دین کی سمجھ دے دیتا ہے اور صرف میں ہی بانٹنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔

چھٹی روایت:

امام مسلم نے حضرت وہب بن منبہ کی سند سے بھی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی اس روایت کو نقل کیا ہے۔ (صحیح مسلم ۱۹/۳۳۳)

....

مرویات

حضرت سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ

مختصر تعارف

حضرت سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ مشہور انصاری صحابی ہیں' سب سے پہلے غزوۂ خندق میں شریک ہوئے' اس کے بعد تمام مشاہد میں شریک رہے۔ ۲۴ھ میں ری' موجودہ طہران آپ نے کچھ صلح سے کچھ لڑ کر فتح کرلیا۔ جنگ تستر میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے' مشاجرات میں یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حامی تھے' ان کے ساتھ تمام لڑائیوں میں رہے' حضرت مصعب بن زبیر کے عہد ولایت میں کوفے میں جاں بحق ہوئے ۷۲ھ سن وصال ہے۔ ان کے والد ماجد حضرت عازب بھی صحابی ہیں' صحابہ میں عازب نام کا سوائے ان کے کوئی نہیں اور نہ براء بن عازب نام کا ان کے صاحبزادے کے علاوہ کوئی اور ہے۔ آپ سے تین سو پانچ احادیث مروی ہیں۔

(نزہۃ القاری جلد دوم)

پہلی روایت:

براء بن عازب قال اعطیت مفاتیح الشام ' اعطیت مفاتیح فارس اعطیت مفاتیح الیمن. (مسند احمد ۴/۳۰۳)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھے ملک شام کی کنجیاں دے دی گئی ہیں' مجھے ملک فارس کی چابیاں عطا کر دی گئی ہیں' مجھے ملک یمن کی چابیاں عنایت کی گئی ہیں۔

مرویات

حضرت سیدہ اُم درداء رضی اللہ عنہا

مختصر تعارف

حضرت سیدہ اُم درداءؓ رضی اللہ عنہا

حضرت اُم درداء رضی اللہ عنہا کا نام خیرہ بنت ابی حداد اسلمیہ ہے' آپ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کی زوجہ ہیں اور صحابیات اور دیگر عورتوں میں نہایت فضل و شرف اور عقل وخرد کی مالکہ اور بڑی اچھی رائے والی خاتون ہیں' اس کے علاوہ عبادت اور قربانی کے لحاظ سے بھی ممتاز ہیں' ان سے ایک جماعت نے روایات بیان کی ہے۔

حضرت ابودرداء سے دو سال قبل ہی ان کا وصال ہو گیا' ملک شام میں خلافت عثمانی کے دور میں وفات پائی۔ (اکمال)

پہلی روایت:

عن ام الدرداء قالت قلت لكعب كيف تجدون صفة رسول الله صلى الله عليه وسلم فى التوراة قال كنا نجده مرصوفاً فيها محمد رسول الله اسمه المتوكل ليس بفظ ولا غليظ ولا اسخاب فى الاسواق وأعطى المفاتيح. (دلائل النبوۃ ۱/ ۳۷۷)

حضرت اُم درداء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت کعب سے دریافت کیا کہ تم تورات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت کس طرح پاتے تھے؟ تو انہوں نے بتایا کہ ہم نے تورات میں آپ کو درج ذیل صفات سے متصف پایا محمد اللہ کے رسول ہیں، آپ کا اسم مبارک متوکل تھا، آپ سخت مزاج نہیں، سخت دل نہیں، نہ ہی بازاروں میں شور کرتے ہیں اور آپ کو (خزانوں کی) چابیاں دے دی گئی ہیں۔

دوسری روایت:

عن ام الدرداء قالت قلت لكعب كيف تجدون صفة رسول الله صلى الله عليه وسلم فى التوراة قال كنا نجده مرصوفاً فيها محمد رسول الله اسمه المتوكل ليس بفظ ولا غليظ ولا اسخاب فى الاسواق وأعطى المفاتيح. (تاریخ ابن عساکر ۱/ ۳۴۴)

حضرت اُم درداء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت کعب سے دریافت کیا کہ تم تورات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت کس طرح پاتے تھے؟ تو انہوں نے بتایا کہ ہم نے تورات میں آپ کو درج ذیل صفات سے متصف پایا محمد اللہ کے رسول ہیں، آپ کا اسم مبارک متوکل تھا، آپ سخت مزاج نہیں، سخت دل نہیں، نہ ہی بازاروں میں شور کرتے ہیں اور آپ کو (خزانوں کی) چابیاں دے دی گئی ہیں۔

متفرقات

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک معلق روایت بدیں الفاظ نقل کی ہے:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما انا قاسم و خازن واللہ یعطی (بخاری ۱/ ۴۳۹، کتاب الجہاد باب قول اللہ تعالیٰ فان للہ خمسہ وللرسول)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں تو تقسیم کرنے والا اور خزانے جمع رکھنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔

o...... حضرت خیثمہ بن عبدالرحمٰن تابعی رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے:

قال قیل للنبی صلی اللہ علیہ وسلم ان شئت اعطیناک مفاتیح الارض وخزائنھا (مصنف ابن ابی شیبہ ۷/ ۴۴۴، کتاب الفضائل باب ما اعطی اللہ تعالیٰ محمداً)

یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ اگر آپ چاہیں تو ہم آپ کو زمین اور آسمان کے تمام خزانوں کی کنجیاں عطا فرما دیتے ہیں۔

o...... **عن ابن طاؤس عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نصرت بالرعب واعطیت جوامع الکلام واعطیت الخزائن و خیرت بین ان ابقٰی حتی اری ما یفتح علی امتی و بین التعجیل فاخترت التعجیل۔** (مصنف عبدالرزاق ۱۱/ ۹۹ رقم ۲۰۰۳۴)

حضرت ابن طاؤس اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میری مدد رعب سے کی گئی ہے اور مجھے جوامع کلمات عطا کیے گئے ہیں اور مجھے خزانے عطا فرمائے گئے ہیں اور مجھے اختیار دیا گیا ہے کہ میں اتنی دیر تک باقی

رہوں حتیٰ کہ دیکھ لو کہ میری اُمت پر کیا فتوحات ہوتی ہے یا جلدی چلا جاؤں تو میں نے پہلے ہی چلے جانے کو پسند کیا ہے۔

O...... عن ابن طاؤس عن ابیه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم نصرت بالرعب واعطیت الخزائن و خیرت بین انی ابقی حتی اری ما یفتح علی امتی و بین التعجیل فاخترت التعجیل۔

(سنن الکبریٰ ۷/ ۴۸، کتاب النکاح باب ما امرہ اللہ تعالیٰ بہ عن اختیار الاخرۃ)

حضرت ابن طاؤس اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''میری مدد رعب سے کی گئی ہے اور مجھے جوامع کلمات عطا کئے گئے ہیں اور مجھے خزانے عطا فرمائے گئے ہیں اور مجھے اختیار دیا گیا ہے کہ میں اتنی دیر تک باقی رہوں حتیٰ کہ دیکھ لو کہ میری اُمت پر کیا فتوحات ہوتی ہے یا جلدی چلا جاؤں تو میں نے پہلے ہی چلے جانے کو پسند کیا ہے۔

O...... حضرت عمرو بن شعیب تابعی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

لقد اعطیت اللیلة خمسا ۔(الوفا ۱/ ۳۶۵)

یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تحقیق مجھے رات کو پانچ چیزیں عطا کی گئی ہیں۔

چند اضافی حوالہ جات

یہاں ان کتابوں کے چند حوالات درج کئے جاتے ہیں جن میں یہ احادیث نقل کی گئی ہیں تا کہ افادہ واستفادہ عام ہو سکے۔

۱۔ مشکوٰۃ المصابیح ص: ۵۴۷۔۵۱۲۔۵۱۴۔۳۲۔۳۲۵

۲۔ زجاجۃ المصابیح ۵/ ۱۸۹۔۵/ ۸

۳۔ مصابیح السنہ ۴/ ۳۵۔رقم الحدیث ۴۴۷۱۔۴۴۷۲

۴۔ البدایہ والنہایہ ۶/ ۴۱۔۶/ ۱۸۹۔۶/ ۲۹۰۔

۵۔ الخصائص الکبریٰ ۱/ ۱۱۔۲/ ۳۳۱، ۳۴۵، ۲/ ۱۹۵، ۱۹۴، ۱/ ۴۷، ۲/ ۲۱۸، ۲/ ۲۲۴

۶۔ الشفاء ۱/ ۱۳۳، باب نمبر ۳، فصل اوّل

۷۔ جواہر البحار ۱/ ۴۰، ۱/ ۲۹۰، ۱/ ۲۸۹، ۱/ ۸۳، ۲/ ۷۷، ۳/ ۳۳۴

۸۔ الوفا ۱/ ۳۶۳، ۱/ ۳۶۷، ۱/ ۳۶۴، ۱/ ۳۶۹، ۲/ ۸۲۵، ۱/ ۳۶۵، ۲/ ۸۲۴

۹۔ تفسیر قرطبی ۱/ ۴۹

۱۰۔ شرح السنہ ۱۲/ ۲۵۲

۱۱۔ تفسیر بغوی ۲/ ۱۶۰

۱۲۔ فتح الباری ۱/ ۴۵۶، ۱/ ۱۰۲، ۸/ ۴۱۷، ۸/ ۲۳۴

۱۳۔ الجامع الصغیر ۱/ ۴۶، ۱/ ۹، ۱/ ۱۱۰، ۲/ ۳۴

۱۴۔ مجمع الزوائد ۱/ ۲۶۰، ۹/ ۲۰، ۸/ ۲۶۳

۱۵۔ تفسیر ابن کثیر ۲/ ۷۸، ۲/ ۴۵۴

۱۶۔ کنز العمال ۷/ ۸۸، ۱۱/ ۴۰۶، ۶/ ۱۰۶

۱۷۔ موارد الظمان ص: ۵۲۵

۱۸۔ تفسیر در منثور ۵/ ۱۶۹

۱۹۔ السراج المنیر ۲/ ۷۹

۲۰۔ تفسیر جامع البیان (ابن جریر) ۷/ ۱۲۶، ۱۲۷

۲۱۔ زرقانی شرح مواہب ۱/ ۱۱۴، ۳/ ۱۲۸

۲۲۔ مسند الفردوس ۱/ ۷۹

۲۳۔ مولد رسول اللہ (ابن کثیر) ص ۲۰

۲۴۔ مسند الجامع ۳/ ۱۷۶

=====

اہلسنّت وجماعت کی عظیم فتح

اور

غیر مقلدوں کی ذلت آمیز شکست

جب سے انگریز کے ناپاک قدم ہندوستان میں لگے ہیں، تب سے اہل اسلام کو غیر مقلد وہابی فرقہ کی شرانگیزیوں اور فتنہ سامانیوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ چونکہ شرارت توہین، بداخلاقی، دریدہ دہنی اور امن دشمنی وہابیوں کو گھٹی میں نصیب ہوئی ہے۔ اس لئے ہر میدان میں ذلت ورسوائی کے باوجود مسلمانوں کو گمراہ کرنے کا کوئی موقع بھی ہاتھ سے جانے نہیں دیتے، ہر گلی، ہر محلے، ہر بازار، ہر گھر اور ہر شہر میں یہی چال بدچل رہے ہیں۔

چنانچہ لاہور میں سادہ لوح مسلمانوں کو ورغلانے کیلئے جب انہوں نے انتشار واختلاف کو ہوا دی تو جناب خالد محمود صاحب نے ان کا رستہ روکا، لیکن وہابیوں نے باز نہ آنا تھا، نہ آئے۔ بالآخر طے یہ پایا کہ مباحثہ ومناظرہ ہو جائے جس کیلئے وہابیوں نے یہ مسئلہ رفع الیدین، کو نامزد کیا، جبکہ اہلسنّت کا خیال یہ تھا کہ ان کے کفریہ عقائد پر بات چلے، لیکن وہابیوں نے مسئلہ رفع الیدین کو ہی کفر واسلام کا مسئلہ بنا رکھا ہے کہ جو یہ عمل اپنا لے اب اس کیلئے سات سمندر معاف ہیں۔ وہ جو چاہے کرے یہی بات قاضی عبدالاحد خانپوری وہابی نے کہی ہے (کتاب التوحید والسنہ ص ۲۶۲ اور مولوی نذیر حسین دہلوی

نے اس مسئلہ پر لڑنا جھگڑنا (مناظرہ کرنا) جہالت اور تعصب قرار دیا۔

(فتاویٰ نذیریہ جلد اوّل ص ۱۴۱۴)

لیکن وہابیوں نے اپنی جہالت و لاعلمی اور بے شعوری کا ثبوت دیتے ہوئے اسی مسئلہ پر مناظرہ کرنے کا فیصلہ کرلیا اور جب سنی زندہ دلان لاہور نے مناظر اسلام محقق دوران، فاتح مذاہب باطلہ حضرت العلام ابوالحقائق مولانا غلام مرتضیٰ ساقی مجددی دامت برکاتہم سے رابطہ کیا تو آپ نے فرمایا کہ ہمیں وہابیوں کا یہ چیلنج بھی قبول ہے۔ چنانچہ گیارہ جون ۲۰۰۶ء بروز اتوار بمقام سمن آباد لاہور مناظرہ طے پایا۔ دس جون بروز ہفتہ بعد نماز عشاء شرائط، دعویٰ اور جواب دعویٰ طے ہونا تھا۔ حضرت مناظر اسلام قبلہ ساقی صاحب اور ان کے ہمراہ مناظر اہلسنت حضرت علامہ مولانا محمد کاشف اقبال مدنی رضوی اور رئیس التحقیق حضرت علامہ پروفیسر محمد انوار حنفی صاحب دوپہر کے وقت ہی تشریف لے آئے، لیکن جب وہابیوں سے رابطہ کیا گیا تو انہوں نے عجب گل کھلائے، کبھی کہتے کہ کل (گیارہ جون) عشاء کے بعد شرائط طے ہوں گی اور مناظرہ پھر کسی اور دن ہوگا۔ کبھی کہتے ہمارے مناظر یحییٰ عارفی کا سیالکوٹ مناظرہ ہے وہ مصروف ہیں۔ بالآخر ہمارے تعاقب سے تنگ آکر انہوں نے کہا ہمارے ایک دوست کی نانی مر گئی ہے۔ چونکہ وہ اس میں شریک نہیں ہو سکتے۔ لہذا ہم مناظرہ بعد میں کریں گے۔ ہم نے کہا کہ مناظرہ نانی اماں نے نہیں کرنا اور جس کی نانی مری ہے نہ تو وہ مناظر اور نہ ہی صدر و معاون ہے، کیا تم ایک آدمی کی وجہ سے اپنا مسلکی نظام روک دو گے، چنانچہ ہمارے شرم دلانے پر مرتا، کیا نہ کرتا، کے مطابق انہوں نے ہاں کرلی اور نماز ظہر کے بعد تقریباً چار بجے گفتگو کا سلسلہ چل پڑا۔ وہابی مولوی نے اپنی بات کی بنیاد ہی جھوٹ پر

رکھی کہ حنفیوں کے نزدیک نماز میں ابتدائی رفع یدین بھی نہیں ہے ہم نے حوالہ مانگا تو کہنے لگا کتاب لے کرنہیں آیا۔ ویسے فتاویٰ ہندیہ میں ایسے ہی لکھا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں! آیا میدان مناظرہ میں لیکن کتب گھر میں چھوڑ آیا پھر منت سماجت کرنے لگا کہ مجھے کتاب لانے کا موقع دو۔ چنانچہ اس کے اصرار پر اسے موقع دیا گیا۔ کتاب آئی' اس نے اپنا جھوٹ دہرا کر کتاب کو ویڈیو کیمرہ کے سامنے کیا۔ حضرت قبلہ ساقی صاحب نے اسی کتاب کو لے کر عوام الناس کے سامنے اس کا دھوکہ ظاہر کر دیا کہ بالکل بکواس ہے۔ اس کتاب کے صفحہ نمبر پر صراحت موجود ہے کہ تکبیر تحریمہ کے ساتھ رفع یدین کرنا سنت ہے اور کتاب کیمرہ کے سامنے کر دی اور اس کا مزید محاسبہ کرتے ہوئے نصب الرایہ ۱/ ۴۰۸ نیل الاوطار ص وغیرہ سے دکھایا کہ ابتدائی رفع یدین پر اجماع و اتفاق ہے اور ابتدائی رفع یدین کا مسنون ہونا ہدایہ' کنزالدقائق' قدوری اور نورالایضاح وغیرہ میں بھی موجود ہے۔ وہابیت کے غبارے سے ہوا نکل چکی تھی اور ان کا دجل' فریب' فراڈ' دھوکہ اور جھوٹ ظاہر ہو چکا تھا لیکن وہابی مولوی **اذا لم تستحی فاصنع ما شئت** اور "بے حیا باش و ہر چہ خواہی کن" کا مصداق ہو کر بد اخلاقی' بدزبانی' بدتہذیبی اور عجیب و غریب حرکات کا مظاہرہ کرنے لگا ہر بات میں جھوٹ' ہر قول میں دغا' ہر حوالہ میں دھوکہ اور ہر بول میں تماشہ...... اس کی بے وقوفی اور خرد ماغی کا اندازہ اس بات سے ہی لگائیں کہ مناظرہ میں مناظر صدر مناظر اور معاونین کا ہونا ایک امر مسلم ہے لیکن وہ ایسی باتوں سے بھی انکاری تھا اور کہتا مناظر اور صدر میں خود ہی ہوں اور جب اس نے حضرت ساقی صاحب مدظلہ العالی کے ہاتھوں اپنے مکر و فریب کا تیا پانچا ہوا ہوتا دیکھا تو شور وغل رقص اور ڈانس میں مگن ہو گیا اور جب اس کی شقاوت و بدبختی غالب آئی تو

میزبانوں کو گالیوں دینے سے نہ شرماتا۔ اس کی ان حیوانی حرکات کو دیکھ کر اس کے چیلوں نے بھی اس کا ساتھ چھوڑ دیا اور جب اس کے دانے بالکل ہی ختم ہو گئے تو بے سند کتابوں سے اہلسنت پر طعن کرنے لگا لیکن خدا تعالیٰ حضرت ساقی صاحب دامت برکاتہم کو جزائے خیر دے اور آپ کا مبارکہ سایہ دراز فرمائے۔ آپ نے جیسا منہ ویسا تھپڑ کے محاورہ کو قائم رکھتے ہوئے اسے ہر بات پر پچھاڑ کے رکھ دیا اور اسے آئینہ میں اس کا مکروہ چہرا دکھا دیا جس سے وہ جان چکا ہوگا کہ وہابیت کا نجس خمیر کس مٹی سے تیار کیا گیا ہے۔ حضرت علامہ ساقی صاحب قبلہ' وہابیت و غیر مقلدیت کے ویسے ہی اسپشلٹ ہیں جس پر آپ کی متعدد تصانیف شاہد عدل ہیں۔ علامہ ساقی صاحب نے جب اسے اپنے مضبوط شکنجے میں جکڑا تو وہ دم دبا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ کیونکہ باطل ہمیشہ سے حق کے مقابلہ میں بھاگ جاتا ہے۔ یوں اللہ تعالیٰ نے حق کو حسب سابق عظیم فتح عطا فرمائی۔ والحمد للہ علیٰ ذالک۔

مناظرہ کی مکمل ریکارڈنگ قادری کیسٹ ہاؤس لاہور سے دستیاب ہے۔

محمد امتیاز ساقی مجددی

مرکزی ناظم مرکزی تنظیم عاشقان مصطفےٰ گوجرانوالہ' پاکستان

مصنف کی دیگر کتب

مطبوعہ

جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم
صحابہ کرام اور مسلک اہل سنت
اسلام اور ولایت
اہل جنت، اہل سنت
محققانہ فیصلہ
تحقیقی محاسبہ
طلاق ثلاثہ
رفع الیدین
اسلامی تربیتی نصاب
یہ مسائل ثابت ہیں
خطبات رمضان
دعا بعد جنازہ
حضور ﷺ مالک ومختار ہیں
وہابیوں کا مروجہ جنازہ ثابت نہیں
قربانی
روئیداد مناظرہ گرجاکھ
کیا ہمارے لئے اللہ کافی نہیں؟
مسلک اہل بیت (کتب شیعہ کی روشنی میں)

آؤ میلاد منائیں

زیر طباعت

شرح اربعین مجددیہ

خطبات ابوالحقائق

خارجیت کے مختلف روپ

روئیداد مناظرہ توحید

روئیداد مناظرہ درود وسلام

گلدستہ ایمان

غنیۃ الطالبین تحقیق کے آئینہ میں

خلفاء راشدین اور مسلک اہلسنت

جامع الرضوی المعروف صحیح البہاری

(ترجمہ وتخریج)

اکابرین مجددیہ اور ردّ وہابیت

اہل سنت کی پہچان

مقالات ابوالحقائق

درود شریف پڑھنے کا شرعی اسلوب

روئیداد مناظرہ تعویذ

روئیداد مناظرہ رفع الیدین

خطبات میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

بائیکاٹ کا شرعی حکم

دروس قرآن فی شھر رمضان

اہل بیت اطہار

بدمذہب کے پیچھے نماز کا حکم

بریلویت کیا ہے؟

امانت اور دیانت کے موضوع پر قرآن وحدیث، آثار صحابہ اور اقوال علماء

کرام کی روشنی میں جامع تصنیف

امانت

اور

دیانت داری

مصنف استاذ العلماء مترجم کتب کثیرہ

قاری یاسین قادری شطاری ضیائی

مدرس جامعہ اسلامیہ گاموں نکے

ناشر مکتبہ فیضان عطار جامع مسجد عمر روڈ کاموں نکے ضلع گوجرانوالہ

0300-7443224

قرب قیامت کے سب سے بڑے فتنے "دجال" کے بارے میں احادیث نبویہ آثار صحابہ اور اقوال علماء کی روشنی میں مکمل معلومات کیلئے دلچسپ اور جامع کتاب

کانا دجّال

مصنف

مترجم

استاذ العلماء مترجم کتب کثیرہ

قاری یاسین قادری شطاری ضیائی

مدرس جامعہ اسلامیہ کاموکے

ناشر مکتبہ فیضان عطار جامع مسجد عمر روڈ کاموکے ضلع گوجرانوالہ
0300-7443224

مکتبہ کی جلد منظر عام پر آنے والی مشہور و معروف کتاب

انیس الجلیس (مترجم)

مصنف

رحمتہ اللہ علیہ

علامہ جلال الدین سیوطی

ناشر مکتبہ فیضان عطار

ناشر مکتبہ فیضان عطار جامع مسجد عمر روڈ کاموںکے ضلع گوجرانوالہ

0300-7443224

وہابیوں کا مروجہ جنازہ
ثابت نہیں

انیس الجلیس (مترجم)

کانا دجّال

امانت
اور
دیانت داری